طبع اول : جون ۱۹۶۹ء

تعداد ۱۱۰۰

ناشر : سید امتیاز علی تاج ، ستارۂ امتیاز
ناظم مجلس ترقیِ ادب ، لاہور

طابع : سید اظہارالحسن رضوی

مطبع : مطبع عالیہ ۵/۱۲۰ ٹمپل روڈ ، لاہور

قیمت : دس روپے

بعون صانع مہر و مکان بفضل خلاق زمین و زمان
اردو کا کلاسیکی ادب
رونق کے ڈرامے
مرتبہ
سید امتیاز علی تاج
ناشر
مجلس ترقی ادب ۲- نرسنگھ داس گارڈن
کلب روڈ لاہور

جلد ششم
رونق کے ڈرامے
حصہ دوم

فہرست

ناٹک

انجام ستم

یا

ظلم اظلم

عرف

جیسا دو ویسا لو

تبصرہ

"ظلم اظلم" نہ صرف وکٹوریا ناٹک منڈلی کے ، بلکہ اپنے زمانے کے بہت مشہور تماشوں میں سے ہے ۔ ڈاکٹر نامی نے رونق کے ڈراموں کی فہرست میں اس کی اشاعت کا سنہ ۱۸۸۳ع غالباً مطبوعہ کتاب کے پہلے ایڈیشن کے سرورق پر سے دریافت کرکے لکھا ہے ۔ پروفیسر سید حسن (پٹنہ) نے نوائے ادب بابت جولائی ۱۹۵۴ع میں رونق پر جو مفصل مضمون لکھا ، اس میں اس کھیل کا صرف تذکرہ کیا ہے ، اس کی طباعت یا اسٹیج پر آنے کے سنہ کے متعلق کچھ اظہار خیال نہیں کیا ۔ جو معلومات ڈاکٹر نامی نے مہیا کی ہیں ، اُن کی بنا پر گمان غالب ہے کہ یہ کھیل اگر ۱۸۸۳ع میں نہیں تو ۱۸۸۲ع سے پیشتر اسٹیج پر نہ آیا ہوگا ۔

تھیٹر کے اکثر ایکٹروں سے سنا ہے کہ اس کھیل کو بمبئی میں غیر معمولی کامیابی حاصل ہوئی تھی ۔ وکٹوریا ناٹک کمپنی بیسویں صدی کے آغاز میں جب لاہور آئی تو ظلم اظلم اُس کے تماشوں کی فہرست میں شامل تھا ۔ اُس زمانے کے جن لوگوں نے یہ کھیل دیکھا ، وہ برسوں بعد بھی اس کی تعریف میں رطب اللسان رہے ۔ میں نے "ظلم اظلم" کا تماشا غالباً ۱۹۱۰ع کے آس پاس محبوب حسین کی کارونیشن تھیٹریکل کمپنی میں دیکھا تھا ، لیکن یہ میری کم عمری کی بات ہے ۔

چنانچہ کھیل کی ایک مجمل سی لذت تو یاد ہے مگر اس تماشے کی اسٹیج کی سب تفصیلیں ذہن سے اتر چکی ہیں۔

اسٹیج پر اس تماشے کی غیر معمولی کامیابی کی اور جو وجوہ بھی ہوں، اُن میں سے پلاٹ کی خصوصیات کسی طرح نظر انداز نہیں کی جا سکتیں۔ چنانچہ نا مناسب نہ ہوگا اگر اس موقع پر پلاٹ کے متعلق چند ضروری باتیں یہاں کر لی جائیں۔

پلاٹ عموماً تین طرح کے ہوتے ہیں۔ سادہ، مخلوط اور مرکب۔ سادہ پلاٹ کے ڈراموں میں واقعات کسی قابل قبول نقطۂ آغاز سے بڑھ کر براہ راست کسی ایسے انجام کو پہنچتے ہیں جسے بُوجھ لینا کچھ مشکل نہیں ہوتا، اور جس میں توقعات سے کسی خاص انحراف کا موقع پیدا نہیں ہونے پاتا۔ چوتھی صدی قبل مسیح میں یونانیوں نے اپنا کمال اسی نوع کے ڈراموں میں دکھایا تھا۔

اس قسم کے ڈراموں میں اگر تاریخی شخصیتیں اور واقعات دکھائے جائیں، تو ان میں ایک خاص حد تک اثر صرف اس لیے پیدا ہو جاتا ہے کہ تماشائی اُن سے بخوبی واقف ہوتے ہیں۔ اسی قسم مگر دوسری نوعیت کے ڈرامے ہوں تو اُن کا لطف اپنے واقعات یا ڈرامے کی نشو و نما کی منطق کی معرفت پیدا ہوتا ہے۔ سادہ پلاٹ کے بہترین ڈرامے عموماً وہ ہوتے ہیں جن میں ایک اٹل انجام کی طرف بے دریغ بڑھنے کا احساس پیدا ہو۔

اردو ڈراموں میں "اندر سبھا" اور "لعل و گوہر" اور جنّوں پریوں کے دوسرے بہت سے ابتدائی ڈرامے بھی سادہ پلاٹ ہی کے ڈراموں کی ایک قسم سمجھے جاسکتے ہیں۔

مخلوط پلاٹ میں ڈراما ہمواری سے آگے بڑھتے بڑھتے

اپنے رستے سے یکایک ایک یا ایک سے زیادہ موڑ یوں مڑتا ہے کہ نتیجہ توقع کے خلاف نکل آتا ہے۔ اس کی بہترین مثال اردو کے مشہور ڈرامے "دلفروش" میں ملتی ہے جو شیکسپئر کے ڈرامے "دی مرچنٹ آف وینس" سے ماخوذ ہے۔ عدالت کے منظر میں جب سائیلاک یہودی رحم کی سب التجاؤں کی طرف سے کان بند کرکے معاہدے کی اس شرط پر اڑ جاتا ہے کہ قرضہ ادا نہ ہونے کی صورت میں اپنے مقروض قاسم کے جسم سے آدھ سیر گوشت کا ٹکڑا کاٹے بغیر نہ مانے گا اور قاسم کی جان بچنے کی بظاہر کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی تو آخری لمحے میں شیریں یکایک یہ قانونی نقطہ پیدا کرتی ہے کہ معاہدے کی رو سے آدھ سیر گوشت بے شک کاٹا جا سکتا ہے لیکن اس کے ساتھ خون کی ایک بوند بھی اگر لی تو قانون اس کی پوری پوری سزا دیے بغیر نہ رہے گا۔ چونکہ یہ کسی طرح ممکن نہیں ہوتا، اس لیے قاسم کی جان بچ جاتی ہے اور شائیلاک ناکام و نامراد رہ جاتا ہے۔

اس کھیل میں تو ایک بہت ہی غیرمعمولی نقطہ پیدا ہونے سے حالات میں تبدیلی پیدا ہوتی ہے، اس سے کم انوکھی باتیں بھی حالات کو اچانک تبدیل کر سکتی ہیں، لیکن ان کا لطف اسی صورت میں آتا ہے کہ پلاٹ میں مختلف تبدیلیاں خلاف توقع ہونے کے ساتھ وہ ایک تو منطق کے مطابق ضرور ہوں، دوسرے ڈرامے کے آخری حصے میں آئیں۔ "ظلم اظلم" میں اسی قسم کی خلاف توقع کئی باتیں اچانک پیدا ہوتی رہتی ہیں لیکن ان پر اظہار خیال کرنے سے پہلے مرکب پلاٹ پر کچھ نہ لکھا گیا تو بات ادھوری رہ جائے گی۔

ڈرامے کے واقعات جب دو یا دو سے زیادہ جدا جدا سلسلوں میں آزادانہ چلیں اور بالآخر اُن کے سنجوگ سے تسفی بخش طور پر ایک شے تکمیل پائے تو ایسے پلاٹ کو مرکب پلاٹ کہا جاتا ہے ۔ شیکسپئر کے کئی ڈراموں میں اس کی مثالیں ملتی ہیں ۔ "مرید شک" جسے آغا حشر نے شیکسپئر کے "اے ونٹرس ٹیل" سے اخذ کیا ، مرکب پلاٹ کی بہت اچھی مثال ہے ۔ مرکب پلاٹ کے کسی کھیل پر تبصرہ کرتے وقت اُس کا تجزیہ کرکے کسی مرکب پلاٹ کو زیادہ واضح کرنے کی کوشش کی جائے گی ۔

"ظلم اظلم" کا پلاٹ اصطلاحاً مخلوط ضرور ہے لیکن ان گھڑ سا ہے ۔ مخلوط ڈرامے کا حسن اور نفاست اس میں نہیں ملتی ۔ اس میں مثلاً چار شخص نورالنسا پر عاشق ہیں اور وہ ان چاروں سے مختلف موقعوں پر خلاف توقع یوں دوچار ہوتی رہتی ہے کہ ڈرامے کے واقعات کا رخ بدلتا چلا جاتا ہے ۔ اظلم کا ظلم و جور اسے اپنے بھائی کے ساتھ ترک وطن پر مجبور کرتا ہے ۔ سمندری سفر میں طوفان آ جانے سے جہاز ٹوٹتا ہے اور بھائی سے بچھڑ کر نورالنسا ایک نمازی اور پرہیز گار امیر کے ہاتھ آتی ہے جو اُس کے ساتھ شفقت سے پیش آتا اور اپنے ہاں پناہ دیتا ہے ۔ اس گھر میں امیر کا ملازم اُس پر فریفتہ ہو جاتا ہے ۔ نورالنسا کا پیچھا کرتا ہوا اظلم بھی یہاں آ پہنچتا اور ملازم کی معرفت نورالنسا تک رسائی پیدا کر لیتا ہے ۔ اس مصیبت سے چھٹکارا نہیں ملنے پاتا کہ نمازی اور پرہیز گار امیر کی اپنی نیّت میں فتور آجاتا ہے ۔ ان عشاق کی ناکامیوں کے نتیجے میں آمنا سامنا شہزادے سے ہو جاتا ہے ۔ غرض کہ کھیل میں ہموار واقعات کی دلچسپ اور اہم تفصیلات سے

لطف پیدا نہیں ہوتا بلکہ جگہ جگہ پلاٹ کے ایسے موڑ اور اچنبھے رکھے گئے ہیں جو تماشائی کی توجہ کھیل پر مرکوز رکھتے ہیں ، اور چونکہ کھیل کا مرکزی کردار ایک بے یار و مددگار لڑکی ہے اور سارے ظلم و ستم اس پر ٹوٹتے ہیں اس لیے تماشائی کھیل سے غیر معمولی طور پر متاثر ہوتے تھے ۔

سید امتیاز علی تاج

انجام ستم*

یا

ظلم اظلم

عرف

جیسا دو ویسا لو

ناٹک دو باب کا

واسطے گروہِ وکٹوریا ناٹک کے ، تالیف کیا
منشی محمود میاں تخلص بہ رونق نے

اور

چھاپ کر اظہار کیا واسطے خاص و عام کے
مالکان وکٹوریا ناٹک منڈلی (نے)
زبان اردو ، حروف گجراتی
......بمبئی......پریس (؟)

۱۸۸۳ع

---

* اس ڈرامے کا جو نسخہ میرے پاس موجود ہے ، اس کا سرورق ضائع ہو چکا ہے ۔ اس قسم کے کئی ڈراموں کے سرورق دیکھ کر جہاں تک میں قیاس کرسکا اس کا سرورق یوں ہوگا ، جیسا اوپر درج کیا گیا ۔ جو الفاظ قیاس نہ کیے جا سکتے تھے ، ان کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہے - سرورق مل گیا تو انشاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں ان خالی جگہوں کو پر کیا جا سکے گا ۔

تختہ ناٹک

شمس رو : ایک شہزادہ جس کا والد فوت ہو چکا ہے ۔

اظلم : بادشاہ ، نورالنسا کا عاشق ۔

بوڑھا امیر : نور النسا کا عاشق ۔

صادق و عثمان : بوڑھے امیر کے غلام ۔

گاڑی بان : بوڑھے امیر کا ملازم ، نورالنسا کا عاشق ۔

منور شہزادہ : ملک شام کا شہزادہ ، نورالنسا کا عاشق اور پھر شوہر ۔

رئیس شاہ : ملک شام کا بادشاہ ، منور شہزادے کا باپ ۔
وزیر ، اہل کار ، سپاہی ، پیر مرد ، چوبدار ، درباری ، رامشگر وغیرہ ۔

نور النسا : شمس رو کی ہمشیرہ ۔

نور جان : بوڑھے امیر کی ملازمہ ۔

مقام : نا معلوم و ملک شام ۔

پہلا ایکٹ

پہلا سین

دیوان خانہ

[شمس رو کا اپنی تنگ دستی پر متأسف نظر آنا]

شمس رو : غزل[1]

بہت نواب اظلم بہر باقی ستاتا ہے
خراج اپنا جو وہ مجھ سے نہیں سالانہ پاتا ہے
ہوئی نورالنسا همشیر میری اب جواں یا رب!
نہیں کر سکتا اس کی شادی ، یہ غم بھی رلاتا ہے
پدر کی مرگ سے نادار و مفلس ہو گیا ایسا
کہ اب جینا بھی دنیا میں نہیں مجھ کو تو بھاتا ہے

[وزیر کا معہ سپاهیاں داخل ہو کر شمس رو سے خراج طلب کرنا]

گانا[2]

وزیر : اے شمس رو ! عزیز بیٹے خوش خصال کے
ہے آپ کو یہ حکم شاہِ نیک نام کا
خراج کے روپے چکا دو تین سال کے
ہو ضبط ورنہ مِلک یہ سب آپ کی تمام

۱- دھن سارنگ ، تال بریلوی ٹھیکہ۔
طرز : مجھے اس دوست کا هجر آہ ایسا اب ستاتا ہے ۔

۲- گیت انگریزی وزن ، دھن سندھڑا ، تال دادرا۔
طرز : اے خود پسند اب بھی تو اس کو قبول کر ۔

شمس رو : پدر کے مرگ سے ہوا ہوں میں غریب اب
رقمِ کثیر یہ کہاں سے دوں بھلا ؟
جو ِملک اپنی بیچ ڈالوں میں جناب سب
تو بھی نہ ایک سال کا خراج ہو ادا

ابیات تحت اللفظ

وزیر : فرمانِ شاہی توڑنے کا لا نہ دھیان تو
حاکم کا حکم مرگِ مفاجات جان تو

شمس رو : فرمانِ شاہی آنکھوں پہ اور میرے سر پہ ہے
پر کیا کروں کہ بات یہاں ٹھیری زر پہ ہے

وزیر : حاکم کو جو وصول نہ ہو زر خراج کا
تو کاروبار کیسے چلائے وہ راج کا ؟

شمس رو : زردار ہو کے کچھ نہیں نادار میں بنا
ناچاری سے ہوں شہ کا گنہگار میں بنا

وزیر : نادار ہو تو کیا اُسے سلطان چھوڑ دے ؟
لا زر، حماقت اپنی اے نادان چھوڑ دے

شمس رو : صاحب تو جھوٹے جانتے ہیں میرے یہ کلام
کاذب کو پر سمجھتا ہوں میں زادۂ حرام

وزیر : سچ جھوٹ سے نہیں ہے تیرے ہم کو کام اب
دیتا ہے یا کریں ترا اسباب ضبط سب ؟

شمس رو : ہے قصد جو یہی تو مرا زور کیا جناب
پر ایسا ظلم شہ کو نہیں ہے روا جناب

جڑ ہے رعایا شاہی کی ، سلطاں درخت ہے
جب جڑ اکھڑ گئی تو شجر دم میں پست ہے
ہے ایسے شہ پہ آفریں صد بار آفریں
نفریں اگر کروں تو ہے بے ادبی بالیقیں

وزیر : اتنا عبث نہ جوش میں اے شمس رو ! تو آ
پوشیدہ تجھ سے کرنی ہے کچھ گفتگو ، تو آ

[وزیر کا شمس رو کو بازو پر لے جانا]

حاکم سے وصل تیری بہن کا ہو ایک شب
تو کر دے وہ معاف تجھے یہ خراج سب
اور زندگی بھی عیش سے اپنی گزارے تو
عزت بھی تیری خوب ہو پھر اس کے روبرو

[شمس رو کا غصے میں آنا]

غزل[۴]

شمس رو : یہ بکتے ہو کیا تم خدا سے ڈرو
خبردار باتیں نہ ایسی کرو ــــ یہ
میں ہوں 'ترک' عزت پہ دے دوں گا جاں
سمجھتے ہو تم کیا مجھے مسخرو ؟ ــــ یہ

وزیر : پیادو ! نہ ہو کچھ بھی تاخیر اب
کرو ضبط اسباب یہ سب کا سب ــــ پیادو

۴۔ دھن اساوری ، تال چاچر ۔
طرز : ارے لال دیو اس طرف جلد آ ۔ ۔ ۔ "

نہ اک پیسے کا باقی تم رکھو مال
بہت شہ کا ہو ورنہ تم پر غضب—پیادو

[وزیر کا جانا حکم کرکر، سپاہیوں کا روانہ ہونا ضبط کیا ہوا اسباب بھر کر، نورالنسا کا گھبرا کر آنا اور بھائی کو مغموم پانا]

ابیات تحت اللفظ

نورالنسا : بیاں کر برادر یہ کیا دھوم ہے
تو اس درجے کیوں آج مغموم ہے ؟

شمس رو : بہن ظلم ہے ہم پہ نواب کا
ہوا آج تعلیقہ اسباب کا
خدا جانے لائے گا کل کیا بلا
وہ زانی بھی مشہور ہے بے حیا[5]
الٰہی اب عزت کا حافظ ہے تو
غریبوں کی حرمت کا حافظ ہے تو

[نورالنسا کا بے قرار ہونا حال سن کر]

نورالنسا : غزل[6]

ہر روز نیا رنگ ہے اس چرخ کہن کا
راحت گئی بس دور ہے اب رنج و محن کا
جو صاحب دیہیم تھا کل، آج اسے دیکھو
ہے گردش تقدیر سے محتاج کفن کا
منعم تھے جو پہلے، انھیں القاب دیا ہے
برگشتگیِ بخت نے آوارہ وطن کا
کس طرح بہار آئی کہ ہے زور خزاں کا
رونق گئی، بگڑا ہے یہ اب رنگ چمن کا

۶- دھن ضلع جھنجوٹی، تال دادرا
طرز: دم صدمۂ فرقت سے نکل جائے تو اچھا

کیوں پردہ دری غیر کی منظور ہے ظالم
بھاتا نہیں کیا تجھ کو لباس اپنے بدن کا

شمس رو : غزل[۷]

ڈھونڈیں گے آسماں کوئی اب اے بہن نیا
دیتا ہے روز رنج یہ چرخ کہن نیا
والد کے مرنے کا تو بڑا نہ ہوا نہ غم
نواب ہم کو دیتا ہے رنج و محن نیا
اظلم یہ کہتا ہے ، مجھے نورالنسا کے ساتھ
واصل کرو ! یہ کیسے چنیں ہم چلن نیا ؟
اک حبشی زادہ ترکوں سے منسوب ہوگا کیا !
عزت کے چاند پر ہے یہ کیسا گہن نیا !
حاکم سے لڑنے کی بھی نہیں ہم کو تاب ہے
بہتر ہے یہ کہ جا کے بسائیں وطن نیا

مسدس تحت اللفظ

نورالنسا : واصل وہ مجھ سے ہوگا بھلا ناسزائی کیا ؟
بیٹی بہن نہیں ہے کوئی اس کے بھائی کیا ؟
تو نے سنی یہ بات اور اس نے سنائی کیا
جرأت نہ تو نے ترکوں کی کچھ بھی دکھائی کیا
اس بات کے نکلتے ، زباں کی قلم نہیں ؟
زندہ بلا سے رہتے جو دنیا میں ہم نہیں

۷۔ دھن مانڈ ، تال دادرا
طرز : جمشید کا تو جام فقط تھا جہاں نما ۔

شمس رو : میں ایک ترک اور وہ حبشی ہیں بے شمار
کس طرح اُن پہ کھینچوں بھلا تیغ آب دار ؟
بہتر ہے جاں بچا کے یہاں سے ہوں ہم فرار
تجھ پر کرے گا قبضہ یہیں تو وہ نابکار
بندر سے اک جہاز بھی ہوگا روانہ آج
چل اُس میں جا کے اپنا کریں گے ٹھکانا آج

نورالنسا : لاؤنی^8

کرے گا کب تک جہاں میں جھوٹی خدائی او فرعون !
نہ ہوگی موسیٰ کی تجھ پر کیا اب چڑھائی او فرعون ـــــ کرے گا
یہ فوج و لشکر نہ کام آئے گا تیرا اے مغرور !
کرے گا بس ایک سپاہی تجھ کو خدا کا جب مجبور
نہ ہاتھ سے اس کے پائے گا تو رہائی او فرعون ـــ کرے گا
یہاں سے اے بھائی بھاگو ، عزت جو اپنی ہے پیاری
خدا کرے اُس پہ جلد نازل ہو قہر جبّاری
دہائی ہے ، دہائی ہے ، یہ دہائی او فرعون ـــ کرے گا

[مایوس ہو کر جانا شمس رو کا]

۸۔ دھن جھنجوٹی ، تال قوالی
طرز : چل ساتھ میرے میری جان ۔

پہلا ایکٹ

دوسرا سین

محل

[ایک طرف سے اظلم نابکار، دوسری طرف سے وزیر و اہل کار آئے]

ابیات تحت اللفظ

وزیر : خداوند اقبال و عالی وقار[1]

خراج اس سے ملتا نہیں زینہار

اٹھا لائے مال اس کا سب اے جناب

اظلم : ہے خفیہ مری بات کا کیا جواب ؟

وزیر : نہایت ہی اس سے تو انکار ہے

اظلم : تو کیا زندگی سے وہ بیزار ہے ؟

وزیر : وہ شاید کہ ہے زندگی سے اداس

اظلم : پکڑ کر اسے جلد لا میرے پاس

(سب کا آداب بجا لا کر جانا)

اظلم : غزل[1]

دل کو ہمارے عشق بتِ دل ربا سے ہے

ہو وصل اس کا بس یہ دعا اب خدا سے ہے

۱۔ دھن ضلع جھنجوٹی ، تال دادرا

طرز : ہم درد ہجر یار سے گھبرائے جاتے ہیں ۔

آیا تو ہے تو کاکلِ پیچاں کے پیچ میں
اے دل! سنبھل کہ سامنا کالی بلا سے ہے
اس گل کے کوچے سے ہے یہ کیا لائی اے[۲] نسیم
دل باغ باغ میرا جو ٹھنڈی ہوا سے ہے

غزل[۳]

وزیر : ہوئے ہم تو عاجز اب اے تاج دار!
کہ وہ ہو گئے دونوں یاں سے فرار
لیا ہر طرف سے مکاں پہلے گھیر
گھسے بعدہ، سب پیادے سوار
تو واں شمس رو ہے نہ نورالنسا
ہوئے راستے سے وہ پانی کے پار

اظلم : یہ کیا سنتا ہوں، کیا سناتا ہے تو؟
مجھے شاید احمق بناتا ہے تو؟
گئی فوج سے بھاگ نورالنسا!
یہ کس طرح باور کراتا ہے تو؟
ترے ساتھ جو تھے پیادے سوار
سزا کیا انھیں اب دلاتا ہے تو؟

لاؤنی[۴]

وزیر : کیوں ہم سے خفا تم[۵] اب ہوئے، کی ہم نے کیا تقصیر
قبضے میں اسے کرنے کے لیے نہیں رہی کوئی تدبیر

۳۔ دھن اساوری، تال چاچر
طرز: ارے لال دیو اس طرف جلد آ۔

۴۔ دھن ضلع برھنس، تال قوالی
طرز: بے دردی دغا تیرے دل کی۔۔۔

اب ہاتھ نہ وہ آوے گی کبھی ، تم چھوڑ دو اس کا نام
تم ملکہ حبشن سے ہی[۶] ، سکھ میں عمر گزارو تمام
اے تخت نشیں دربار چلو ، شاہی کے چلاؤ کام
گھر بیٹھے تمہارے آوے خود ، کیوں دوڑتے ہو جوش کام
اب ہاتھ نہ زنہار آوے گی ، وہ نہ گی ہے دیو کے قبضے میں

اصلم : ہمیں تاج و تخت سے کام نہیں ، شہ خوبان سے ہے کام
ہم چھوڑ کے شاہی کریں گدائی ، اس کی صبح و شام
ہوا رام وہ آہو چشم نہیں ، ہائے کر کے گیا ہے رم
وحشی کی طرح سے دشت نوردی ، کرتے ہیں ہر دم
مردہ ہو تمہیں اے خار رہ ، یا برعکس بھی ہیں ہم
ہے مدد نہیں ، تیری جوش جنوں ، نہیں تنہائی کچھ کم
ہے دولت و حشمت ، مال خزانہ ، ہم کو تو ناکام
ہم چھوڑ کے

[سر سے تاج پھینک کر جانا اصلم بدشعار کا
آنا حال دریافت کرنے کے لیے اہل دربار کا]

سب اہل کار : غزل[۱۰]

کہو ، پھینک کر تاج سلطاں ہمارے
بحال پریشاں کہاں کو سدھارے ؟ — کہو
غلاموں نے کی کون تقصیر ایسی
جو آقا گئے یاں سے غصے کے مارے ؟ — کہو
حکومت چلائے گا اب کون یاں کی ؟
کہ سرتاج بن ، سر کھلے ہم ہیں سارے — کہو

۱۰- دھن ضلع برھنس ، تال چاچر -
طرز : " بہت سہی تیرے - - - - "

وزیر : غزل[11]

وہ آتا نہیں باز ستم گار ستم سے
سمجھا چکے ، سمجھایا گیا جتنا کہ ہم سے
منظور نہیں بندوں کا صاحب ایسے رہنا
کافر کو غرض ہے تو فقط اپنے صنم سے
ہے لڑکی وہ با عصمت و زانی یہ ستم گر
تابع نہ کبھی ہوگی خدا کے وہ کرم سے
یہ ملک مبارک تمھیں ، وہ شاہ مبارک
فاسق کی اطاعت نہیں اب ہوتی ہے ہم سے

مسدس تحت اللفظ

اہل دار : فرمانا سچ ہے آپ کا عالی جناب سب
اظلم کی عادتیں تو ہیں حقاً خراب سب
کرتے ہیں اس کے ظلم سے ہم اجتناب سب
لیکن بہ جبر سہتے ہیں رنج و عذاب سب[12]
وہ تو سدھارا ، اس کا تم اب تخت و تاج لو
راضی ہیں سب ، جو قبضے میں تم اپنے راج لو

وزیر : ہے سلطنت قبول مگر ایک شرط سے
منظور تخت و تاج ہے پر ایک شرط سے
راضی ہو تم تمام اگر ایک شرط سے
دیتا ہوں اب میں سب کو خبر ایک شرط سے
اظلم کو اپنا دشمن جانی سمجھنا تم
ملعون و جور پیشہ و زانی سمجھنا تم

۱۱- دھن برھنس ، تال دادرا ۔

طرز : گر ہم نے دل صنم کو دیا پھر کسی کو کیا ۔ (طرز اور غزل کے مختلف ہیں ۔ مرتب)

سب اہل کار : ٹھمری[۱۳]

ہمیں ہمیں قبول ہے سر تاج
بیٹھو تخت پہ ، سر پر رکھو تاج — ہمیں
حکم سے آپ کے سر نہیں پھیریں
چل کے سُدھارو اپنا راج — ہمیں

[جانا وزیر دی شعار کا ، اس کے پیچھے روانہ ہونا ہر اہل کار کا]

۱۳- دھن ضلع ، تال قوالی
طرز : بینی بینی پریم آنند ۔

تیسرا سین

ساحل دریا

[ایک بوڑھے امیر کا گاڑی میں بیٹھ کر سیر کو آنا]

ابیات تحت اللفظ

امیر : کھڑی کر تو گاڑی ارے گاڑی بان !

[گاڑی بان کا گاڑی کھڑی کرنا ، امیر کا نیچے اترنا]

ابھی اس کو لے جا پرے گاڑی بان
کروں گا اب اللہ کی یاد میں
نہ ہوں حشر میں تا کہ برباد میں

گاڑی بان : بہت خوب فرماتے ہیں یہ جناب
کروں میں بھی بیلوں کی مالش شتاب
نہ خدمت اگر ان کی ہو حسبِ حال
تو کل گھر سے تم دو گے مجھ کو نکال

[گاڑی بان کا (گاڑی) ایک طرف لے جانا ، امیر کا دریا کے پانی سے ہاتھ منہ دھو کر اللہ سے دل لگانا]

غزل[1]

امیر : رہوں میں سدا تجھ پہ مائل خدایا
نہ ہوں یاد سے تیری غافل خدایا

۱- دھن شہانہ ، تال چاچر
طرز : دھن پر ہیں آن کے گہاں کبسے کیسے -

گنہگار ہوں رحم کر مجھ پہ یا رب
نہیں میں عدالت کے قابل خدایا
ترے بحرِ عرفاں میں لاکھوں ہیں ڈوبے
ملا پر کسی کو نہ ساحل خدایا

[امیر کا تسبیح پھرانا ، گاڑی بان کا آنا اور ہاتھ منہ دھو کر
بیلوں کے لیے دعا کرنا]

گاڑی بان : گیت[۲]

او جہاں کے داتا رس ! — ہوں بیل فربہ میرے بس
مجھے تو ہے یہی ہوس — مہینا پاؤں روپے دس
امیر کا ہوں گاڑی بان — دیکھو میری عالی شان
ہے چاہتا مجھے امیر[۳] — ہوں میں تو اس کا دل پزیر
روپوں کی جو دکھاؤں آس — بلائیں بی بی لے بچ بس
سسر ہو صدقے اور ساس — نثار بچے بے قیاس

(گاڑی بان کا سجدہ کر کے ایک بازو بیٹھ جانا ، امیر کا الحمدللہ
ورد کر کے تسبیح پھرانا ، ابر کا چھانا ، ہوائے تند کا آنا ؛
اندھیرا ہو جانا ، دریا کی موجوں کا جوش میں آنا ، بجلی کا
چمکنا ، بادل کا گرجنا)

گاڑی بان : ع چلو جلد طوفان آتا ہے اب

امیر : ع ذرا ٹھہر ، کیوں جان کھاتا ہے اب

[جا کر تھوڑی ہی دیر میں پھر واپس آنا گاڑی بان کا]

۲۔ انگریزی وزن ، دھن جھنجوٹی ، تال دادرا ۔
طرز : یہ کیا کیا ہے تم نے کار ۔

گاڑی بان : ع اجی اٹھا اب جوش حد سے سوا

امیر : ع وظیفہ مرا رہ گیا ہے ذرا

[دریا میں دو ڈونگوں کا آن کر ڈگمگانا ، گاڑی بان کا دیکھ کر گھبرانا]

گاڑی بان : ع وہ ڈونگے تو اب ڈگمگانے لگے

[امیر کا گھبرا کر نظر اٹھانا ، دونوں ڈونگوں کا ٹوٹ جانا]

امیر : ع وہ ڈوبے ! سب انسان ٹھکانے لگے

گاڑی بان : ع خدایا ہے یہ بےکسوں کا مآل ![۴]

امیر : ع ارے ڈوبتی ہے وہ لڑکی ، نکال !

[گاڑی بان کا اپنے تئیں پانی میں ڈالنا اور ڈوبتی ہوئی نورالنسا کو نکالنا (دونوں کا آسے لے جانا)]

چوتھا سین

(امیر کے مکان کا) دالان

[امیر کے همراہ گاڑی‌بان کا نورالنسا کو بے خودی کی حالت میں
دونوں هاتھوں پر لیے هوئے آنا ، امیر کا گلاب جھڑک ، پنکھا
هلانا ، گاڑی بان کا پیر دبانا]

غزل[1]

امیر : یہ لڑکی تو ھے کوئی آفت کی ماری
رھے گی مرے گھر مصیبت کی ماری
مدد جو نہ تو اس کی دریا میں کرتا
تو بس ڈوب مرتی هلاکت کی ماری

گاڑی بان : میں هوں اس پہ صدقے مجھے بخش دیجے
مری شادی ساتھ اس کے بس آپ کیجے
جواں میں بھی هوں اور یہ بھی جواں ھے
ملا کر یہ جوڑا ، دعا آپ لیجے

امیر : مسدس تحت‌اللفظ

اے نفر ! اس طرح کی تو گفتگو اچھی نہیں
یہ ھما زادی ھے ، تو الّو کا پٹھا بالیقیں

---

۱ - دھن کلیان ، تال چاچر -
طرز : یہی قول ھے گر تو لے میرے پیارے -

ہے کسی شہزادے کے لائق ارے یہ نازنیں
چاہے گی وہ تجھ سے بد صورت کمینے کو کہیں
بات کر ایسی کہ جو لائق ہو تیری شان کے
حور جنت کی بھی ہاتھ آئی کہیں شیطان کے ؟

ابیات تحت اللفظ

گاڑی بان : خیر بد صورت ہوں میں اُلّو ہوں یا شیطان ہوں
جو کہو وہ سچ ہے صاحب ، تابعِ فرمان ہوں

[نورالنسا کا ہوش میں آنا ، امیر اور گاڑی بان کو دیکھ کر گھبرانا]

نورالنسا : غضب ہم پہ کیسا ہے یہ اے کریم !
سہیں ہائے کب تک عذابِ عظیم

امیر : بیاں کر تو اے نازنیں واردات
کہ تو کس کی دختر ہے عالی صفات ؟
تری کیوں یہ حالت ہوئی جاں گداز ؟
کہاں پر ہوا غرق تیرا جہاز ؟

نورالنسا : ہوں اک ترک کی میں تو دختر جناب
کیا ہے مقدّر نے مجھ کو خراب
کسی کے ستم سے وطن چھٹ گیا
جہاز آ کے طوفان میں لٹ گیا
ہمیں نا خدا نے جو اک ناؤ دی
کنارے پہ بس وہ بھی ٹکڑے ہوئی

تمھاری بدولت بچی میری جاں
خدا جانے ھو بھائی میرا کہاں !
اسے ڈھونڈنے در بدر جاؤں گی
نہ زندہ ملا وہ ، تو مر جاؤں گی

امیر : نہ بےتاب ھو اے گلِ دغِ حسن!
ترا رنج گویا کہ ھے داغِ حسن
تو امید خالق کی رکھ ذات سے
بچاتا ھے جو سب کو افات سے
عجب کیا جو بچ جائے وہ اس طرح
خدا نے بچایا تجھے جس طرح
بہ دل تجھ کو چاھوں گا اے حور میں
تجھے سمجھوں گا آنکھوں کا نور میں

[نور جان ماما کا آنا]

زنانے میں لے جا اسے نور جاں !
لباس اور زیور سے کر شادماں

نورالنسا : ٹھمری[۲]

میری چھاتی بھر بھر آوے
یاد او بھائی تمھاری رلاوے ـــ چھاتی
ملک عدم کو تم جو سدھارے
موت ھماری کون بلاوے ـــ چھاتی

[نورالنسا کے ساتھ جانا نور جان کا ، اس کے پیچھے پیچھے جانا گاڑی بان کا ، نورالسا پر عاشق ھونا امیر نادان کا]

۲- دھن کالنگڑا ، تال قوالی -
طرز : موری بھرکن لاگیں انکھیاں - - -

امیر : غزل[۳]

کیوں دلا تو ہے بتِ بے دیں پہ قرباں جان کر ؟
میں نے پالا تھا تجھے کافر ، مسلماں جان کر
شعلہ رُو جو مہر وش ہو اس کا سایہ دھوپ ہے
چاندنی کا کھا نہ دھوکا ماہِ تاباں جان کر
رونقِ بزمِ جہاں وہ شمع رو تو ہے مگر
جل نہ اس کی بو میں پروانہ سا ، ناداں جان کر

[داخل ہونا گاڑی بان کا]

ابیات تحت اللفظ

گاڑی بان : پری سے تو کی آپ نے گفتگو
جو ملنے کی ہو دیو سے آرزو
تو پورا کروں یہ بھی ارمان میں
ابھی لاؤں یاں ایک شیطان میں ؟

امیر : اسے لا کوئی ہوگا ناچار وہ
مدد کا ہو شاید طلب گار وہ

[گاڑی بان کا جا کر اظلم کو لے آنا ، اظلم کا آداب بجا لانا]

ابیات تحت اللفظ

امیر : اے مسافر ! کر بیاں تو جانے والا ہے کہاں
یا حبش کے ملک سے لایا تجھے کوئی یہاں ؟

۳- دھن کوسیہ ، تال پشتو-
طرز : تجھ کو غیروں سے نہ ملنا اے ستم گر چاہیے-

گاڑی بان : آپ اس حبشی پہ مت کیجیے گماں انسان کا
جانتا ہوں میں خلیقہ اس کو تو شیطان کا

اظلم : ہوں مسافر ایک آوارہ وطن ، افسوس میں
کسیے عربت کے سہوں رنج و محن افسوس میں
غرق دریا میں ہوا اے وائے کیوں میرا جہاز
تو نے اے طوفان توڑا ہائے کیوں میرا جہاز

امیر : کہا نہ غم ، رکھتا ہوں میں اب اپنی خدمت میں تجھے
کر یہاں آرام ، ہے اس دم کہیں جانا تجھے ؟

[گاڑی بان کا امیر کو پہنچانے جانا]

اظلم : غزل[۴]

فنا ہو گیا میں فنا ہو گیا
عجب عشق میں مبتلا ہو گیا — فنا
ہوا مبتلا اک پری زاد پر
مرا تاجِ شاہی ہوا ہو گیا — فنا
میں اک نان کا بھی ہوں محتاج آج
تھا کل شاہ اور اب گدا ہو گیا — فنا

[گاڑی بان کا آنا]

گاڑی بان : قطعہ تحت اللفظ

میاں کالے صاحب ! کرو غم نہیں
یہاں کھانے پینے کو کچھ کم نہیں
تمھاری ہماری ہے اب دوستی
کبھی بے وفا ہوئیں گے ہم نہیں

۴- دھن بر ھنس ، تال چاچر -
طرز : پلا ساقیا ساغر بے نظیر - - -

مصرعے[۵] تحت اللفظ

اظلم : ع کیا کہوں تم سے میں بھائی ہے مجھے اک غم سدا

گاڑی بان : ع دوست کرنے کو مدد حاضر ہیں تیری ہم سدا

اظلم : ع غرق دریا ہو گئی ہمشیر میری گل بدن

گاڑی بان : ع تُو تو حبشی ہے ، تری پھر گل بدن کیسی بہن ؟

اظلم : میں تو حبشی ہوں مگر ہمشیر رشکِ حور تھی
نور تھی وہ بلکہ اے صاحب ! چراغِ طور تھی

گاڑی بان : اس طرح کی اک پری تو آئی ہے عالی صفات
پر ہے اس کا بھائی تُو ، یہ کیسے مانوں تیری بات !

اظلم : ع اک نظر دکھلا مجھے ، ہُوں تا کہ میں تیرا غلام

گاڑی بان : ع توبہ ! مجھ پر ہو خفا میرا امیرِ نیک نام

اظلم : ع تجھ کو میں دیتا ہوں یہ انگشتری انعام میں

گاڑی بان : ع ہے تو ہیرے کی مگر کتنے کی ہوگی دام میں ؟

اظلم : ع راہ چلتا دے گا تجھ کو اس کی قیمت اک ہزار

گاڑی بان : ع باپ رے ! جب تو مرا بالکل ہی ہوگا بیڑا پار

اظلم : ع اب دکھا میری بہن کو اک نظر اے نیک نام !

گاڑی بان : ع پر مرے آقا سے تُو پوشیدہ رکھنا میرا کام

اظلم : ع تو قسم اور قول کا لے ہاتھ پر یہ ہاتھ ، چل !

گاڑی بان : ع تجھ کو پوشیدہ دکھا لاتا ہوں ، میرے ساتھ چل !

[دونوں کا جانا]

پانچواں سین

زنان خانہ

[نورالنسا کا اپنے بھائی کی جدائی میں افسوس کرنا]

نورالنسا : غزل[1]

کون سا کام ہے وہ جس کو بشر کر نہ سکا
محو قسمت کے نوشتے کو مگر کر نہ سکا
یا الٰہی ہوئی کیا مجھ سے ہے ایسی تقصیر
مہر کی مجھ پہ جو تو ایک نظر کر نہ سکا
باغبانِ چمنِ دہر کسی دن مجھ کو
نخلِ رحمت سے عطا ایک ثمر کر نہ سکا
ظلمِ اطلم کے سبب میں ہوئی آوارہ وطن
رحم دریا بھی ذرا مجھ پہ مگر کر نہ سکا
ناؤ ڈوبی ، موا بھائی مرا ، میں زندہ رہی
موت کو ہائے کوئی میری خبر کر نہ سکا

[گاڑی بان کا اطلم کو لا کر ایک گوشے میں چھپانا ، بعدہ
نورالنسا کے نزدیک ڈرتے ڈرتے جانا]

ابیات تحت اللفظ

گاڑی بان : ہے اے حور ! کیا حال آج آپ کا
مکدّر ہے کیسا مزاج آپ کا ؟

۲- دھن کلیان ، تال دادرا ۔
طرز : جلد بیدار ہو اے حبشیِ ناکام کہیں ۔

نورالنسا : مزاج اب کہاں جو بیاں کیجیے
مقدر پہ آنسو رواں کیجیے
تصدق جو پیارے پہ جاں کیجیے
تلاش اُس کی جا کر کہاں کیجیے !

گاڑی بان : میں پیارا ترا ہوں میں جانی ترا
کسے پیار ہے میرے ثانی ترا ؟
کوئی مجھ سا ہے گاڑی بانوں میں کم
امیر اپنا مجھ کو سمجھتے ہیں دم
مجھے جانتے ہیں وہ دل بند سا
سدا رکھتے ہیں پیار فرزند سا
وہ بوڑھے ہیں اب جلد مر جائیں گے
مجھے وارث اس گھر کا کر جائیں گے
بس اب ہاتھ تم دو مرے ہاتھ میں
ہمیشہ رہیں دونوں ہم ساتھ میں

[گاڑی بان کا نورالنسا کے پیر پر گر کر عاجزی کرنا]

نورالنسا : ارے دور ہو مجھ سے ہو دور تُو
حماقت پر اپنی ہے مغرور تُو
امیر آئیں تو اُن سے کہہ دوں گی حال
نہ بات ایسی اب ورنہ منہ سے نکال
نہیں مال و زر کا مجھے دھیان ہے
مِلوں بھائی سے بس یہ ارمان ہے

گاڑی بان : ع اگر اُس سے بھی میں مِلا دوں تجھے ؟

نورالنسا : ع کہاں ہے وہ ؟ للہ بتلا مجھے

گاڑی بان : ع مجھے چلے اپنا سمجھ دل ربا

نورالنسا : ع ترے پاؤں چوموں ، نہ اب تو ستا

گاڑی بان : ع مجھے پھر غرض کیا جو دوں میں خبر

نورالنسا : ع انگوٹھی یہ لے ، بول ہے وہ کدھر ؟

[نورالنسا کا انگوٹھی نکال کر دینا]

گاڑی بان : ع اسے میں ابھی لایا ، مضطر نہ ہو

نورالنسا : ع تو جا ھرج کچھ جو برادر نہ ہو

[گاڑی بان کا جانا ، نورالنسا کا اظلم کو آتا ہوا دیکھ کر گھبرانا]

نورالنسا (خود بخود) **لاؤنی**[۲]

کون یہ بختک ! اظلم مردک ! تیری پناہ خدایا ہے
دیو نے دوزخ کے کیوں آکر کالے منہ کو دکھایا ہے

اظلم : تو ھی پری نے ، جادو بھری نے ، مجھے دیوانہ بنایا ہے
شکرِ خدا ، دیدار تو تیرا ، مجھ کو نظر اب آیا ہے

[اظلم کا نورالنسا کے پاؤں پر گرنا]

نورالنسا : نہ میں پری نہ تو دیوانہ ، کیوں پھر یاں تو آیا ہے ؟
غربت میں تو چھوڑ ستانا ، خوب وطن میں ستایا ہے

[اظلم کا پیر چوم کر عاجزی کرنا]

۲- دھن جھنجوٹی ، تال قوالی ۔

طرز : پکڑو پکڑو اس ڈائن (اصل میں ڈاکن تھا) نے بچہ میرا کھایا ہے ۔

اظلم :

غزل[۳]

نہ پہچانے گا ہم کو اے صنم کب تک
تغافل کے سہیں گے ہم ستم کب تک ــــ نہ پہچانے گا
سسکتا ہوں پڑا میں اے مرے قاتل
کرے گا سر نہ تو میرا قلم کب تک ــــ نہ پہچانے گا
گدا تیرا بنا ہوں چھوڑ کر شاہی
نہ ہوگا حال پر میرے کرم کب تک ــــ نہ پہچانے گا
میں اظلم شاہ ہوں تو حال میرا دیکھ
سہوں نورالنسا میں رنج و غم کب تک ــــ نہ پہچانے گا

غزل[۴]

نورالنسا : دیکھ اظلم ! تیری خُو اچھی نہیں
مجھ سے تو یہ گفتگو اچھی نہیں
ظلم سے ہوں تیرے آوارہ وطن
چال چلتا اب بھی تُو اچھی نہیں
آشنائی کے نہ کر مجھ سے کلام
بات یہ بے آبرو اچھی نہیں

اظلم : ظلم عاشق پر ارے اچھا نہیں
کوئی بے چارہ مرے اچھا نہیں
مِل کے اپنے عاشقِ دیوانہ سے
اے پری ! ہونا پرے اچھا نہیں

۳۔ دھن بلاول ، تال چوتالہ ۔
طرز : ادائیں تیری یہ جادو بھری ہیں رے ۔
۴۔ دھن کلیان بھوپالی ، تال پشتو ۔
طرز : آپ کا مشتاق ہوں میں آئیے ۔

سرد مہری سے تری جو آہِ سرد
جی جلا کوئی بھرے ، اچھا نہیں

مسدس تحت اللفظ

نورالنسا : جی اتنا اپنی بی بی کی خاطر جلا پلید
بات عشق کی تو آگے مرے اب نہ لا پلید
حبشی غلام زادہ ہے تو بدنما پلید
منسوب کیسے ترکوں سے ہوگا بھلا پلید؟
اپنی بھلائی چاہے تو کر لے زبان بند
ورنہ قفس میں موت کے ہو تیری جان بند

اطلم : نورالنسا زیادہ نہ اب تو ستا مجھے
جام اک شئے وصال کا فوراً پلا مجھے
فرقت میں مر چکا ہوں مسیحا جِلا مجھے
پڑتا ہوں تیرے پاؤں گلے سے لگا مجھے
اللہ ٹالے سب تری آفات حسن کی
اک بوسہ لب کا دے مجھے خیرات حسن کی

[اطلم کا بوسہ لینے کو منہ بڑھانا ، نورالنسا کا اس کے ایک طمانچہ لگانا ، گاڑی بان کا آنا اور اطلم کو نورالنسا کے ساتھ لپٹے ہوئے دیکھ کر گھبرانا]

گاڑی بان : **ابیات تحت اللفظ**

ہے ہے یہ حبشی خاں کا تو کچھ طور اور ہے !
الفت کی سلطنت سے محبت کا دور ہے
اے بے حیا غلام ، ارے او نمک حرام !
کرنے یہاں تو آیا ہے کیا اس طرح کے کام ؟

[لات مار کر]

مشکیں نہ کیوں کسوں تری اس رسّی سے میں اب
اک حجرۂ سیاہ میں رہ قید بے ادب

صادق ! عثمان !

[صادق و عثمان کا آنا اور اظلم کو رسّی سے باندھ کر گاڑی بان کے همراه لے جانا]

نورالنسا : غزل[6]

غریبوں پہ ظالم جو تو نے جفا کی
نہ تھی کیا خبر تجھ کو روزِ جزا کی ؟
تو باز آ ستم سے سمجھ اب بھی اظلم
همیشہ ہے ظالم پہ لعنت خدا کی
مصیبت سے هر روز کی چھوٹ جاؤں
اگر مہربانی هو مجھ پر قضا کی

[گاڑی بان کا پھر آنا اور نورالنسا کو اپنا عشق جتانا]

گاڑی بان : هولی[7]

ڈر ہے تجھے کس کا بول ، چل آ جا
گھونگٹ حیا کا مکھڑے سے تو کھول ــــ ڈر

گاڑی بھی ہے میری ، باڑی بھی ہے پھر
کیا تیرے جوبن کا مول ؟ ــــ چل

بنوں میں امیر اور امیرن بنے تو
کس سے هو پھر تیرا تول ــــ چل

۶- دھن پیلو ، تال چاچر -
طرز : نا لکھی سئیاں پتیاں گون کی -

۷- دھن کافی ، تال چاچر -
طرز : پھاگن کے دن چار -

میری میٹھی موھنیاں میری سوھنیاں
رتن تیرے ھونٹ ان مول ـــــ چل

[گاڑی بان کا پیر پر کرنا]

نورالنسا : ٹھمری[۸]

دیکھ تو او گاڑی والے ! ھو نہ بے ادب
نہیں تو تجھ پہ ھو عضب ـــــ دیکھ
آئیں گے امیر تو کہوں گی اُن سے میں یہ سب
کیا اپنے سا رزیل مجھ کو سمجھا ہے تو اب ـــــ دیکھ

[گاڑی بان کا نورالنسا کو ستانا ، گر یہ سن کر امیر کا آنا اور گاڑی بان کو گوشمال دے کر ھٹانا]

غزل[۹]

امیر : یہ کیا دھوم ھے اے نفر بے حیا !
نہیں کیا تجھے میرا ڈر بے حیا ؟ ـــــ یہ کیا
جو بارِ دگر بد نظر اس پہ کی
ترا کاٹ لوں گا میں سر بے حیا ـــــ یہ کیا
چلا جا ، ابھی اصطبل میں نسربر
نہ آنا کبھی پھر ادھر بے حیا ـــــ یہ کیا

[گاڑی بان کا جانا]

۸- دھن پیلو ، تال دادرا ۔
طرز : کاھے رُوسے بلما موسے - - - -

۹- دھن بھاگ ، تال چاچر ۔
طرز : مجھے ھائے تقدیر لائی کہاں ۔

ابیات تحت اللفظ

امیر :

یہ ہے کنیز بڑی بے ادب اے خدمت گار!
کیا اس حبشی سے بد فعل اس نے بے تکرار
تو جا کے دونوں کو تشہیر کر سرِ بازار
کہ ان پلیدوں پہ لعنت سبھی کریں اظہار

[لے جانا گاڑی بان کا کھینچتے ہوئے نورالنسا کو اور جانا امیر کا آنکھ پر ہاتھ رکھے ہوئے]

چھٹا سین

راسته

[illegible] حال تباه آنا شمس رو کا]

شمس رو : **لاؤنی**[1]

کیا پنجه بازِ مقدر نے مجھے مارا
مری راحت کا هے پرند پارا پارا
هوا اظلم تجھ کو ظلم سے حاصل کیا کیا
هم غریبوں په هیں آفتیں نازل کیا کیا
غوطے دیے دریا نے لبِ ساحل کیا کیا
هوئی غرق بہن ، سہے رنج مرا دل کیا کیا
هر خویش چھٹا ، میں کیسا لُٹا بے چارا
مری راحت کا هے پرند پارا پارا

[اظلم و نورالنسا کو کمر میں رسّی باندھ کر گاڑی بان کا نچاتے اور ناچتے هوئے لانا ، کئی تماشائیوں کا پیچھے پیچھے غل مچانا ، نورالنسا کا غیرت کے مارے هاتھ سے منه چھپانا]

گاڑی بان : **گیت انگریزی وزن**[2]

ناچ ناچو ، ناچ ناچو ، ناچو بدکار !
هیں یه اے خاص و عام ! دونوں زنا کار

۱- دھن ضلع برهنس ، تال ادّھا۔
طرز : گل چمن میں بھو چھپا بڑا زهری هے ۔
۲- دھن ضلع بلاول ، تال دادرا
طرز : او مائی مائی مجھے لوٹ گئے چور ۔

نورالنسا : نہیں ہے یہی ایک خر بے حیا
وہ حبشی بھی ہے بدگُہر بے حیا۔۔۔نہیں
کہ دونوں مرے دامنِ پاک پر
وہ بد کرتے آئے نظر بے حیا۔۔۔نہیں
کرو مجھ کو رخصت یہاں سے جناب
تمھارا یہ ہے سارا گھر بے حیا۔۔۔نہیں

غزل ۱۰

امیر : نہ اے رشکِ یوسف ہو بے زار ہم سے
نہ پہنچے گا اب تجھ کو آزار ہم سے۔۔۔نہ
بچے بد نظر سے رزیلوں کی ہر دم
کرے وصل کا تُو جو اقرار ہم سے۔۔۔نہ

نورالنسا : مجھے بیسوا تُو نہ زانی سمجھنا
بہن یا کہ بیٹی کی ثانی سمجھنا۔۔۔مجھے
قیامت کے دن سب کا انصاف ہوگا
ہمیشہ تُو دنیا کو فانی سمجھنا۔۔۔مجھے

مخمس تحت اللفظ

امیر : بہن تجھے ترے بھائی نے کیا نہیں سمجھا ؟
نہ یا پدر ، تجھے دختر اے نازنیں سمجھا ؟
جو رشتہ جس سے ہے اس نے تو بالیقیں سمجھا
ہمارے دل نے تجھے نوجواں حسیں سمجھا
اسے تُو وصل سے اپنے اے مہ جبیں سمجھا !

۱۰۔ دھن کافی ، تال چاچر
طرز : رنگ ڈالا مجھ کو تو نے رنگیلی (یہ وزن غزل کے وزن کے مطابق نہیں ہے ۔ مرتب)

نورالنسا : جو سمجھا تُو ، ہے وہ بے جا ، اے بوالہوس سمجھا ؟
نہ تابع ہوں تری ، دوں بلکہ جان میں بس ، سمجھا ؟
میں ایک سمجھوں نہ نو باتیں مجھ کو دس سمجھا
ہما ہوں میں مجھے کیا تو نے اے مگس سمجھا ؟
میں تجھ سے بوم کی ہوں گی نہ ہم قفس ، سمجھا ؟

امیر : ہما ہے تو تو قفس میں مرے اسیر سمجھ
مکاں یہ آج سے زنداں اے گونہ گیر ! سمجھ
ہو تابع میری خوشی سے ، اے بے نظیر سمجھ !
وگرنہ ہوگی نہایت ہی تو حقیر سمجھ
گلے سے لگ تو بلائیں لوں دل پذیر سمجھ

نورالنسا : بلائیں اپنی بہن یا کہ بیٹی کی لے رزیل
میں سمجھی تھی تجھے ذی جاہ پر ہے تُو تو ذلیل
کرے زمانے سے غارت تجھے خدائے جلیل
ہوں تُرک داب کی عورت ، نہ جان مجھ کو ردیل
لے یہ چلی میں مجھے روک لے یہی ہے دلیل

[نورالنسا کا جانا چاہنا ، امیر کا ٹھہرانا چاہنا ، اس کا زور سے
طمانچہ لگانا ، امیر کی آنکھ نکل آنا ، امیر کا غل مچانا]

امیر (نثر) : اُف ہائے گئی مری آنکھ ، آہ پھوٹی میری آنکھ ،
مال زادی بد ذات نے ایک آنکھ نکال لی !

[گاڑی بان کا دوڑتے ہوئے آنا]

گاڑی بان : کون ہے ؟ کہاں ہے ؟ کس نے نکالی لی ؟ کہاں گئی؟
دوسری کو سنبھالنا ، وہ بھی پہلی کے ساتھ نہ چلی جائے ۔

امیر : ابیات تحت اللفظ

یہ ہے کمیز بڑی بے ادب اے خدمت‌گار !
کیا اُس حبشی سے بد فعل اس نے بے تکرار
تو جا کے دونوں کو تشہیر کر سرِ بازار
کہ ان پلیدوں پہ لعنت سبھی کرے بازار

[لے جانا گاڑی بان کا کھینچتے ہوئے نورالنسا کو اور جانا امیر کا آنکھ پر ہاتھ رکھے ہوئے]

پہلا ایکٹ

چھٹا سین

راستہ

[بہ حال تباہ آنا شمس رو کا]

شمس رو : **لاؤنی**[1]

کیا پھجہ بارِ مقدر نے مجھے مارا
مری راحت کا ہے پرند پارا پارا
ہئے! اظلم تجھ کو ظلم سے حاصل کیا کیا
ہم غریبوں پہ ہیں آفتیں نازل کیا کیا
غوطے دیے دریا نے لب ساحل کیا کیا
ہوئی غرق بہن، سہے رنج مرا دل کیا کیا
ہر خویش چھٹا، میں کیسا لٹا بے چارا
مری راحت کا ہے پرند پارا پارا

[اظلمہ و نورالنسا کو کمر میں رسّی باندھ کر گاڑی بان کا نچاتے اور ناچتے ہوئے لانا، کئی تماشائیوں کا پیچھے پیچھے غل مچانا، نورالنسا کا غیرت کے مارے ہاتھ سے منہ چھپانا]

گاڑی بان : **گیت انگریزی وزن**[2]

ناچ ناچو، ناچ ناچو، ناچو بدکار!
ہیں یہ اے خاص و عام! دونوں زنا کار

۱- دھن ضلع برھمس، تال ادّھا۔
طرز . گل چمن میں ہو سہرا بڑا زہری ہے۔
۲- دھن ضلع بلاول، تال دادرا
طرز : او مائی مائی مجھے نوٹ گئے چور۔

تھوکو منہ پہ یار ان کے ہر بار
عالَم کی ہیں لعنت کے یہ دونوں سزاوار

[شمس رو کا بغور دیکھنے سے نورالنسا کو پہچان کر حیران ہونا]

شمس رو : (خود بخود) ابیات تحت اللفظ

بہن ہے مری یہ تو نورالنسا !
وہ اظلم ہی ہے بے حیا ناسزا !

[(گاڑی بان سے) پوچھنا]

انھیں رسوا کرتا ہے تو کیوں بھلا
قصور ایسا اِن دونوں سے کیا ہوا ؟

گاڑی بان : کروں تم سے مذکور کیا اِن کا حال
یہ عورت بڑی بے حیا ہے چھنال
یہ دریا میں اک دن ہوئی غرقِ آب
نکالا اُسے میں نے جا کر شتاب
ہمارے ہیں آقا امیر اک یہاں
ہوئے حال پر اس کے وہ مہرباں
تو گھر اپنے رکھا بہ عزّ و تمیز
اسے مثلِ دختر، مگر یہ کنیز
غلامِ سیہ رُو پہ مرنے لگی
خراب اپنے دامن کو کرنے لگی
مٹاتی تھی آقا کی یہ آبرو
ہے رسوائی اس واسطے کُو بہ کُو

نورالنسا : ارے مجھ سے کب یہ ہوا عیب ہے ؟
خدایا تو ہی عالم الغیب ہے

شمس رو : (خود بخود)

یہ سن کر نہ کیوں دل کو ہو پیچ و تاب
کہ ہمشیر نے کی ہے عصمت خراب
کہوں اس کو کیا اپنی ہمشیر میں ؟
کروں اس کو بس زیرِ شمشیر میں

[گاڑی بان سے]

سنا حال سب مجھ سے اے نیک کار !
مجھے بخش دے دونوں یہ نابکار

گاڑی بان : جو سو سو دے اک اک کے دینار تو
تو دونوں کا ہو جائے مختار تو

شمس رو : نہیں نقد دینار رکھتا ہوں میں
یہ انگشتری یار رکھتا ہوں میں
انگوٹھی یہ ہے چھ سو دینار کی
تری نذر، لے میں نے اے یار کی

[انگوٹھی دینا]

گاڑی بان : ع ہوا تجھ کو دونوں پہ اب اختیار

شمس رو : ع مرے ساتھ ہو دونوں تم نابکار !

گاڑی بان (نثر مقفیٰ) : واہ واہ ! واہ واہ ! انگوٹھی تو ٹھیک ملی ہے۔ اب جا کر امیر سے کہوں گا کہ دونوں کو تشہیر کرکے شہر بدر کر دیا اور بندے نے اس انگوٹھی کو ہضم کر لیا۔

[گاڑی بان کا خوشی سے ناچتے ہوئے جانا]

شمس رو : ابیات تحت اللفظ

اے اظلم ! تو آخر ہوا فتح یاب
بہن کا کیا میری دامن خراب
اسی واسطے چھوڑا ملک و دیار
کہ دامن بچاوے گی یہ نابکار
اسی واسطے سہے آفت رہے
کہ نورالنسا پاک عصمت رہے
اسی واسطے ڈوبے دریا میں بھی
کہ عزت بچے ، سو نہ وہ بچ سکی
ہوئی آبرو سب تہِ خاک ہائے
مَری کیوں نہ دریا میں ناپاک ہائے
نہ چھوڑوں گا زندہ اسے بے گماں
تری بھی میں لے سکتا اظلم ہوں جاں
مگر تو بڑا ہی گنہ گار ہے
خدا دے سزا ، تُو سزاوار ہے

[شمس رو کا اظلم کے ہاتھ پاؤں سے رسّی نکال دینا ، اظلم کا چلا جانا]

نورالنسا : غزل[۳]

کنیزک سے تُو اپنی بھائی کیوں رک رک کے چلتا ہے
مقدّر مجھ سے بدلا ہے مگر تو کیوں بدلتا ہے ؟
خطا کی یا نہ کی میں نے ، سزا جو چاہے وہ تُو دے
نہیں اس کا خطر ، خفگی سے تیری دل دھلتا ہے

۳۔ دھن پیلو ، تال قوالی ۔
طرز : مرا پیارا کہاں یارو گیا اللہ ہی اللہ ہے ۔

جگر تُو میری مادر کا ھے ، تاج ھمشیر کے سر کا
چراغ اک باپ کے گھر کا ، عبث کیوں غم سے جلتا ھے
گلے اک بار مجھ سے مل کہ ھے بے تاب میرا دل
بہت جوش محبت سے جگر میں خوں اُبلتا ھے

شمس رو : غزل[۴]

بھائی کا دے مجھے القاب تو مردار نہیں
میری ھمشیر نو ھونے کی سزاوار نہیں
باپ اور دادا کی عزت کو مٹایا تو نے
پیدا ھوتے ھی مری کیوں اری بدکار نہیں
آشنا تو بنی اظلم کی ، ھو تجھ پر لعنت !
ذات سے تیری تھی امید یہ زنہار نہیں

مسدس تحت اللفظ

نورالنسا : تہمت تو مجھ پہ دھرتے ھیں وہ سارے بے ایماں
اور میرے بھائی تُو بھی ھوا مجھ سے بد گماں ؟
افسوس کیوں نہ تن سے نکل جائے میری جان
کیا کیا ستم نہ تُو نے کیے مجھ پہ آسماں
پروردگار جلد تہِ خاک کر مجھے
اس ھستیِ نحس سے تو اب پاک کر مجھے

شمس رو : یہ مکر تیرا کام نہ آئے گا نابکار !
پھیروں گا تیرے حلق پہ میں تیغِ آبدار
توبہ جنابِ باری میں کر ھو کے شرم سار
شاید کہ حشر میں کرے کچھ رحم کردگار

۴۔ دھن کلیان ، تال پشتو ۔
طرز : ساقیا جام میں دے بادۂ احمر ھی مجھے ۔

لائق تو بخشے جانے کے اعمال ھیں نہیں
دوزخ سے بچنے کے ترے افعال ھیں نہیں

[نورالنسا کا دوزانو ھو کر ساجات کرنا اور شمس رو کا (اسے) پھانسی (دینے) کی تیاری کرنا]

نورالنسا : **ٹھمری**[۵]

یہ مجھ پر کیا بہتان ، بس میری چلی ھے جان——یہ مجھ پر
دنیا میں مجھے سب نے ستایا ، میں نے کسی کا جی نہ دکھایا
ایک بھی میرا ھونے نہ پایا پورا ھائے ارمان——بس میری
خالق و مالک ، داور و دادار آئی ھوں میں تیرے دربار
مرنے کا مجھے غم نہیں زنہار قائم ھو ایمان—— بس میری
تیغ مجھے تو دے اے برادر ! کاٹ دوں اپنا خود ھی یہ سر
حشر میں تا نہ کہے تجھے داور خونی میرا اے جان——بس میری

[شمس رو کا نورالنسا کی گردن پکڑ کر جھٹکنا اور رسّی سے ھاتھ باندھنا]

شمس رو : **غزل**[۶]

یہ مکر اپنا دے چھوڑ مکّار تُو
نہ زندہ رہے گی گنہگار تُو
تجھے مار کر میں بھی مر جاؤں گا
نہ میں ھوں جہاں میں نہ مردار تُو

۵- دھن بھیرویں ، تال پنجابی ٹھیکہ -
طرز : سکھ کس کے گذاروں میں ساتھ -

۶- دھن مالکوس ، تال چاچر -
طرز : "نہیں میرے صاحب گنہکار میں -"

تری پھانسی کے واسطے ہے رسن
گلے کا سمجھ موت کو ہار تو

[شمس رو کا نورالنسا کو ہاتھ باندھ کر جہاز سے لٹکا دیا چاہنا ،
شاہزادہ منصور کا شکار کرتے ہوئے ساتھیوں کے ہمراہ آنا ،
ادھر اُدھر تعشیر کا دخل ، دیکھنا ایک ایک کا ایک ایک
کی شکل]

[پہلے ایکٹ کا اختتام پانا ، ڈراپ سین کا گرایا جانا]

دوسرا ایکٹ

پہلا سین

دربار

[رئیس شاہ معہ اہل کاروں کے تخت پر بیٹھے ہوئے دکھلائی دینا ، شمس رو اور نورالنسا کا گرفتار[1] ایک طرف کھڑے ہونا ، منور شاہزادے کا تخت شاہی کو بوسہ دے کر عرض کرنا]

مسدس تحت اللفظ

منور شاهزاده : جو شاہِ خوش خصال نہ مجھ پر غضب کرے
تو عرض ہاتھ باندھ کے یہ با ادب کرے
سلطان بھی قبول آسے کیا عجب کرے
رد میری بات کو نہ کبھی بے سبب کرے
جو حکم دیں حضور تو اس کو بیاں کروں
جو مدّعا ہے دل کا مرے میں عیاں کروں ؟

رئیس شاہ : دوں داد داد خواہوں کو ، میرا یہ کام ہے
جس سلطنت میں ظلم ہو وہ بے قیام ہے
مجھ سے جو شاد ملک کا ہر خاص و عام ہے
باعث یہ ہے کہ عدل یہاں پر مدام ہے
کر عرض جو کہ لایا ہو فریاد اے پسر !
دے کر تجھے بھی داد کروں شاد اے پسر !

منور شاہزادہ : غزل[۲]

ہے داد رس پدر ، مری فریاد آپ سے
ہوتی کسی پہ دیکھی نہ بے داد آپ سے
پھر کیوں نہ دل کے اپنی ہوس وہ نکال لے
آئے جو قمری کے لیے شمشاد آپ سے
عقد اس سے میرا کر دو سلیماں وقار تم
آ کر ملی یہ مجھ سے پری زاد آپ سے
شادی نہ میری ہوگی جو اس گل عذار سے
تو مٹی میری ہووے گی برباد آپ سے

لاؤنی[۳]

رئیس شاہ : ہے نیک اختر، کس کی ہے یہ دختر؟ یہ تو کر تو بیان، میاں جان!
شاہزادہ تو ہو کے راہ چلتی پہ ہوا قربان ــــ ہے

منور شاہزادہ : حسب و نسب سے کیا مجھے مطلب، خوبی سے ہے کام ــــ نیکونام
دیکھیے چہرہ زلفوں میں ہے گہن میں ماہ تمام ــــ حسب و نسب

رئیس شاہ : کون پدر ہے؟ کہاں پر گھر ہے؟ کر اے پری اظہار ــــ طرحدار!
کون یہ قیدی ساتھ ہے؟ کیا اس کی ہے تو دلدار؟ ــــ کون

شمس رو : غزل[۴]

باپ کا پھر خدا پوچھو مرے نام نہیں
اس کی دختر سے تو اس قحبہ کے ہیں کام نہیں

۲۔ دھن سارنگ ، تال دادرا ۔
طرز : تیرے فراق میں ہے سب بے قرار دل ۔
۳۔ دھن پیلو ، تال قوالی ۔
طرز : دکھی دل حال کبیشر ۔
۴۔ دھن سارنگ ، تال دادرا ۔
طرز : سادہ رو ایک بت غنچہ دھن مجھ کو دیا ۔

اُس افندی کی ہوں بیٹی ، جو کہے گی یہ اے شہ !
روح کو قبر میں پھر اُس کی ہو آرام نہیں
اس نے جو شیشۂ عصمت کو ہے اپنے توڑا
ہوتا نانس اس کا برادر تو میں ناکام نہیں

مخمس تحت اللفظ

رئیس شاہ : مرے فرزند ! اس بانو کا تُو سن چکا احوال
کروں میں شادی تیرے ساتھ اس کی کیسے نیک افعال ؟
تیری خاطر تلاش اب کر کے میں ، کنبے میں میرے لال !
حسین اس سے بھی بی بی تجھ کو کر دوں گا ، تُو ہو خوش حال
(نورالنسا سے) بدر ہوجا تو میرے ملک سے اے لڑکی بداعمال!

منورشاہزادہ : بری ہے یا بھلی دیجے اسے اب اے پدر مجھ کو
سوا اس کے نہ لوں ہرگز، پری مل جائے گر مجھ کو
اسے پیچھے نکالو ، پہلے کر دو تم بدر مجھ کو
نہ ہوگا وصل اس کا تو پڑے گا دینا سر مجھ کو
ملا کر اس سے شاداں کیجیے اے نامور مجھ کو

[سپاہیوں کا نورالنسا کو پکڑ لینا ، منور شاھزادہ کا سپاہیوں کو ہٹا دینا]

مسدس تحت اللفظ

رئیس شاہ : گلِ نسریں ، گلِ نرگس ، گلِ لالہ ، گلِ شبّو
بہار آتے ہی ہوتے ہیں شگفتہ باغ میں ہر سو
و لیکن بلبلِ شیدا نہیں لیتا ہر اک کی بو
گلاب آوے نظر تو اُس سے پونچھے اپنے وہ آنسو
قدیم اپنا طریقہ جب نہ اک حیوان سے چھوٹے
بزرگوں کی تو کیسے رسم پھر انسان سے چھوٹے ؟

منور شاہزادہ : ہے میرے بلبلِ دل کے لیے باغِ جہاں خالی
مگر گل ہائے تازہ کی فقط ہے ایک یہ ڈالی
ہو اس پر آشیاں میرا ، چمن کے آپ ہیں مالی
کرے یا ورنہ مجھ کو ذبح صیادِ اجل والی[۵]
یہ سرو باغ ، میں قمری ، یہ مشکِ گل ہے ، بلبل میں
یہ لازم ہے مجھے اس پر مچاؤں شور اور غل میں

رئیس شدہ : گل و بلبل کی جو تمثیل کی تجھ سے بیاں میں نے
رزالت اور شرافت اس سے کی تجھ پر عیاں میں نے
برے ہم درجہ اک معشوقہ کی تو کی ہے ہاں میں نے
کہا اس بیسوا پر صدقے ہوئے کو کہاں میں ۔
تو ملک شام کا شہزادہ ، یہ کنگال معشوقہ
کوئی شہزادی تیری ہوگی میرے لال معشوقہ

منور شاہ زادہ : تمیز اس عشق میں شاہ و گدا کی ہی اگر ہوتی
زلیخا عاشقِ یوسف کہو کیوں اے پدر ہوتی ؟
شرافت اور عزت پر ہی الفت کی نظر ہوتی
تو کیوں لیلٰی فدا مجنوں سے اک دیوانے پر ہوتی ؟
نظر سے میری دیکھو ایسا کوئی خوب صورت ہے
جو سچ پوچھو تو دنیا میں یہی خوبی کی مورت ہے

نورالنسا : غزل[۶]

خوب رویوں میں ہوں نہ میں نیک اطواروں میں ہوں
نام اے نیکو نہ لو میرا میں بدکاروں میں ہوں

۶۔ دھن بھیرویں ، تال قوالی ۔
طرز : دل کو چین اک دم تہِ چرخِ کہن ملتا نہیں ۔

هو ستارہ آ کے جن کے طالع میں خالِ سیاہ
بخت برگشتہ سے میں اب ان سیہ کاروں میں ہوں
نیک شہزادے ! نہ مجھ سے مل کے تو بھی ہو خراب
فاسقوں میں ، فاجروں میں ، میں گنہگاروں میں ہوں
خوب رُو دنیا میں ایسے ایسے ہوں گے بے شمار
جن کی میں ادنیٰ سے ادنیٰ کفش برداروں میں ہوں

رئیس شاہ : مسدس تحت اللفظ

واقف کیا خود اس نے ھی سب حال سے تجھے
اب تو ہوئی ہے اس کی خبر چال سے تجھے ؟
کیوں کر بیاہوں ایسی بد اعمال سے تجھے ؟
واصل کروں گا ایک خوش افعال سے تجھے
اس نحس بیسوا کو نہ رکھوں دیار میں
کالی زغن ہو کیوں چمنِ نوبہار میں

منور شہزادہ : خمسہ تحت اللفظ

آفت ہے یا کہ اس کی قیامت کی چال ہے
پر اے پدر! دل اس سے مرا پائمال ہے
زلفوں کا اس کی گرچہ سیہ بال بال ہے
لیکن ہمارے طائرِ دل کا تو جال ہے
اِس سے نہ وصل ہوگا تو اپنا وصال ہے

مسدس تحت اللفظ

رئیس شاہ : تیرا وصال ہے تو جہنم نصیب تُو
پر اس کا ہو سکے گا نہ ہرگز حبیب تو
(نقیب سے) : ع اس قحبہ کو نکال دے جلدی نقیب تُو
(شمس رو سے) : ع رہنا یہاں جو چاہے تو وہ اے غریب تُو

شمس رو : افسوس کیا رہوں اے خدا پاک کر مجھے
رسوائی ہے تو ایسی ، تہِ خاک کر مجھے

[سپاہیوں کا نورالنسا کو لے جایا چاہنا ، سور شہزادے کا روکنا ، سب کا متحیر ہونا]

دوسرا سین

دالان

[داخل ہونا امیر و گاڑی بان کا]

ٹھمری[1]

امیر : اُس پری کا روز و شب ہمارے دل کو دھیان ہے
اُس کی جستجو میں جانا ہم کو گاڑی بان ہے

گاڑی بان : دھیان ہو تو ہو مجھے ، کہ رکھتا جورو بھی نہیں
آپ کی تو بی‌بی نیک ، خوب ، عالی شان ہے

امیر : اُس پری پر ایسی بی‌بی میں کروں نثار سو
بی‌بی میری دیونی ، وہ حور میری جان ہے

گاڑی بان : حور ہے پر اُس کو تم چاہو جو تو قصور ہے
اسّی سال کے ہو بڈھے تم اور وہ نوجوان ہے

امیر : کیا تمیز ہو عشق میں بھلا جوان و پیر کی
آیا جس پہ اپنا دل وہ اپنی ذی شان ہے

گاڑی بان : میں تو سنتا ہوں کہ ہوتا عشق بڈھے کو نہیں
پر تمہارے دل میں کیسے عشق کا امکان ہے !

۱- دھن کھماچ ، تال دادرا -
طرز : آج کانھا موہ لیو بانسری بجا کے -

امیر : غزل۲

زیرِ زمین عشق ہے عشق آسمان میں
کچھ عشق کے سوا نہیں کون و مکاں میں !
ہے سنگ میں بھی عشق جسے کہتے ہیں شرر
بے عشق آدمی ہو بھلا کیا جہان میں
کعبے کے عشق سے ہوئے کافر خدا پرست
عشقِ صنم سے جل گیا مومن مسان میں
شاہ و گدا کی عشق میں ہرگز نہیں تمیز
شانِ زلیخا دیکھو تو یوسف کی شان میں
چلتا ہے تو تو چل مرے ہمراہ اے نفر!
ہر دم اسی کی شکل ہے بس میرے دھیان میں

[جانا امیر بے ایمان کا ، اس کے پیچھے جانا گاڑی بان کا]

۲۔ دھن کلیان ، تال دادرا ۔
طرز : رستے میں عشق کے جو ثابت قدم نہیں ۔ (طرز اور غزل کے بحروں میں اختلاف ہے ۔ ممکن ہے طرز کا مصرع یوں ہو : " جو راستے میں عشق کے ثابت قدم نہیں "۔ مرتب)

دوسرا ایکٹ

تیسرا سین

جنگل

[نورالنسا کا پریشان حال داخل ہونا]

نورالنسا : غزل[1]

نہ ملا چین تہِ چرخ کہن دل کو مرے
نت نئے ، روز رہے رنج و محن دل کو مرے
جو ستم گذرا وہ خاموش سہا ، کچھ نہ کہا
گویا شکوے کے لیے تھا نہ دھن دل کو مرے
خاک میں ملنے کی ہے اب تو بس امید رہی
دفن کا دھیان ، نہ ہے فکرِ کفن دل کو مرے
راستہ ملکِ عدم کا کوئی دکھلا دو مجھے
خوش نہیں آتا ہے ہستی کا چمن دل کو مرے

[آنا منور شہزادہ کا دوڑ کر دیوانہ وار اور نورالنسا کے پیر پر گرنا]

منور شہزادہ : غزل[2]

تری رُو میں آیا ہوں دیوانہ ہو کر
جلوں تجھ پہ اے شمع پروانہ ہو کر

۱- دھن بھیرویں ، تال تنتو -
طرز : نام جانے کا نہ لے یار میں مر جاؤں گی -
۲- دھن پیلو ، تال چاچر -
طرز : سنا تو نے اے مادرِ مہرباں ! یہ . . .

مئے عشق کا مجھ کو نشہ چڑھا ہے
پھروں جھومتا اب تو مستانہ ہو کر
پیوں اوک سے میں مئے عشق اس دم
ترے پاس اے ساقی پیمانہ ہو کر؟
خدا را سمجھ اے صنم اپنا مجھ کو
کہ میں سب سے آیا ہوں بیگانہ ہو کر

مثنوی[۳]

نورالسا: ایسی باتوں سے نہ کچھ بھی تجھے حاصل ہوگا
وہ نہیں ہوں میں کہ جو مجھ سے تو واصل ہوگا
میری عزت گئی رسوا ہوئی میں خانہ خراب
بیسوا کا مجھے عالم نے دیا ہائے خطاب
پاک دامانی کہیں بھی مری مشہور نہیں
ایسی رسوائی سے جینا مجھے منظور نہیں

[خنجر سے اپنے تئیں ہلاک کیا چاہنا نورالسا کا اور روکنا منور باوفا کا]

منور شہزادہ: مرنا اس طور کا اے جان! ہے تحقیق حرام
اس سے تو اور بھی بد ہوگا ترا دہر میں نام
تم کو رسوائے جہاں کرتے ہیں بدکار عبث
تم تو خود پاک ہو کیوں سمجھے ہو آزار عبث؟
نیک انسان چھپانے سے نہیں چھپتا ہے
چاند پر گرد جو ڈالو تو کہیں چھپتا ہے؟

[آنا سمس رو کا غضب ناک ہو کر برہنہ شمشیر لیے ہوئے اور منور شہزادہ کو دھکا دے کر بازو کرنا]

۳۔ دھن ضلع کلیان، تال دادرا۔
طرز: بکھرے چہرے پہ وہ جو۔

غزل[۴]

شمس رو : ہماری نہ لے آبرو اے پلید !
نہ کر اس سے تو گفتگو اے پلید !
رہی زندہ کیوں ہائے نورالنسا
مری کیوں نہ ہوتے ہی تو اے پلید !

منور شہزادہ : ستم کر نہ بے کس پہ تو اے پلید !
یہ ہے نازنیں نیک خو اے پلید !
ستایا اسے جو مرے سامنے
تو تیرا بہے گا لہو اے پلید !

[منوّر شہزادہ کا شمشیر میان سے نکالنا (اور وار کرنا) شمس رو کا وار سنبھالنا اور لڑتے لڑتے دور نکل جانا]

نورالنسا : (نثر مقفیٰ) : ہائے اللہ رے ' کوئی اؤ ! مرا میرا بھائی ! کوئی بچاؤ ! نہیں نہیں ساہزادے کا وار خالی گیا ، وہ میرے بھائی نے وار کیا ، سکر کہ رد ہوا ۔ ارے پھر شاہزادہ کر کے ہمت عالی گیا ، افسوس شمس رو زخمی ہوا ، ارے شاہزادہ موا موا ، اے خدا بچا ! (اظلم کو دور سے آتا دیکھ کر) ارے در وہ کون آ رہا ہے ؟ موا اظلم ! اب کہاں جاؤں ؟ او خداوند عالم ! وہ لڑائی سے باز آتے نہیں اور آیا وہ جہنم کا دیو ، اب میرے حواس تاب لانے نہیں ۔

[نورالنسا کا گھبرا کر بھاگ جانا ، اظلم کا دور سے دیکھتے ہوئے آنا]

۴۔ دھن کلیان ، دل چاچر ۔
طرز: اے عرم چمن غنچہ کو ۔ (طرز اور حرف کے حروف میں اختلاف ہے ۔ مرتب)

اظلم : بے شک وہ نورالنسا تھی ۔ افسوس بازی ہاتھ سے دی ۔ آخر مکار گیا پنجۂ شیر سے ، مگر اب کیا بچتا ہے مجھ دلیر سے ؟

[اظلم کا نورالنسا کے پیچھے دوڑنا ، مستور شہزادے کا دوڑتے ہوئے آ کر پھسل پڑنا اور اس کے پیچھے آنا شمس رو کا ، سامنے سے کئی سپاہیوں کا آنا اور شمس رو کو روکنا (شمس رو کا بےہوش ہو کر گر پڑنا)]

سپاہیاں : **لاونی**[٦]

لو زخمی وہ ہی پائے
ہم ڈھونڈنے جن کو آئے
خوب آپس میں یہ لڑے ہیں
جبھی زخمی ہو کے پڑے ہیں
کیا وار پہ وار جڑے ہیں
کیسے دونوں جی کے کڑے ہیں
جی کھوتے ہیں یہ تڑپ کر
انھیں لے کے چلو ، اے برادر !
تا علاج شاہی ہو ان پر
لو اٹھاؤ ان کو یار
تم اک بار ، تا راحت پائے ـــ ہم ڈھونڈنے

٦۔ دھن ضلع بروا ، تال قوالی ۔
طرز : کالی گھٹا کوئل بن چھائی ۔

چوتھا سین

سرا

[بوجھ سر پر لے کر گاڑی بان کا معہ امیر کے آنا]

گاڑی بان : **گیت**[1]

چلتے چلتے پاؤں ہیں جلتے دھوپ کی شدت ہے آفت
کانٹے ٹوٹے ، چھالے پھوٹے ، گھٹ گئی طاقت ، ہے آفت
چھوڑو حضرت اُس کی اُلفت وہ عورت ہے آفت
چاہ تمھاری ، جان ہماری جاوے ، آفت ہے آفت
دل تو کوئی لگائے ، میں تھک رہا ہوں ہائے
تم کو ہو چین وائے وہ نازنیں جو لائے
گھر آپ کا بسائے کیا اس کے ہاتھ آئے
چاہت ، آفت ـــــ چلتے

امیر : **ٹھمری**[2]

مجھے میرے جانی سے پیت لگی ہے
مری ہو کے بس اب وہ میت لگی ہے

۱۔ گیت انگریزی راہ ، دھن ضلع جھنجوٹی ، تال قوالی ۔
طرز : وصل میں شاداں ۔
۲۔ دھن پیلو ، تال چاچر ۔
طرز : توری پیت نے کر دیو روگی ۔

بیت میں جی جائے ، میت نہ پچھتائے
جلی سی ایسی ہی ریت لگی ہے
پیت میں جو ہمت کو نہ ہارا
قسمت میں اس کے ہی جیت لگی ہے

[نورالنسا کا دوڑ کے آنا اور امیر کے پیر پر گر کر پناہ چاہنا
اظلم کا نورالنسا کو پکڑنا چاہنا ، گاڑی بان کا بچانا]

نورالنسا : ع تو اے نیک مرد اس سے مجھ کو بچا !

گاڑی بان : ع خبردار ظالم ! نہ اس کو ستا !

نورالنسا : غزل[۴]

باغباں مجھ کو چھڑا تو دام سے صیاد کے
ذبح کرتا ہے مجھے کیا ڈھنگ ہیں بیداد کے
شاخِ گل سے آشیاں صیاد نے توڑا مرا
کس طرح جاؤں قفس میں ہائے میں جلاد کے

گیت انگریزی[۵]

امیر : ع ستا رہا ہے کیوں اسے ارے غلام تو ؟

اظلم : ع یہ بی بی ہے مری مجھے دے نیک نام تو

[بہ غور دیکھ کر]

گاڑی بان : ع
ہمارے گھر بھی تھا ارے نمک حرام تو ؟

۴۔ دھن غارا ضلع ، تال پشتو ۔
طرز : اے جی بندیا لے گئی موری رے بچھریا ۔ (غزل اور طرز کی بحر میں اختلاف ہے ۔ مرتب)

۵۔ دھن سندھڑا ، تال دادرا (گیت انگریزی کے آگے لفظ 'قطعہ' بھی تھا جو بے محل ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا گیا ۔ مرتب)
طرز : قدم اٹھاؤ قدم ۔

امیر : ع ھاں جانا میں نے بھی اسے ، ہے وہ ھی زشت فام تو ؟

[پیچھے آن کے اظلم کے گلے میں پھندا ڈالنا گاڑی بان کا ، امیر کا اظلم کے پیر باندھنا]

گاڑی بان : ع کرو اسے اسیر یہ تو نابکار ھے

اظلم : ع خطا کی میں نے کیا تمھاری ذی وقار ھے ؟

امیر : ع ستایا اس کو کیوں تو اے ستم شعار ھے ؟

گاڑی بان : ع ھماری جوتیوں سے اب تو ھووے گا تمام تو۔۔ستا رھا

امیر : **ابیات تحت اللفظ**

تو لے جا کے اس جھاڑی سے اس کو کس
لگا جوتے ، مت کھا ذرا بھی ترس
پھر اس موذی کی کاٹ لے ناک چٹ
اور اک پاؤں بھی توڑ دے لٹھ سے جھٹ
نہ تا پھر کسی پر کرے یہ ستم

گاڑی بان : بہت خوب لے کر چلے اس کو ہم

[گاڑی بان کا اظلم کو جھاڑی سے لے جا کر ، باندھ کر چھری سے ناک کاٹ کر ، ایک لٹھ پاؤں میں مارنا]

نورالنسا : (خود سے)

وھی ہے وھی یہ حرامی ، امیر !
کبھیں پھر نہ ھوں میں الٰہی اسیر

[امیر سے]

خدا آپ کو شاد رکھے سدا
جیو جب تک ، آباد رکھے سدا
میں گھر اپنے اب دل جلی جاؤں گی
دعا دیتی تم کو چلی جاؤں گی

[نورالنسا کا جایا چاھنا ، امیر کا روک کر منانا]

اسیر : ٹھمری[۸]

تو اب میری جانی ! جور و جفا
سہتی ہے کیوں بھلا ؟۔۔۔تو
محلوں میں رہ ، پھولوں کی سیج پر سو
کروں گا تیری دلبری میں سدا۔۔۔۔تو
بے ڈھنگے ایسے ، حبشی کے جیسے
ستاویں تجھے کیوں پھر اے دل‌ربا ؟۔۔۔تو
طمانچے سے تیرے ، مری آنکھ پھوٹی
وہ بخشی تجھے ، میں نے تیری خطا۔۔۔۔تو

نورالنسا : ٹھمری[۹]

ارے میں ہوں دُکھیا ، ستاؤ نہ تم
مرا دل دُکھاؤ نہ تم۔۔۔۔میں ہوں
میں تو ہوں سیتا ، پیت کی بیتا
ستا کر ، مرا جی جلاؤ نہ تم۔۔۔۔میں ہوں

غزل[۱۰]

اسیر : جو دل مجھ سے تجھ کو لگانا نہیں تھا
تو صورت بھی اپنی دکھانا نہیں تھا

۸۔ دھن پیلو ، تال چاچر
طرز : آج آئی موری پیاری ۔

۹۔ دھن جھنجوٹی ، تال چاچر
طرز : راجہ جی موہے کاہے ستاؤ بھلا ۔

۱۰۔ دھن اساوری ، تال چاچر
طرز : اگر آپ کو غور میری رہے گی ۔

جلا کر مجھے سرد مہری نہ کر تو
اگر یوں ھی تھا تو جلانا نہیں تھا

نورالنسا : تجھے کاش اللہ اندھا بناتا
تو صورت مری دیکھنے تو نہ پاتا
نہیں میری تقصیر اس میں ذرا بھی
سزا یہ تو خالق تجھے ھے دکھاتا
ھوں اے بڈھے ! میں تیری بیٹی کی مانند
تو کیوں بے حیا مجھ سے ھے دل لگاتا ؟

مسدس تحت اللفظ

امیر : بیٹی ھے میری ، نہ بیٹا ، کچھ نہیں اولاد مال
بی بی اک رکھتا ھوں ، پر ھے وہ بھی بدصورت کمال
اب تو دل یہ چاھتا ھے ، تیرا حاصل ھو وصال
آج تک دیکھا نہ تجھ سا کوئی بھی صاحب جمال
میں ترے صدقے ترے قرباں اے میری جان ھوں
حور تو جنت کی ھے ، میں خلد کا غلماں ھوں

[امیر کا نورالنسا کے پیر پر گرنا]

نورالنسا : دیو ھے دوزخ کا یا ھے ھمسرِ شیطان تو
بیسوا کیا جانتا ھے ، مجھ کو بے ایمان تو؟
آبرو لے میری ، کیا رکھتا ھے یہ ارمان تو؟
قہر سے اللہ کے غارت ھو بس اس آن تو
مجھ کو یاں تنہا نہ تو اے بڈھے نصرانی سمجھ
ساتھ میرے فضلِ حق سے فوج سبحانی سمجھ

[نورالنسا کا امیر کو زور سے لات مارنا]

ابیات تحت اللفظ

امیر : ادنئی تو رنڈی ، اور مجھے مارے بارِ بار !
کیوں کر نہ جان سے تجھے میں ماروں بد شعار

[امیر کا نورالنسا کو گردن پکڑ کر نیچے گرا دینا ، گاڑی بان
کا آن کر امیر کو جھٹکا مار کر بازو کرنا]

گاڑی بان : ع بے کس یہ نازنیں ہے ، کیا اس پہ کیوں ستم ؟

امیر : ع موذی نمک حرام ! کروں تیرا سر قلم

[امیر کا گاڑی بان کو گردن (سے) پکڑ کر نیچے گرانا ، گاڑی بان کا
اٹھ کر امیر پر سوار ہونا ، نورالنسا کا فرار ہو جانا]

نورالنسا : ع بھاگوں ، تو اس بلا سے ہو یا رب مجھے نجات

گاڑی بان : ع (امیر سے) زندہ نہ چھوڑوں گا تجھے ہرگز اے بد صفات!

[گاڑی بان و امیر میں کشتی ہونا ، گاڑی بان کا امیر کی آنکھ
میں گھونسا مار دوسری آنکھ پھوڑ دینا]

امیر : ع اندھا کیا ہے تو نے مجھے ہائے اے نفر !

[امیر کا غصے میں آن کر زور سے ایک لات مارنا گاڑی بان کو ،
گاڑی بان کا تڑپنا]

گاڑی بان : ع افسوس پارہ پارہ ہوا میرا بھی جگر

[دونوں کا تلملانا ، سپاہیوں کا نورالنسا کی تلاش میں آنا]

پہلا سپاہی : کہاں ڈھونڈیں اس لڑکی کو بھائی اب !
کیا شاہ نے اس کو فوراً طلب

دوسرا سپاھی (اظلم کو دیکھ کر)
پتا ھی نہیں اُس کا ڈھونڈیں کدھر
بندھا کون ھے جھاڑی سے یہ ادھر ؟

پہلا سپاھی : ع تجھے کس نے باندھا ھے کر تو بیاں

دوسرا سپاھی : ع بھلا کوئی لڑکی بھی آئی یہاں ؟

اظلم : اُسی کے سبب میں ھوا ھوں اسیر
مجھے باندھنے والے ھیں وہ شریر

[سپاھیوں کا امیر کی طرف جانا]

پہلا سپاھی : ع وہ لڑکی جو آئی تھی بڈھے یہاں!

دوسرا سپاھی : ع بتا جلد ھم کو ، گئی وہ کہاں ؟

[گاڑی باں کی طرف اشارہ کر کے]

امیر : بھگایا ابھی اس نفر نے اُسے
دیا دکھ بہت موذی خر نے اُسے

پہلا سپاھی : انھی تینوں کو لے چلو شہ کے پاس
پھر اُس کے تجسّس میں ھوگا قیاس

[سپاھیوں کا اظلم کو جھاڑی سے چھڑانا ، پھر امیر و گاڑی بان
اور اظلم کو لے جانا]

پانچواں سین

گہرا جنگل

[وارد ہونا نورالنسا کا بہ‌حالِ پریشاں]

نورالنسا : غزل[1]

قضا کسی کی آئی ہو، تو مجھ کو وہ اُدھار دے
تنِ نحیف سے کوئی ، یہ بارِ سر اُتار دے
کبھی ہمارا کچھ بھلا ، نہ تجھ سے اے فلک ہوا
فرشتہ موت کا کہاں ہے ، اس کو تو پکار دے
ہوئے نہال تجھ سے سب ، پہ میں ہوں پائمال اب
ہر اک کو گل دے ، تو مجھے تو خار اے بہار دے
یہ مطلبی ہے کل جہاں ، وفا نہیں کسی میں یاں
غرض کے واسطے پدر، پسر کو جی سے مار دے
جو عقل ہے تو آدمی کسی کو دل نہ دے کبھی
بشر کو چاہیے کہ بس خدا پہ جی کو وار دے

[نورالنسا کا جھاڑی سے پھانسی باندھ کر لٹکنے کی تیاری کرنا ،
ایک پیر مرد کا ہاتھ میں شیشہ لیے ہوئے نمودار ہونا]

۱۔ دھن جھنجوٹی ، تال دادرا ۔
طرز : آگے تو ہم سے اس قدر تھا نہ کبھو الگ الگ ۔

پیر مرد : ٹھمری[۲]

سانپ میں من ، گھر سنگ میں ہے
یوں خوشی غم کے بھی رنگ میں ہے
چل تو اٹھ شکرِ خالق ادا کر
شاد ہو ، غم کو دل سے مٹا کر
کس لیے حالتِ تنگ میں ہے
یوں خوشی غم کے بھی رنگ میں ہے

نورالنسا (نثر) : تو کون ہے ؟ کس لیے مجھ آفت کی ماری کو مرنے سے روکتا ہے ؟ میں کچھ رنج دنیوی کے باعث نہیں مرتی ہوں ۔

خمسہ تحت اللفظ

میں تو خدا کا شکر بہرحال کرتی ہوں
تنگی سے آہِ سرد نہیں ہائے بھرتی ہوں
افلاسِ دھر سے نہیں مطلق میں ڈرتی ہوں
بہتان کے سبب ہی جہاں سے گذرتی ہوں
لوگوں نے مجھ کو عیب لگایا ، میں مرتی ہوں

پیر مرد : ابیات تحت اللفظ

بہتان سے بری ہو تو ، ہے مجھ کو اب یہ کد
کرنے خدا کے واسطے آیا ہوں میں مدد

[شیشہ دے کر]

شیشہ دوا کا حضرت لقمان کی ، تو لے
یہ مہربانی تجھ پہ ہے سبحان کی ، تو لے

۲۔ دھن جوگیا اساوری ، تال چاچر ۔ (طرز کا حوالہ نہیں ہے ، مرتب)

مردانہ جلد زیبِ بدن کر لباس اب
اس ملک کا جو شاہ ہے ، جا اس کے پاس اب

شہزادہ اس کا ، تجھ پہ جو دل سے نثار ہے
وہ زخم کے سبب سے بہت بے قرار ہے

یہ وہ دوا ہے اس کو تو جس زخم پر لگائے
فوراً وہ اندمال خدا کی مدد سے پائے

سب مدعی بھی تیرے گرفتار ہیں وہاں
اپنی خطائیں آپ وہ کر دیں گے سب بیاں

[نورالنسا کا سر جھکانا ، پیر مرد کا غائب ہو جانا]

دوسرا ایکٹ

چھٹا سین

زندان

[سب قیدیوں کا داخل ہونا]

غزل[1]

شمس رو : ع بہن بنی جو قحبہ ، مجھ پر کیسا غم ہے یا اللہ !
اظلم : ع پاؤں کا لنگڑا ، ناک کا نکٹا ، کیا یہ کم ہے یا اللہ ؟
امیر : ع آنکھیں کھو کر ، اندھا ہو کر ، قید بڑھاپے میں ہوں میں
گاڑی بان : ع ہائے جگر کے درد سے میرا ، لب پر دم ہے یا اللہ !
شمس رو : ع موذی اظلم ! تیرے سبب سے ہم پہ غضب یہ آیا ہے
اظلم : ع اس کی بہن کا عشق تو میرے حق میں ستم ہے یا اللہ !
امیر : ع میرے نفر او گاڑی والے ! ہوگا تیرا خانہ خراب
گاڑی بان : ع لائق تو اس بوڑھے کے ، دوزخ کا ستم ہے یا اللہ !

[نورالنسا کا بہ لباس حکیم ہمراہ رئیس شاہ آنا]

رئیس شاہ : غزل[2]

حکمت میں سب سے بڑھ کے تو ذی شان آپ ہیں
کہتا ہوں سچ کہ غیرتِ لقمان آپ ہیں

۱- دھن بلاول ، تال قوالی
طرز : آؤ پیتم آؤ پیتم . . .
۲- دھن برھنس ، تال دادرا
طرز : کوئی گھڑی نہ وصل کی آئی تمام رات ـ

شہزادے کو شفا ہو یہ اُمید تھی کسے
اس عہد کے مسیح ، مری جان ! آپ ہیں

[منور شاہ زادے کا بے قرار ہو کر آنا]

غزل[۳]

منور شہزادہ : نہیں دل خوش مرا مطلق شفا سے
طبیبو ! فائدہ کیا ہے دوا سے ؟
مجھے آ جائے گی مرگِ مفاجات
ملا دو ورنہ میری دل ربا سے
وہ گیسو والی کیوں میری خبر لے
اگر میں مر گیا ، اُس کی بلا سے

نورالنسا : شہا یہ کس پری پر مبتلا ہے
جو دیوانوں کی صورت بک رہا ہے ؟
نہیں مطلق جو خوش اپنی شفا سے
تو کیا آزارِ عشق اس کو ہوا ہے ؟

رئیس شاہ ابیات تحت اللفظ

بےشبہ دردِ عشق ہی میں مبتلا ہے یہ
اک بیسوا ہے جس پہ کہ دل سے فدا ہے یہ

منور شہزادہ : والد ! وہ بیسوا نہ تھی ، اک نیک ذات تھی
اُس میں بُری تو کوئی بھی حضرت نہ بات تھی

۳۔ دھن ضلع برھنس ، تال پشتو۔
طرز : خبر لے او مسیحا تو کہاں ہے ؟

رئیس شاہ : میں جھوٹا ، خیر ، پر ہے یہاں خود وہ بے ایمان
دامن خراب جس نے کیا اس کا میری جان

نورالنسا : تم چاروں میں وہ کون ہے سچ بولے نابکار ،
عصمت کو جس نے کر لیا اُس بانو کی شکار؟

شمس رو : میں تو حقیقی اس کا برادر ہوں اے جناب!
سنتا ہوں اِس پلید نے اُس کو کیا خراب

اظلم : پہلی قسم ہے مجھ کو زمین آسمان کی
سوگند دوسری ہے مکاں لامکان کی
مجھ کو قسم ہے تیسری سارے جہان کی
چوتھی قسم ہے شاہ مجھے اپنی جان کی
میں اس حسیں پہ ظلم تو کرتا مدام تھا
دامن بچانا ، اپنا یہی اُس کا کام تھا

شمس رو : اے گاڑی بان ! کیوں اسے تشہیر کرتا تھا
اس بے گنہ پہ کس لیے تعزیر کرتا تھا ؟

گاڑی بان : مسدس تحت اللفظ

صاحب ! یہ بوڑھا اندھا جو میرا امیر ہے
شیطان کا غلام بنا گرچہ پیر ہے
اُس نازنیں پہ شیدا ہوا یہ شریر ہے
کہنے لگا کہ تو مری ماہِ منیر ہے
کانا کیا طمانچہ اِسے اُس نے مار کے
رسوائی ذمے آئی ہے تقصیر وار کے

نورالنسا · لاکھوں کا اے امیر ترے پاس مال تھا
کر لیا اس کو راضی تجھے کیا محال تھا ؟

امیر خمسہ تحت اللفظ

سارے جہاں کے شاہ اگر لائے اپنا مال
دیتی اگر زمین بھی گنج نہاں نکال
دریا بھی موتی دیتا اگر اس کے آگے ڈال
پھر کیا کہوں میں آپ سے اے شاہ نیک فال
دامن پکڑنے اپنا نہ دیتی وہ حوس خصال !

موہن شاہزادہ : کیوں اے پدر ! تھا ابر میں پوشیدہ کیسا چاند ؟
افسوس اب ملے گا کہاں مجھ کو ایسا چاند !

نورالنسا : مسدس تحت اللفظ

صادق ہے عشق اس کا ، تو شہزادے کچھ نہ غم
لائیں گے اس کو ڈھونڈھ کے لا ریب آج ہم
درباری سارے جمع ہوں اے صاحب حشم !
اس مہ جبیں کو لاتے ہیں قدموں کی ہے قسم
تم چاروں اپنے اپنے مرض پر دوا لگاؤ
ہووے شفائے کلی تو دربار شاہ آؤ

دوسرا ایکٹ

ساتواں سین

دربار

[چوب دار کھڑے ہوئے ، درباری بیٹھے ہوئے ، رامشگروں کا آنا اور گانا]

رامشگران : **غزل**[1]

منوّر شاہ زادے کا شفا پانا مبارک ہو
مرض تھا لا دوا اس کا ، سدا جانا مبارک ہو
مسیحائے زماں ہے وہ حکیمِ ذی وقار اپنا
مریضو ! ایسے حاذق کا یہاں آنا مبارک ہو
سدا ملک و رعایا سب رہے آباد خوش یا رب
ہمارے شاہ کو یہ تخت شاہانا مبارک ہو

[رونق افزا ہونا تخت پر شاہِ نیک بخت کا اور اہل کارانِ دربار کا چومنا پایۂ تخت کو ، منوّر شاہ زادے کا پریشان آنا]

غزل[2]

منور شاہزادہ : خبر لے مری جلد آ او مسیحا !
مرا دم چلا ہے بچا او مسیحا !

۱۔ دھن دیس ، تال قوالی
طرز : جو چیز زھدان تم نے چرائی ہو تو دے دو جی ۔ (غزل اور طرز کی بحر مختلف ہے ۔ مرتب)
۲۔ دھن پیلو ، تال چاچر
طرز : کون جنجال میں جا پھنسا رے ۔ (غزل اور طرز کی بحر مختلف ہے ۔ مرتب)

صدا قُم کی دیتی ہے رفتار تیری
مجھے ایک ٹھوکر لگا او مسیحا !
بڑی منتظر ہو کے پتھرائی آنکھیں
چلا دم ، چلا دم ، چلا او مسیحا !
چھڑا آس کے پنجے سے میری مدد کر
اجل گھونٹتی ہے گلا او مسیحا !

[جمشید رو ، اعظم ، امیر (کا) مع کنیزوں کے خدمت ہو کر آنا
اور بادشاہ کو جھومنا ، شاہ کا منور شہزادے کو تسلی دینا]

رئیس شاہ : نہ اس درجہ گھبراؤ اے میرے بیٹا !
ذرا ہوش میں آؤ اے میرے بیٹا !
ملے جس تم کو تو آرام پاؤں
گلے میرے لگ جاؤ اے میرے بیٹا !
حکیم اب تو لائے گا دل پر تمہاری
ذرا جی کو بہلاؤ اے میرے بیٹا !

[آنا نورالنسا کا سولہ سنگھار کر کے اور سب کا حیران ہونا]

غزل[4]

نورالنسا : کہو ہے کہاں پر تمہارا حکیم
جو لایا ہے مجھ کو یہاں پر حکیم ؟ ——کہو
ہوں بیماریِ عشق سے نیم جاں
وہاں جاؤں گی ، ہے جہاں پر حکیم——کہو

[منور شاہزادے کا اوجھل ہو کر نورالنسا کو گلے لگانا]

۴- دُھن بھیرویں ، تال چاچر
طرز : فدا میں تو ہوں تجھ پہ اے مہ لقا ۔

منورشاہ زادہ : نہ ہوتا زمانے کا دو گر حکیم
تو مر جاتا دنیا ہی کا ہر حکیم
ترے عشق سے میں ہوا ہوں مریض
مرا جلد ہو تو اے دل برا حکیم

رئیس شاہ : نہ واقف تھا میں تجھ سے نورالنسا
عبث دی تجھے ہائے میں نے سزا— نہ واقف
وہ تو بخش دے اب خدا کے لیے
ہوئی تیرے حق میں جو مجھ سے خطا—نہ واقف

[نورالنسا کا دو زانو ہو کر شاہ کے ہاتھوں کو چوم کر آنکھوں سے [illegible]]

نورالنسا : مرے آپ تو ہیں پدر اے جناب !
تمہارا ہے سایہ بہتر اے جناب ! مرے

[شمس رو سے لپٹ کر]

برادر ! مجھے مار ڈالو شتاب
ہوں بدکار ہی میں اگر اے جناب !---مرے

شمس رو : بہن میری تجھ پر ہوں قربان میں
تری نیکیوں سے تھا انجان میں—بہن
مجھے بخش دے اے فرشتہ خصال !
جو کرتا رہا تجھ کو حیران میں—بہن

[نورالنسا کا پیر پر گرنا]

ابیات تحت اللفظ

اطلم : لائق تو عفو کے نہیں میں بد شعار ہوں
بخشش کا آپ سے ولے آمید وار ہوں

نورالنسا : ہم نے بخشا ، اچھے ہیں تیرے ارے نصب
اللہ تجھ کو نیک ہدایت کرے نصیب

[امیر کا نورالنسا کے پیر پر گرنا]

امیر : ع اے نورا بخش دیجیے اب میرا بھی قصور

نورالنسا : ع اللہ اس معنی میں مجھ کو بھی دے شعور

بڑی بانو : ع گستاخی تم سے کرنا تھا کچھ میں بھی بد شعار

[نورالنسا کے پیر پر گرنا بڑی بانو کا]

نورالنسا : ع احسان کیا تھا تو نے ، لے اس کے عوض یہ ہار

نور شاہزادہ : ع ہے تجھ کو اپنا ہاتھ تو اے میری دلربا !

نورالنسا : ع ہاں میں بھی تجھ پہ ، پہلے سے ، شہزادے ہوں فدا

[شاہ کا مشورہ سے رضا دے و نورالنسا کا ہاتھ میں ہاتھ ملانا]

رئیس شاہ : فرزند میرے ! شاد رہو اب مدام تم
شادی میں اپنی عمر گزارو تمام تم

گیت[5]

سب : جیسا کرنا ویسا بھرنا شک ہو اگر ، تو کر کر دیکھ
دوزخ بھی ہے ، جنت بھی ہے ، محشر بھی ہے . سر کر دیکھ
اک دن ٹوٹے . آپ ہی پھوٹے ، جام گنہ کا بھر کر دیکھ
ہے تو بشر تو ، پر بے شر ہو ، مان کہا ، مت سرکر ، دیکھ

۵۔ انگریزی راہ ، دھن صلع جھنجوٹی—تال قوالی۔
طرز : وصل میں شاداں ہجر میں گریاں۔

جنھوں نے جو کیا ، وہ پلّے میں لیا
کسی کو دکھ دیا تو اپنا خون پیا
ہو رونق جہاں ، پھر یہاں وہاں
ہو چین بے گمان ، بہشت میں گھر کر دیکھ ۔۔۔ جیسا کرنا

[کھیل کا اختتام پانا ، ڈراپ سین کا گرایا جانا]

حواشی ظلم اظلم

پہلا سین

۴- ''بازو پر لے جانا ۔'' دکنی محاورہ ۔ مراد ایک جانب لے جانا تاکہ علیحدگی میں بات کی جا سکے ۔

۵- ''وہ رانی . . . بے حیا'' ۔ اصل میں ہے : ''وہ زانی ہے مشہور بھی بے حیا'' تصحیح قیاسی کی گئی ۔

۸- لاونی (۱) گیت کی ایک قسم (مرھٹی میں ھم معنی) ۔ ار پلاٹ صفحہ ۹۴۸ (آکسفورڈ یونیورسٹی پریس ایڈیشن ، مطبوعہ ۱۹۶۰ء) ۔ (۲) (ف) اسم مونث ۔ (پورب) مرھٹی ۔ ایک قسم کے گیت جن میں بڑے بڑے قصے بیان ہوتے ھیں ۔ (فرھنگ آصفیہ ، جلد چہارم ، صفحہ ۱۷۰) ۔

دوسرا سین

۲- ''اس گل کے . . . اے نسیم ۔'' اصل میں ہے : ''اس گل کے کوچے سے ہے یہ کیا آئی ہے نسیم ۔'' تصحیح قیاسی کی گئی ۔ یوں بھی ہو سکتا ہے : اس گل کے کوچے میں سے یہ کیا آئی ہے نسیم ۔

۵- '' کیوں ھم سے خفا . . . تقصیر'' اصل میں ہے : ''کیوں ھم سے خفا تو اب ہوئے ، کی ھم نے کیا تقصیر'' ۔ تصحیح قیاسی کی گئی ۔

۶- ''تم ملکہ حبش . . . تمام'' ۔ اصل میں ہے : ''تم ملکہ حبش ھی تے اب سکھ میں عمر گزارو تمام'' تصحیح قیاسی کی گئی ۔

۷- ''اے تخت نشین . . . کام'' ۔ اصل میں ''چلو'' ہے لیکن اس کی بجائے ''کرو'' بھی ھو سکتا تھا ۔

۸- ''ھوا رام . . . رم'' ۔ اصل میں ہے : ''یا کرکے گیا ہے رم'' تصحیح قیاسی کی گئی ۔

۹- ''ہے مدد نہیں . . . کم'' اصل میں ہے : ''نہیں تنہائی میں دم ۔'' تصحیح قیاسی کی گئی ۔

۱۲- ''لیکں یہ جبر . . . عذاب سب -'' اصل میں یہ شعر یوں لکھا ہے : '' کرتے ہیں اس کے ظلم سے اجتناب سب ، لیکن یہ جبر سہتے ہیں عذاب سب'' - تصحیح قیاسی کی گئی -

تیسرا سین

۳- ''ہے چاہتا مجھے امیر -'' اصل میں ہے : ''چاہتا ہے مجھے امیر -'' تصحیح قیاسی کی گئی -
۴- ''خدایا . . . مآل -'' اصل میں ہے : ''خدایا یہ بے کسوں کا ہے مآل '' - تصحیح قیاسی کی گئی -

چوتھا سین

۵- ''مصرعے تحت اللفظ -'' اصل میں ''ابیات تحت اللفظ'' لکھا تھا - چوں کہ بیشتر سوال اور جواب مصرعوں میں ہیں اس لیے مصرعے تحت اللفظ تصحیح قیاسی ہے -

پانچواں سین

۵- ''جی اپنا . . . پلید -'' اصل میں ہے : ''جی اپنا اپنے بی بی کے خاطر جلا پلید -'' تصحیح قیاسی کی گئی -

دوسرا ایکٹ

پہلا سین

۱- ''نورالنسا کا گرفتار ایک طرف کھڑے ہونا'' - اصل میں ہے : ''نورالنسا کا گرفتار کیے ہوئے ایک طرف کھڑے ہونا -'' تصحیح قیاسی کی گئی -
۵- ''کرے گا . . . والی -'' اصل میں ہے : ''کرے گا ورنہ مجھ کو ذبح صیاد اجل ڈالی -'' تصحیح قیاسی کی گئی -

تیسرا سین

۵- ''کئی سپاہیوں . . . شمس رو کو روکنا -'' اصل میں ہے : ''کئی سپاہیوں کا آنا اور شمس رو کا روکنا -'' تصحیح قیاسی کی گئی -

چوتھا سین

۲۔ ''نورالنسا کو پکڑنا چاھنا'' ۔ اصل میں ھے : ''نورالنسا کو پکڑنے جانا'' ۔ تصحیح قیاسی کی گئی ۔

۲۔ ''سمایا اس کو دیوں نو'' ۔ دکنی محاورہ ۔

۷۔ ''سما رھا'' اصل میں نہ تھا ۔ لکھنے کی ضرورت صرف اس لیے محسوس ہوئی کہ ''تمام نو'' کا تعلق اس انگریزی گیت کی پہلی سطر سے ھے ۔

چھٹا سین

۳۔ '' دامن پکڑے اپنا ۔'' اصل میں ھے : '' دامن بگڑنے اپنا ۔'' تصحیح قیاسی اس خیال سے کی گئی کہ ''دامن بگڑنا'' کوئی محاورہ نہیں ، لیکن یہ بھی ناممکن نہیں کہ مصنف نے خلاف محاورہ ''دامن بگڑنے'' ھی لکھا ہو ۔

ساتواں سین

۳۔ اصل میں ھے : ''شہزادے کو سنانا'' ۔ تصحیح قیاسی کی گئی ۔

نظر ثانی

صفحہ ۱۹ ، سطر ۸ : ''کر یہاں آرام ، ھے اس دم کہیں جانا مجھے'' چاھیے ۔

صفحہ ۲۹ ، سطر ۴ : ھا ھوں میں ، مجھے کیا تو نے ھے مگس سمجھا'' چاھیے ۔

صفحہ ۳۵ ، سطر ۱۸ : ''اس ھستی نجس سے تو اب پاک کر مجھے'' چاھیے ۔

صفحہ ۴۱ ، سطر ۱۰ : آخری لفظ ''نے'' اڑ گیا ھے ۔

صفحہ ۴۲ ، سطر ۱۲ : ''اس نجس بیسوا کو نہ رکھوں دیار میں'' چاھیے ۔

تماشائے جاں گداز

★

طلسمِ حسنِ ناز

عرف

خونِ عاشقِ جانباز

خونِ عاشق

''خونِ عاشق'' کے متعلق ڈاکٹر نامی کا حیال ہے کہ یہ رونق کا آخری ڈراما تھا جو انھوں نے ۱۸۸۶ء میں اس خیال سے لکھا تھا کہ جب دسہرہ کیا جائے تو اپنی آوارہ مزاجی کے ساتھ اس میں پارٹ کرتے ہوئے خود کشی کا ارتکاب اسٹیج پر کریں۔ محمود میاں رونق کے ڈراموں کے پہلے حصے میں جو مضمون اُن کے حالات زندگی پر لکھا گیا ہے۔ اس میں یہ مفصل بحث کی جا چکی ہے کہ ایک تو اسٹیج پر رونق کی خود کشی کی داستان صحیح نہیں، دوسرے پروفیسر سید حسن (پٹنہ) کی تحقیق کے مطابق ''خونِ عاشق'' کا ڈراما رونق کے انتقال سے قبل نہ صرف وکٹوریا ناٹک منڈلی کے اسٹیج پر پیش ہو چکا تھا بلکہ بمبئی کے مہتا حمنا داس ٹھاکر داس ناشران کتب ۱۸۸۶ء میں، جو رونق کے انتقال کا سال ہے، اس ڈرامے کا دوسرا ایڈیشن بھی شائع کر چکے تھے۔

''خونِ عاشق'' مجھے اسٹیج پر دیکھنے کا موقع نہیں ملا۔ میرے ہوش سنبھالنے کے بعد جو تھیٹریکل کمپنیاں لاہور آئیں۔ انھوں نے رونق کے لکھے ہوئے کئی دوسرے کھیل تو یہاں دکھائے لیکن ''خونِ عاشق'' کبھی کسی نے پیش نہیں کیا۔ وکٹوریا ناٹک منڈلی جو اس ڈرامے کی مالک تھی، جب سفر پر بمبئی سے نکلی اور لاہور آئی تو ممکن ہے یہ کھیل اُس کے تماشوں کی فہرست میں شامل ہو اور اُس نے یہاں دکھایا بھی ہو لیکن میں اُس زمانے میں اتنا کم عمر تھا کہ مجھے اس کا علم نہیں ہو سکا۔ بعد میں اُس زمانے کے تماشا دیکھنے والے بعض بزرگوں سے وکٹوریا کمپنی کے

کئی دوسرے ڈراموں کا تذکرہ بارہا سنا مگر ونو کے ''خون عاشق'' کا نام کسی کی زبانی سننے کا اتفاق نہ ہوا ۔ ان حالات میں گمان گزرا کہ رونق کے کھیلوں میں ''خون عاشق'' کہیں ناکام نہ رہا ہو ، لیکن بہت جلد یہ خیال اس لیے مسترد کر دینا پڑا کہ ۱۸۸۵ء کے آس پاس جب حافظ عبداللہ نے یوپی میں انڈین امپیریل تھیٹریکل کمپنی بنائی تو اس کے لیے انھیں آئے دن نئے ڈراموں کی ضرورت پڑنے لگی ۔ اپنی یہ ضرورت پورا کرنے کی بہت آسان اور خاطر خواہ تدبیر انھیں یہ نظر آئی کہ بمبئی کی تھیٹریکل کمپنیوں کے ایسے آزمودہ کھیل جو غیر معمولی کامیابی کی سند پا لیں ، اُن سب کے مسودے حاصل کر کے اپنی کمپنی کے اسٹیج پر پیش کرتے رہیں ۔ کاپی رائٹ کی پابندیوں سے بچنے کا حل یہ نکالا کہ مسودات میں حسب ضرورت کم یا کچھ زیادہ ترمیم کریں اور اُن پر اپنا نام بہ طور مصنف لکھ دیں ۔ چوں کہ حافظ عبداللہ کی نگاہ انتخاب ''خون عاشق'' پر پڑ چکی تھی ، اس لیے اس بات کا کوئی امکان نظر نہ آتا تھا کہ انھوں نے اپنی کمپنی میں پیش کرنے کے مندرجہ بالا عمل کے لیے بمبئی کا کوئی ناکام کھیل پسند کیا ہو ۔ لیکن اسے اگر غیر معمولی کامیابی حاصل نہ ہوئی ہو ، جب بھی ''خون عاشق'' اُردو ڈرامے میں اس اعتبار سے ایک نمایاں مقام رکھتا ہے کہ اس نے اُردو ڈراما کو پہلی بار کئی ایسی نئی لذتوں سے شناسا کیا جو ڈرامے کے لیے مخصوص ہیں اور جن سے اردو ڈراما نا آشنا تھا ۔

ڈرامے کے بنیادی عناصر میں سے اہم تر صرف تین سمجھے جاتے ہیں: پلاٹ ، کردار اور زبان ۔ اور ان تینوں کے اعتبار سے ''خون عاشق'' بہ مقابلہ اپنے زمانے کے دوسرے ڈراموں کے ممتاز نظر آتا ہے ۔

اُردو کے ابتدائی ڈراموں کے پلاٹ مکمل یا جزوی طور پر مشہور داستانوں یا قصوں سے اخذ کیے گئے تھے ۔ ان میں اول تو

سحر و طلسم کے ماورائے الفطرت واقعات یا نیم مذہبی کہانیوں کے معجزات یا لوک کہانیوں کے وارفتگان محبت کی استعجاب انگیز واردات پیش کی جاتی تھیں ۔ دوسرے ان میں سے اکثر کے مناظر کی سمت اور روکھی پھیکی ہوتی تھی ۔ نہ پلاٹ کے جملہ امکانات پر توجہ کی جاتی ، نہ اس پر مناسب تدبیر کاری عمل میں لائی جاتی ۔ ہر واقعے کے لیے بلا تامل ایک جدا منظر مخصوص کر دیا جاتا ۔ واقعات کو مناسب طریق اور حسنِ ترتیب سے ایک ہی منظر میں جگہ دینے کی کوشش کہیں دکھائی نہیں دیتی ۔ نتیجہ اس کا یہ تھا کہ مناظر ھلکے رہتے اور ذرا ذرا دیر بعد ان کی تبدیلی کھیل کے اسٹیج پر جمنے میں مانع ہوتی اور تماشے میں دلچسپی پیدا نہ ہونے دیتی تھی ۔

اس زمانے کے دوسرے ڈراموں کے مقابلے میں ''خونِ ناحق'' کے پلاٹ کے واقعات کو ایسے عام نہیں کہ روزمرہ زندگی میں عموماً پیش آتے ہوں لیکن ایسے انوکھے بھی نہیں کہ ان کا پیش آنا بعید از قیاس قرار دیا جائے ۔ اخبارات و رسائل میں کئی بار اس نوعیت کے واقعات نظر سے گزرتے رہتے ھیں ۔ اپنی اس خصوصیت کے علاوہ یہ ڈرامہ تدبیر کاری کی کاوش اور بندش کی چستی کے باعث بھی مقابلۃً ممتاز نظر آتا ھے ۔ اس میں ایک تو زیادہ واقعات کم مناظر میں پیش کیے گئے ھیں ، دوسرے مناسب و موزوں مقامات پر انھیں جگہ یوں دی گئی ھے کہ بے محل معلوم نہیں ہوتے ۔ مثلاً امداد کے لیے جانباز کے پاس ایک مفلوک الحال مصور کے شروع ہی میں آنے یا نہ خانے میں جانباز کا ملازم رکھ لیے جانے سے ان نتائج کا احساس مطلق نہیں ہونے پاتا جو آیندہ ان ہی چھوٹے چھوٹے اور بظاہر غیر اہم واقعات کے ذریعے رونما ہوتے ھیں ۔

پھر اس ڈرامے کی کہانی کو کھولا یوں گیا ھے کہ پلاٹ میں

دلچسپی برابر باقی رہتی ہے اور امید و بیم کی گرفت کم زور نہیں پڑنے پاتی ۔ امید و بیم کی کیفیت ایسی صورتوں میں پیدا ہوتی ہے جب کوئی قطعی اور فیصلہ کن نتیجہ پیش کرنے میں تاخیر کو راہ دی جائے یا کسی عمل اور اس کے انجام کا درمیانی وقفہ طویل کھینچ جائے ۔ خطوط کے حصول کی کوشش ، جاں نثار کے قتل کی سازش اور قتل کے بعد بھی خطوط ہاتھ نہ آنے اور مست نار کا ناظر امیر الامرا پر بالآخر کھل جانے کی کیفیات سے ڈرامے کی یہ خصوصیت بخوبی عیاں ہے جو میری دانست میں اس زمانے کے لیے بہت نئی بات ہونی چاہیے تھی ۔

کردار جو کچھ جس ترتیب سے کرتے ہیں ، اسے پلاٹ کہا جاتا ہے اور جو وجوہ ان کے اعمال کی ہوں ، ان کا تعلق کردار نگاری سے ہوتا ہے ۔ کردار نگاری کے ذریعے ڈراما نگار ان لوگوں کو پیش کرتا ہے جن کے اعمال و افعال پر اپنے ڈرامے کی بنیاد رکھتا ہے ۔

ہر ڈرامے میں کردار کے متعلق چند امور واضح ہونے ضروری ہیں ؛ ان میں سے ایک ہے اس کی جمالیاتی پسندیدگی ۔ مطلب یہ کہ جو کردار پیش کیا جائے ، وہ مناسب حد تک انسانی خصوصیات کا حامل نظر آئے ۔ علاوہ ازیں دیکھنے میں دلچسپ معلوم ہو ۔ تھیٹر اور اسٹیج کے تماشے کی جو قیود ہیں کہ مثلاً دو تین ہی گھنٹے کی مدت میں ختم ہو جاتا ہے ، یا فنکار کے فن کی جو حدود ہیں ، ان سے باہر نہ نکلنے پائے ۔ دوسری بات ہے کردار کی شناخت ؛ یعنی کردار کو اسٹیج پر دیکھ کر خیال کسی خاص ڈھب کے انسان یا کسی فرد واحد کی جانب مبذول ہو ۔ تیسری چیز ہے کردار کی مطابقت ؛ یعنی شخصیت کے مختلف ظواہر ، مثلاً بات چیت ، نشست و برخاست اور حرکات و سکنات وغیرہ ، سب ایک دوسرے کے ساتھ ٹھیک بیٹھیں

اور موزوں معلوم ہوں۔ چوتھی چیز ہے کردار کے محرکات: یعنی مصنف نے کردار کے افعال کی جو وجوہ جس طرح سے مہیا کی ہیں، وہ مناسب و معقول معلوم ہوں۔ پانچویں اور آخری چیز کا تعلق ہے کردار کے انکشاف سے: چوں کہ زندگی کی طرح اسٹیج پر بھی انسان حالت جمود میں نہیں رہتا، اس لیے دیکھتے ہی اس کے متعلق بہ حیثیت مجموعی کوئی صحیح رائے قائم کرنا ممکن نہیں ہے۔ البتہ زیادہ دیکھنا ملے تو اسے زیادہ خوبی سے سمجھا جاتا ہے۔ چناں چہ کردار یوں پیش کیا جائے کہ اس سے واقفیت برابر بڑھتی چلی جائے۔ علاوہ ازیں تجربات زندگی بھی انسانی کردار کو برابر تبدیل کرتے رہتے ہیں۔ چناں چہ انسان کو ایک بار سمجھ لیا جائے جب بھی بعض اوقات اس کے بگڑنے یا سدھرنے کا امکان برابر باقی رہتا ہے۔ کردار کی ان سب باتوں کے علاوہ یہ بھی دیکھنا ہوتا ہے کہ جو مختلف کردار تصنیف میں پیش کیے گئے ہیں، ان کا باہمی تقابل و توازن بھی مناسب ہے یا نہیں۔

"خون عاشق" سے پہلے کے ڈراموں کے کرداروں میں مندرجہ بالا خصوصیات نہ ہونے کے برابر تھیں۔ اُن کے کردار انسانوں سے نہیں، داستانوں کے مثالی کرداروں سے مشابہت رکھتے ہیں۔ "خون عاشق" کے کرداروں میں سے مست ناز، جانباز، اسفل اور دوسرے کردار خواہ سیرت نگاری کے استادانہ کمال سے پیش نہ کیے گئے ہوں، تاہم کردار نویسی کی موٹی موٹی خصوصیات اُن میں صاف نظر آتی ہیں اور بہ مقابلہ داستانی کرداروں کے زیادہ جیتے جاگتے معلوم ہوتے ہیں۔

تیسری چیز جس کا ابتدا میں ذکر کیا گیا تھا، زبان ہے۔ زبان کے ذریعے کرداروں کے جذبات، خیالات، عقائد اور تصفیے پیش کیے جاتے ہیں۔ بعض ڈراموں میں یوں بھی ہوتا ہے کہ خیالات تو مصنف کے ہوتے ہیں مگر انہیں ادا کردار کی زبان سے کرایا جاتا ہے،

لیکن قابل قدر طریق یہی ہے کہ اسٹیج پر کرداروں کے الفاظ بے ساختہ ، برجستہ اور اُن کے اپنے خیالات کے مظہر معلوم ہوں ، ورنہ کھیل میں تماشائی کی دلچسپی گھٹ جاتی ہے ۔ ویسے بھی زبان عمل سے جدا شے اس لیے قرار نہیں پا سکتی کہ الفاظ کردار کی زبان سے ادا ہوتے ہیں اور کردار کی تقریر بھی عمل ہی میں شامل سمجھی جاتی ہے ۔ باقی رہا ڈرامے کی زبان کا حسن تو ہر زمانے میں ڈرامے کی زبان کا حسن و کمال روزمرہ زندگی کے امکانات سے ہٹ کر بہت خوبی سے بس ہوتا رہا ہے ۔

''خون حسین'' کی زبان دوسرے زمانے کے اکثر ڈراموں کی طرح نظم ہی میں ہے لیکن رونق کی نظم اور دوسرے ڈراما نویسوں کی نظم میں فرق نمایاں ہے ۔ دوسروں کی نظم عموماً صرف مطالب کے بیان سے سروکار رکھتی ہے ۔ رونق کے ہاں اس میں مناسب بحر اور قافیہ و ردیف کے ساتھ جذبے اور ادائگی کے لہجے کے امکانات بھی ملتے ہیں ۔ مثال کے طور پر :

جو گھر میرے آئے وہ میرا حبیب
کہاں ہیں بھلا ایسے میرے نصیب

—

مہماں کو اٹھانے ہیں بھلا یوں کہیں گھر سے
سائل کو سخی کوئی اٹھاتا نہیں در سے

—

یارو کیسی ہے شکل وفا ، دو پتا
میں بھی دیکھوں ذرا ، ملتا نہیں مجھ کو پتا

—

آئنہ لے کے دیکھو ہوا چہرہ کیسا زرد
روتا تھا صبح و شام کو بھر بھر کے آہِ سرد

" موت خاموش" کے ساتھ ڈرامے کی کوئی قابل قدر خصوصیت کا ... س ... لحت اس وجہ سے پیدا ہوا کہ میری ... ت میں ... ہو ... ں" روش کا طبع زاد ڈراما نہیں بلکہ اس میں ... ... جانے ہوئے ... ڈرامے سے بہت زیادہ استفادہ کیا ... یہ ... میں ... انگریزی ڈرامے کی ... معلوم کرنے میں تو کامیاب ... ہو ... کے ... اسے بہت ڈرامے میری نظر ... چکے ہیں کہ اس کے پلاٹ کی نوعیت، منظر ... اور ... ... اور کرداروں کے محرکات و مقاصد کا حال ... کے اچھے خاصے وثوق سے یہ کہوں گا کہ اسے اپنانے اور ملکی ڈھب کا بنانے کی ... پوری کوشش عمل میں لائی گئی ہے۔ پھر بھی اجنبیت مکمل طور سے رفع کرنے میں کامیابی حاصل نہیں ہو سکی۔ مثلاً پہلا ... مصر قہوہ خانے کا ہے جس میں مغلانی ڈھکوں کی خدمت میں ... نظر آتی ہے، ظاہر ہے کہ اصل انگریزی ڈرامے میں نہ ... " ... " کا ہوگا اور مغلانی وہاں کی " ... " ہوگی۔ چنپی ... والے اور ... صاف جیسے مقامی کردار داخل کرنے کے باوجود منظر دیسی مانوس ملکی مقام کو نظروں کے سامنے نہیں لانے پاتا۔ ... مست ناز اور مصور کا کردار، عشقیہ خطوط کی بنا پر ... کا اندیشہ، ان ناولوں سے بھی ... سینڈوچ ... آیا۔ پھر دلنواز کا کرسی پر بیٹھے اخبار پڑھنا، جانباز کا مست ناز کی تصویر میں رنگ بھرنا اور دلنواز کو مست ناز کے رشتے کی اطلاع اخبار سے ملنا، یہ باتیں بھی بے اختیار مغربی معاشرت کا ایک منظر آنکھوں کے سامنے لے آتی ہیں۔ جانباز کا جیب سے مست ناز کے خطوط نکال کر انھیں چومنا اور پھر یہ شعر پڑھنا:

یہ خط اس بے وفا کے ہیں رکھوں ان کو جگر کے ساتھ
سبب سے ان خطوں کے اس کی رسوائی ہے میرے ہاتھ

خالص انگریزی حرکت اور ایک مغربی عاشق ھی کے کردار پر پھبتا ہوا ۔ ءر ھے ۔ یا مثلاً مسرہ ناز کا یہ شعر اُردو ڈرامے کے لیے بالکل اجنبی ھے :

نا دل پہ اسے جور کرو نا سم درد
معشوقیت سے اپنی رہا اسے صم کرو

جس نوعیت کے واقعات ڈرامے میں پیش کیے گئے ھیں ، ان کے مطابق نہ دیسی راگ راگنیاں مل سکیں ، نہ ایسے موضوعوں پر اُردو میں گانے لکھنے کی روایت تھی ۔ چنانچہ اس ڈرامے کے گانوں میں سے بارہ گانے انگریزی طرزوں کے مطابق رکھنے کے سوا روانی کو چارہ نظر نہ آیا

اسی قسم کی چھوٹی چھوٹی اور بھی کئی ایسی باتیں ھیں جن سے اس بات پر خوبی روشنی پڑتی ھے کہ "حرص عاشق" کسی قدر انگریزی ڈرامے کا چربہ ھے ۔ لیکن یہ اعزاز روانی ھی کو نصیب ھو سکا کہ اُردو کے پیشہ ور اسٹیج کے سب اور ڈھیلے ڈھالے ڈراموں میں اس نے "خون عاشق" جیسا ڈراما مہیا کیا ، جو اس زمانے کو دیکھتے ہوئے جب یہ لکھا گیا تھا ، بلا تکلف زیادہ ترقی یافتہ ڈراما قرار دیا جا سکتا ھے ۔

سید امتیاز علی تاج
۱۴- اپریل ۱۹٦۷ء

تماشاے جہ نگاناز

☆

طلسمِ دستِ باز

یـ

خونِ عاشقِ جانباز

ناٹک دو باب کا

واسطے گروہ وکٹوریا ناٹک کے تالیف کیا

منشی محمود میاں متخلص بہ رونق نے

اور

چھاپ کر اشتہار کیا واسطے خاص و عام کے

مالکان گروہ وکٹوریا ناٹک کے حکم سے

. . . . . . شہر ( )

، د گرو ، حرف لکھوای

. . ممبئی . . . پریس

سنہ عیسوی ( )

سرورق کی عبارت مختلف مضامین اور تحریری شہادتوں
کو مدنظر رکھ کر مرتب کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔
اصل نسخے کا سرورق دستیاب نہیں ہو سکا ۔ (مرتب)

تحفۂ ناٹک (کاسٹ)

مذکر

امیر ابن امیر : حاکمِ کنعان ۔۔ سوم عاشقِ مست ناز
سجاع الدولہ : امیرِ متوسط درجہ ۔ دوم عاشق مست ناز
عاشق جانباز : نامور مصور ۔۔ پہلا عاشقِ صادقِ مست ناز
آوارہ : عاشقِ جانباز ۔۔ بہ تبدیل شکل و نام
مدبر : امانت دار مشیرِ امیر ابن امیر
اہل کار : ملازمانِ امیر ابن امیر
اصف : سنگ تراش ۔۔ دوستِ وفادارِ عاشقِ جانباز
اسفل : مالکِ قہوہ خانہ ۔ برادرِ فرتونہ ۔۔ ملازمِ مست ناز
قاصی : نکاح خوانِ شہرِ کنعان
بہزاد : مصور ۔۔ مفلس دوستِ عاشق جانباز
کوس صاف : کان ملا
اشخاص : علمی ، حقہ کش ، قہوہ نوش ، افیونی ، چنڈولی وغیرہ

مؤنث

مست ناز : دخترِ برزخ سوداگرِ مرحوم ۔۔ معشوقِ پر جفائے جانباز
و سجاع ، بالآخر بہ طمعِ زر زوجۂ امیر ابن امیر
دلنواز : عاشقِ جانباز کی چچا زاد بہن[1]
فرتونہ : ایک مکارہ مغلانی ۔۔ اسفل کی ہمشیرہ
سپاہی ، خواصیں وغیرہم
شہر : مشہور کنعان

۱۔ یہ فقرہ مرتب کا اضافہ ہے ۔

باب پہلا

پردہ پہلا

قہوہ خانہ

[سب اشخاص بیٹھے قہوہ، چانڈو، مدک اور حقہ استعمال کر رہے ہیں۔[۱]
اور وہ معمولی اس کا حلقہ پھرتی ہوئی نظر آتی ہے[۲،۳]]

سب[۳] : گانا[۴]

کامل ہے جو ملت میں
پھنس پڑے وہ علت میں
پیارا ہے وہ دلت
ہوتی ہے جس کو علت
جو ہووے بے علت
ہے وہ ورستہ حصلت
جو علتوں سے بری رہا
وہ عمر گزارا[۵] راحت میں——کامل ہے

پہلا : ع میرا حقہ ہے دل سوز

دوسرا : ع پیتا ہوں میں قہوہ روز

تیسرا : ع افیون میرے جی کے ساتھ

چوتھا : ع دم ہے مرا چنڈو کے ہاتھ

تیسرا : ع افیوں قابض مجھ پر

چوتھا : ع چنڈو کا میں نوکر

۴۔ ''گانا'' سے اوپر کی سطر میں درج تھا: ''طرز انگریزی''۔ مرتب نے اسے حاشیے میں جگہ دی۔

سب : ع محنت و مزدوری پڑی سب علتی[۶] کے علت میں۔۔۔ شامل ہے

زبانی

پہلا : مغلانی ! یک چلم ایرانی بھر لاؤ !

مغلانی : ہاں میاں ! لاتی ہوں

دوسرا : مغلانی ! یک کوپ[۷] پونا اسٹرنگ[۸] بناؤ !

تیسرا : افیون اترے جاتی ہے ، ہمیں کافی پلاؤ !

چوتھا : میرے لیے سیر بھر گنڈیریاں منگاؤ

مغلانی : ارے ایک پونا بناؤ ! ایک پیالہ کافی لاؤ ! تم گنڈیری والے کو بلاؤ ![۹] میں خمیرہ بھر کے لاتی ہوں

[گوش صاف کا آواز دینا اور آنا]

گوش صاف : (نثر مقفیٰ[۱۰] زبانی) کان کا میل ، لاؤ دو پیسے لاؤ ! کان کا میل نکلواؤ ! اچھی اچھی آوازیں سنو ! باغ سخن کی دانائی سے پھول چنو ۔ بھائی ہندوستانیو ! بہت دن بہرے رہے ، جس کے سبب غم و الم ، رنج و تعب کچھ کم نہیں سہے ۔ اب کان کا میل نکلوانا چاہیے ، حق بات سن کے خفا نہ ہونا چاہیے ۔ آنہ دو آنے نہیں ، میں دو ہی پیسے لیتا ہوں ، کان بالکل صاف کر دیتا ہوں ، مگر چیناؤں[۱۱] کے ہوش کھوتا ہوں ، مجھے پہلو میں بٹھا لو ، کیسے میں ہاتھ ڈالو ، میرے پیٹ کی آفت ٹالو ۔

پہلا[۱۲] : ع تو کر دونوں کانیں[۱۳] مرے صاف خوب

گوش صاف : ع مگر سب میں ہیں آپ اشراف خوب

[illegible]

مگر آپ کے کان ہیں دونوں صاف
علاوہ عرض کرنا نہیں ہے خلاف

دوسرا : ع لے دو پیسے کانوں سے کر میل صاف
گوش صاف : ع نظر آتا کنگال[15] ہے بیل صاف

[گوش صاف (کا) دوسرے کے پاس جانا
فرتوتہ (کا) قہوہ پلانے نظر آنا]

پہلا : ع [16] اک جائے کا پیالہ اے فرتوتہ دے[17] پلا
دوسرا : ع فرتوتہ! اک جام! مجھے جانا ہے، بھر کے لا
تیسرا : ع فرتوتہ! حقہ ٹھیک تو کر، پانی لڑھ گیا
چوتھا : ع فرتوتہ! پیسے لے، مجھے اب چنڈو چڑھ گیا

[فرتوتہ (کا) پیسے لینا اور مدک[18] کا حقہ چوتھے کو دینا،
چوتھا دم مار کر پینک میں آتا ہے]

پہلا : (اس کے حال پر نظر کر کے ہنستے ہنستے[19])

بیماری کو دوا نہیں انساں کی، زد کرے
دم مار لے مدک کا. مدک ہی مدد کرے

[چوتھا ہوش میں آنا[20]]

فرتوتہ : ع اور تھوڑی نوش جان جو صاحب مدک کریں
چوتھا : ع انکار تو مدک سے نہ ہم حشر تک کریں

[چوتھا دم مار، پینک میں آ، خراٹے مارنا،
دوسرا اس کو دیکھ افسوس کرنا]

دوسرا : کر نوش چنڈو، ساتوں فلک دیکھے آپ نے
پی کر مدک زمین لگے یہ تو ناپنے

[فرتونه چلم لے کر آتی ہے اور دوسرے کو چلم دیتی ہے][۲۱]

فرتونه : ع صاحب یہ لیجیے چائے! چلم ہے یہ آپ کی[۲۲]

دوسرا : ع (خفا ہوکر) اب ایک نہ لائی کبھی تو چلم اپنے باپ کی ؟

فرتونه : ع (خفا ہوکر) لاتی ہوں ، آپ بات کریں منہ سنبھال کر

دوسرا : ع خدمت آنہی کی کرتی ہے تو ، جو ہیں اہل زر

[اسفل بزاز بن کر چینی[۲۳] والے کی صورت میں آتا ہے]

اسفل[۲۴] : چینی چینی ! گرما گرم چینی ! نرما نرم چینی ! حلوا ہضم
چینی ! پلاؤ ہضم چینی ! بسینہ لانے چینی ! درد مٹائے
چینی! آرامی چینی ! بادامی چینی ! گلابی چینی ! چینی والوں
میں ہے میری نامی چینی !
رومی سامی چینی !

مہلا : ع تجھے چینی کرکے کوئی چیز کر !

اسفل : ع ہے چینی کی تانوں پہ گانا مرا

[اسفل چینی کرتے کرتے گاتا ہے]

گانا[۲۵]

پیٹ پیٹ پیٹ ! ہائے پیٹ کا گھڑا
چھوٹا ظاہر ، باطن میں ہے دوزخ سے بڑا
دنیا کا مال و زر گر اس میں ڈال دو
جب بھی خالی کا خالی رہتا ہے بڑا پیٹ

۲۵- دھن بلاول ، تال دادرا ۔
طرز انگریزی : او مائی مائی ٹیبھے ٹوٹ ایک ہے حور ۔
مندرجہ بالا الفاظ متن میں سے خارج کرکے حاشیے میں درج کیے گئے ۔
گانے سے پہلے پھر ایک سطر میں "اسفل" لکھا تھا جو غیر ضروری سمجھ کر
حذف کر دیا گیا ۔ (مرتب)

چنی کرتے کرتے چین پایا نہ ذرا
خالی رہا پیٹ کا سدا توڑا
پیشے کیا کیا کیے مگر جب بھی نہ بھرا
پسٹتا ہے اس کو ہر ایک جھوٹا بڑا

[۲۹پہلے (...) ...]

پہلا : ع لے پیسے اے فرتونہ ! لگی ... اب

دوسرا : ع میں بھی مکاں کو جاتا ہوں ، ... ہے ...

تیسرا : ع جب تم چلے تو چلیے یہ بندہ بھی ساتھ ہے

فرتونہ : ع بس پرورش ہماری تو تم سب کے ہاتھ ہے

[جانا تینوں شخصوں کا ۳۰]

اسفل : ع ہمشیرہ ! کیا ہی فربہ و تازہ ہے یہ ... !

فرتونہ : ع لو بھائی پہلے تن سے تو سر اس کا تم اتار

اسفل : [جیب سے پیسے نکال لیتا ۳۱]

ع میں جیب سے نکال لیا ۳۲ پیسے سب ...

فرتونہ : ع میں تو اتار لیتی ہوں اس کا لباس اب

اسفل : دو تین اشرفی کا یہ ہوگا لباس ماں
اتنے کے واسطے بھلا کیوں غم لیں اس کی جان

[۳۳فرتونہ (کاٹ کر مچھلیوں کی ایک ٹوکری ... آنا]

فرتونہ : ع یہ مچھلیاں ہیں کتنے کی ؟ اے بھائی کر خیال

اسفل : ع ہمشیر ! چار پیسے کا یا پانچ کا ہے مال

فرتونہ : ع کتنی ہیں مچھلیاں کرو یہ بھی ذرا شمار

اسفل : ع اندازے سے یہ تھیلیاں شاید ہوں اک ہزار

فرتوتہ : ع جب چار پیسوں کے لیے لو دیں ہزار جان
جاں دار تیری طرح سے یہ بھی نہیں ، کر تو دھیان
دو اشرفی میں تجھ کو گراں ایک جان ہے ؟
اتنا تجھے غرور ، یہ خالق کی شان ہے !

اسفل : گر مرضی آپ کی ہے تو کرتا ہوں اس کا خون
تو اچھا جس کو سمجھے ، میں کیا جانوں گا زبوں ؟

[اسفل ادھر اُدھر دیکھ ، گھبرایا ہوا
چوتھے شخص کو اندر اٹھا لے جاتا ہے]

فرتوتہ : **لاونی**[۳۵]

کرو نہ اک کوڑی بھی ضائع ، چاہو جو درجہ تونگر کا
دنیا چاہے غارت ہووے ، پاس رکھو دل سے زر کا
قطرہ قطرہ جمع کرو تو دریا ہو جائے گا گھر کا
کشتیِ زر میں بیٹھ کے دیکھو تماشا بحر و بر کا

جھول[۳۶]

کوئی کہے گا امیر ہیں یہ ، کوئی کہے سردار
کوئی کہے "اے میرے مربّی ! کوئی کہے مختار !"

۳۵- دھن کلیان ، تال قوالی -
طرز : اے شاہ جن پیارے ھر الک (آخری لفظ کے معنی معلوم نہ ہو سکے - مرتب)

۳۶- محترم ایوب رومانی (ریڈیو پاکستان لاهور) کے خیال کے مطابق مختلف تالوں میں ماترے ایک ہوتے ہوئے ان کی چال مختلف بھی ہو جاتی ہے - ایسی صورت ہو تو دو چالوں کے درمیانی وقفے کو "جھول" کہتے ہیں - (مرتب)

کوئی کہے گا "ان دانا!" کہے گا کوئی "پالن ہار!"——

سنو میری بات

اہلِ زر کے سجدے کو نہ کوئی کرے انکار
پاس نہ دولت والے کو ہو خالقِ اکبر کا۔ کرو نہ اک کوڑی
پیسے سے سب آنریبل ہیں ، پیسے سے نواب
بیرونٹ اور سر ، یہ سب ہیں پیسے کے القاب
لارڈ ، گورنر سے بھی مفلس علم میں ہیں نایاب
پیسا نہ ہو تو اس کو بھلا خاک دے ملکہ خطاب۔ —

سنو بات میری

بے پیسے نہیں کوئی کسی کا ، تاج یہ پیسا ہے سر کا——
کرو نہ اک کوڑی

[اسفل کا ، جوتھے شخص کا لباس اور خوں آلود
خنجر ہاتھ میں لیے ہوئے آنا]

اسفل : ع تیرا فرمان اے بھن لایا بجا

فرتوتہ : ع واہ کیا کہنا ! اے بھائی مرحبا !

اسفل : (یاد کر کے) ایسی جانیں کس لیے ہم لیں ہزار ؟
دیکھا ہم نے ایک ہے ایسا شکار
آ گیا وہ دام میں ، تو ہے بہار
بے شک ہم دینار پائیں دس ہزار

فرتوتہ : ع بھائی ! ہے وہ کون ، کر مجھ پر عیاں ؟

اسفل : سن تو گوشِ دل سے کرتا ہوں بیاں
آج محنت جب کسی نے بھی نہ لی
چپی چپی کر پھرا میں ہر گلی
شام تک بھی میری بر آئی نہ آس
اک محلے میں گیا میں ہو اداس

آئی اک تاجر کے گھر سے یہ صدا
جنّی والے جنّی درنے کو تو آ
گھر میں جا کر جب کیا[۳۱] میں نے نظر
نازنیں تنہا ہے اک رشکِ قمر
پر بہت ہی پایا اس کو فکر میں
میں ہوا مشغول تب اِس ذکر میں
کیوں کیا بی آپ نے بندے کو یاد ؟
تب کہی اُس نے کہ سن اے نامراد !
جنّی میں کہا تجھ کو حاصل ہوگا زر
نوکری اب تو ہماری ، دل سے کر
یعنی ہم کو خون کروانا ہے ایک
ہوگا تیرے ہاتھ سے وہ کارِ نیک
دوں گی میں دینار تجھ کو دس ہزار
سنتے ہی یہ خوش ہوا میں بے شمار
عرض کی اُس سے کہ اے اہلِ کرم !
مجھ سا خونی اس زمانے میں ہے کم
نام جس کا آج تم بتلاؤگی
کل اُسے زندہ نہ ہرگز پاؤگی
اُس نے تب مجھ سے کہا ، کل آ یہاں

فرتوتہ : ع آج اے بھائی گیا نہ تو وہاں ؟

اسفل : ع صبح ہوتے ہی وہاں جائیں گے ہم

فرتوتہ : ع یاد سے بھائی تو جا میری قسم !

اسفل : ع شب ہوئی[۳۲] تھوڑی ، چلو سوئیں شتاب

فرتوتہ : ع صبح تک مجھ کو نہیں آنے کا خواب

[جانا دونوں کا]

باب پہلا

پردہ دوسرا[1]

دیوان خانہ

[مست ناز کا متفکر آنا گانے گانے]

مست ناز : گانا[1] (مستزاد)

کون سب خانۂ دنیا میں پرستارِ ہوس
ہے نہیں ، کہیے بھلا ؟
بڑے ہیں واعظ و زاہد بھی تو زردارِ ہوس
ذکرِ کفر کا ہے کیا ۔۔۔ کون
طالبِ زر ہے زمانے میں تو ہر ایک سکھیل
بلکہ یوسف سا جمیل
گرم ہے حسن کی دوکانوں سے بازارِ ہوس
عشق ہے کون بلا ۔۔۔ کون

[اسفل کا آنا اور مستہات بعد کے گانا]

اسفل : گانا[2]

آیا ہوں میں نوکری کرنے ، جلدی کام بولو
کون سی مشکل تم پہ پڑی ہے ۔ نیک نام بولو ۔۔۔ آیا

۱۔ دھن پیلو ، تال پشتو ۔
طرز : زلفِ پُر پیچ میں دل ایسا گرفتار ہوا ۔
۲۔ دھن جھنجوٹی ، تال قوالی ۔
طرز : خوش ہو کنّوے خاں ۔ ۔ ۔

کروانی ہے مجھ سے کہا کیا دھوم دھام بولو
کرنا[۳] چاھتی ھو تم اپنا کس کو رام بولو ؟ــ ۔آنا
نہیں ہے مجھ میں خامی بالکل اسفل ھوں میں نامی
مجھ سے ھمیشہ ڈرتے ھیں ، کیا رومی کیا شامی
پار ہے اُس کا بیڑا ، جس کے ھوویں گے[۴] ھم حامی
ملیں گے اُجرت کے کیا ھم کو ، پہلے دام بولو ؟ــــ آیا

مست ناز : اسفل جو تیرے ھاتھ سے یہ میرا کام ھو
دوں گی میں اتنا زر تجھے ، تو خوش مدام ھو
میں جیسا چاھتی ھوں وھی انتظام ھو
کر پختگی سے کار ، نہ تدبیر خام ھو
زنہار ، تجھ سے لوں گی نہ جب تک میں اپنا کام
قول و قسم کے ساتھ کرے گر تو انصرام

اسفل : ھر ایک ھاتھ میرا صفائی سے ہے بھرا
جس کے پھرایا منہ پہ وہ فوراً ھی بس مرا
میرے گلے سے آ کے ملا جو کوئی ذرا
اُس کا کلیجا کاٹنے سے میں نہیں ڈرا
کروانا خون ھوگا تمھیں تین چار کا
تم اک کہو تو کاٹوں گلا میں ھزار کا

مست ناز : دینا کسی کو ایذا تو میں بد سمجھتی ھوں
لیکن بشر ہے بے وفا بے حد ، سمجھتی ھوں
پر ایک خون کو تو نہیں رد سمجھتی ھوں
اس کو میں اپنے عشق کی آمد سمجھتی ھوں

گرچہ اجل رسیدہ وہ اہلِ دول نہیں
بے موت اس کے ہو مری مشکل بھی حل نہیں

اسعل : مجھ سے تو پہلے کہیے گا کیا اُس کا نام ہے ؟
ساکن کہاں ہے اور وہ کیا کرتا کام ہے ؟
رستم ہے یا کہ زال ہے وہ یا کہ سام ہے
کیا اُس کا میرے ہاتھ سے دم میں تمام ہے
بندے کا اِس زمانے میں مشہور نام ہے

مست ناز : اِس رمز سے ابھی ہو خبردار تو نہیں
جب تک کہ مجھ سے یہ کرے اقرار تو نہیں
جاں تک بھی دینے میں کرے انکار تو نہیں
یہ کھولے راز اور یہ زنہار تو نہیں
پھر مجھ سے ہوگا کیا بھلا زردار تو نہیں

اسعل : جو تم کہو وہ کرتا ہوں اقرار میں یہاں
کھانے کو ہوں قسم ابھی تیّار میں یہاں
زنجیرِ قول سے ہوں گرفتار میں یہاں
ہوں ایسے کاموں کا تو خریدار میں یہاں
آیا ہوں بننے کے لیے زردار میں یہاں

[مست ناز ایک نوٹ ہزار روپے کا جیب سے نکال کر دیتی ہے]

مست ناز[5] : تو لے یہ نوٹ اس کے روپیّے ملیں ہزار
اب میرے کام پر ہو دل و جاں سے اُستوار
کروانا جس کا خوں مجھے اے نیک ذات ہے
مشہور وہ بہت یہاں عالی صفات ہے
جاں باز اُس کا نام ہے ، عاشق مزاج ہے
فنِ مصوّری میں بھی لاثانی آج ہے

اسفل[٦] : میں اُس کو جانتا ہوں ، نہیں اُس سے بے خبر
ہے دل نواز کا وہ چچا زادہ نام ور
لیکن وہ آدمی تو بہت نیک بخت ہے
کیوں تم کو اس سے دشمنی اس درجہ سخت ہے ؟

مست ناز : غزل[٧]

دشمنی یہ ہے کہ کی اس نے محبت میری
دل میں پوشیدہ وہ رکھتا ہے عداوت میری
کیوں نہ کر ڈالوں زمانے سے میں اُس کو غارت
عشق سے اُس کے حسینوں میں ہے شہرت میری
جنسِ خوبی کا مری جس نے بڑھایا ہے مول
اب دیے[٨] جاتی نہیں اُس سے ہی قیمت میری

غزل[٩]

اسفل : دوست دشمن کے ہو اور دوست کے دشمن تم ہو
اے بُتو ! نام خدا جانے کیا فن تم ہو
کبھی عاشق پہ تمھیں رحم نہ کرتے دیکھا
رکھتے کیا دل کے عوض پہلو میں آہن تم ہو ؟
خوف خالق کا بُتوں کو کبھی واللہ نہیں
بے گناہوں کی سدا مارتے گردن تم ہو

مست ناز : پہلے تو سن لے ارے نیکوں کے سردار ذرا
اپنے مطلب سے میں کرتی ہوں خبردار ذرا

٧۔ دھن ٹھمری ، تال دادرا ۔
طرز : ان دنوں جوش جنوں ہے مرے دیوانے کو ۔
٩۔ غزل پر کوئی حاشیہ نہیں ۔ بحر وہی ہے جو پچھلی غزل کی تھی ۔
اس لیے گمان غالب ہے کہ یہ بھی اُسی طرز میں گائی جاتی ہوگی ۔
(مرتب)

کون جاں باز سا ہے چاہنے والا میرا
حسن پر میرے جو دولت کو لٹانے والا
آیا تھا میرا بھی اس عاشقِ جاں باز پہ دل
مثلِ بلبل میں سدا رہتی تھی گل پر مائل
ناگہاں صدقے ہوا مجھ پہ امیر ابنِ امیر
سینکڑوں جس کے کہ محتاج ہیں اب اہلِ سریر
چھوڑ کر اس کو مصور سے ملوں میں کیسے
تن پہ ملبوس نہ جس کے ہوں، نہ گھر میں پیسے ؟

اسفل : یہ ملو تم ، جو نہیں کرتی ہو منظور اسے
جان سے مارتی ہو کس لیے اے حور ! اسے ؟

مست ناز : سنتا ہی بات نہیں ، کرتا ہے بک بک ناحق
دینا بس خون ہے اس نک کا بے شک ناحق
لکھے میں نے جو اسے شوقِ ملاقات کے خط
نظر آتے ہیں مجھے اب وہ مری گھات کے خط
حال معلوم کرے ابنِ امیر اے ناداں !
مجھ سے شادی کا کرے گا نہیں ہرگز ساماں
میرے خط پھر جو دے گا تو نہ میں خون چاہوں
خدمتِ ابنِ امیر اور اسے دلواؤں

اسفل : یوں اگر ہے تو کرو پہلے وہ مکتوب طلب
دینا منظور خطوں کا نہ کرے گا وہ جب
ساتھ میں اپنے اسے لے کے بہ مکر و حکمت
قہوہ خانے میں کروں گا اسے فوراً غارت
بچنا ممکن نہیں ہم سے ، وہ اگر رستم ہے
روبرو اپنے تو وہ مور و ملخ سے کم ہے

ebooks.i360.pk

مست ناز : کر دے اقرار کے موجب تو مرا کام ابھی
دوں گی میں حد سے زیادہ تجھے انعام ابھی
جاتی ہوں اب تو میں خط پھیرنے[11] کو گھر اس کے
خط نہ وہ پھیرے تو ہو جانا تو پھر سر اس کے

[مست ناز کا جانا ، اسفل (کا) پیسے کی تعریف میں گانا]

اسفل : گانا[12]

حونی ہو[13] تم یا مکار ، حور نا ہو بدکار
تھوڑے ہوئے نا[14] پر زردار پیسے سے
لاکھ ہو نیک اطوار ، پوچھے نہیں کوئی زنہار
بیڑا تیرا ہوگا پار پیسے سے
لوٹ کر گردن مار ، خون کرے تلوار
کیسے بھر لے لیکن نار پیسے سے
ہیں گے وہی عزت دار ، دین دنیا کر کے خوار
آسودہ جو ہیں چار پیسے سے
اہل زر ہیں یاں جتنے ان سے پوچھے فتنے
کاٹتے ہیں وہ بھر زر عالم کے سر کتنے
اے دل ! کر تو بس یہ کار ، ہونا چاہے گر زردار
غافل ! رہ اب ہشیار پیسے سے

[جانا اسفل کا]

۱۲- دھن بھوپالی ، تال قوالی ۔
طرز انگریزی : My Grand Fathers clock ۔

باب پہلا

پردہ تیسرا[1]

تصویر خانہ

[دلنواز (کا) کرسی پر بیٹھے ہوئے اخبار پڑھنا ، جانباز (کا) مست ناز کی تصویر میں رنگ بھرتے ہوئے گانا ، مست ناز کی تعریف میں]

جانباز : غزل[1]

ہے[2] برقع میں جہاں کے تو ہی لاثانی نظر آیا
رخِ خورشید بھی دیکھا نظر مجھ کو قمر آیا
قفس سے جاؤں گا تیرے ، رہا ہو کر کہاں صیاد[3]
کہ تیرے دام میں آیا تو میں کٹوا کے پر آیا

[دلنواز (کا) اخبار پڑھتے پڑھتے چونک کر[4] حالِ جانباز پر افسوس کرنا]

دلنواز : گیا بازیچۂ اُلفت میں طفلِ دل تماشے کو
ہماری جان مارا[5] ، کھیل یہ اک کھیل کر آیا

دلنواز : غزل[6]

جو تو لاثانی صورت سمجھا اس تصویر خانے میں
وہی غارتِ گرِ دنیا و دیں ہے گی[7] زمانے میں

۱- دھن ضلع پیلو ، تال پشتو -
طرز : نگاہ یار ہم سے آج بے تقصیر پھرتی ہے -
۶- طرز مذکور -

بتانِ سیم تن جتنے ہیں بے شک زر پہ مرتے ہیں
ملے اکسیر عشاقوں کو یہ کشتہ بنانے میں
فدا وہ اور پر ہے، تم ہو مستِ ناز در صدقے
کیا حاصل ایسی ہرجائی سے ہے پھر دل لگانے میں^

جانباز : ہمیشہ ہو دلِ عاشق کے بیچ جس کا قیام
پھر ایسے یار کا ہرجائی کون رکھے نام!
جفا و جور و ستم، ہے حسینوں کا یہ کام
پر ان کا عشق گوارا وہی کرے گا دوام۹
جو رکھے پلّے میں نقدِ وفا کا اپنے دام

دلنواز : ہے ایسا پیارے، وفا کرنا پُرجفاؤں سے
جفا کرے کوئی جیسا کہ باوفاؤں سے
بُروں کو چین دو، تم اپنی گر عطاؤں سے
ستاؤ نیکوں کو گویا بُری خطاؤں سے
وفا تو ہوگی نہ زنہار ناسزاؤں سے

جانباز : دے ناسزا کا نہ اس بحرِ خوبی کو تو خطاب
ہیں اس کے حسن کی موجوں کے سب حسین حُباب
جو عشق رکھتا ہے اس کا مرا دلِ بےتاب
ہماری کشتیِ جاں کے لیے بنا گرداب
اس آشنا کے لیے جان اپنی کھوؤں گا
میں اپنی ناؤ اسی بحر میں ڈبوؤں گا

دلنواز : جہازِ عشق نہ اس بحر میں چلا پیارے
دغا کے سنگ ہیں اس میں تو جا بجا پیارے

نہنگِ مکر ہے بس اس میں ند بلا پیارے
نہ اس سے کشتی ہوئی[10] کوئی بھی رِہا پیارے
تو جانتا نہیں موجوں کو اس کے اندر کی
نہ اندائی تجھے کرے دے گی دم بھر کی

جانباز : یہ تیرا کہنا غلط ہے ہزار بار غلط
وہ سادہ رو نہیں کرتی ہے مجھ کو پیار غلط
یہ جانوں میں کہ وہ ہے مجھ پہ جاں نثار ؛ غلط
پر اس کے خط ہوں بھلا کیسے بے شمار غلط
لڑھا گیا ہے تجھے کوئی نابکار غلط

دلنواز : غلط کہے کوئی ، اخبار تو نہیں ہے غلط
بتائیے اس میں تو اک فقرہ بھی کہیں ہے غلط[11]

[دلنواز اخبار دکھاتی ہے ، جانباز پڑھتا ہے]

جانباز : اشتہارِ کتخدائیِ امیر ابن امیر
شان و شوکت ، مال و دولت میں نہیں جس کا نظیر[12]
اُس کی زوجہ تھوڑے دن میں ہو کے ہوگی سرفراز
دخترِ برزخ ، جواں ہے ، نام جس کا مست ناز

[حیران ہو ، دلنواز سے[13]]

کیا صحیح یہ بات ہوگی ؟ پیاری دل سے غور کر
پہنچی ہے مخبر کو یہ اُڑتی ہوئی جھوٹی خبر

[جانباز (کا) دلنواز کو مست ناز کی تصویر دکھلا کر[14]]

بھولی بھولی ایسی صورت جس کا یہ نازک بدن
تہمتیں کیوں اس پہ یا رب! رکھتے ہیں سب مرد و زن

[دلنواز مست ناز کو روبرو آتے ہوئے دیکھ کے جانباز سے]

دلنواز : غزل[15]

تری جس کے اوپر فدا جان ہے
یہاں دلبر آتی وہ اس آن ہے
وہ کرنے کو آتی ہے پھر کچھ فریب
خرابی کا پھر تیرے سامان ہے

جانباز[16] : جو گھر میرے آئے وہ میرا حبیب
کہاں ہیں بھلا ایسے میرے نصیب

[جانباز ، مست ناز کو دیکھ (کر) دلنواز سے]

ذرا پیاری اس دم تُو اندر تو جا
ہے شادی سے احوال میرا عجیب

[دلنواز (کا)[17] بیزار ہو کے جانا ، مست ناز (کا)[18] منتظر آنا ، جانباز (کا) [19] تعظیم سے اٹھانا]

مست ناز : غزل[20]

بھلا دل سے جانباز بس پیار تو اب
نہ معشوق میں ہوں ، نہ ہے یار تو اب

۱۵- دھن کالنگڑا ، تال چاچر -
طرز : مجھے تجھ سے ملنے کا ارمان ہے -
۲۰- دھن پیلو ، تال چاچر -
طرز : کسی مست کے آنے کی آرزو ہے -

مری ، زندگی سے ہے بس جان عاری
مجھے موت دے میرے غفار تو اب

جانباز : غزل[21]

وہ مجھ پہ فدا کر چکا ، جو پیار تھا دل میں
کچھ پیار سوا اور نہ زنہار تھا دل میں
اقرار تھا تو تیرا ہی اقرار تھا دل میں
جز[22] تیرے سوا غیروں سے انکار تھا دل میں
تھا[23] قبلے کا کعبے سے تو کیوں منہ کو پھرایا
ظاہر ہوا جو تیرے ستم گار تھا دل میں

مست ناز : جو ہونا تھا وہ ہو چکا ، اس کا نہ غم کرو
اتنا خدا کے واسطے مجھ پر کرم کرو
یا دل پہ اپنے جور کرو یا ستم کرو
معشوقیت سے اپنی رِہا اے صنم کرو
جانو غلط نکاح کے قول و قرار کو
تقصیر اتنی بخش دو تقصیر وار کو

جانباز : معلوم اب ہوا ، تھا غلط آپ کا قرار
تحریر پر بھی اب تری رکھوں نہ اعتبار
اے مست ناز ! جسم سے جاں جائے ایک بار
پر تیرا عشق دل سے نہ جائے گا زینہار

۲۱- دھن اساوری ، تال دادرا ۔

۲۳ : جانے دے ، چھوڑ دے مجھے ، ہمراہ شاہ کے ۔
(طرز کے لفاظ غزل کی بحر کے مطابق نہیں ۔ غالباً غلط لکھے گئے
ہیں ۔ مرتب)

آئی ہے امتحاں کو کیا جاں نثار کے
کہہ دے تو رکھوں سر ترے پا پر اتار کے

[جانباز (کا) عاجزی سے پیروں پر سر جھکانا ، مست ناز اس کا[24] سر اٹھا (کر) چھاتی سے لگا کے کہنا]

مست ناز : سر کا ترے اے دوست ! نگہ بان خدا رہے
ہر دم دعا ہے میری ، تو شاداں سدا رہے
کس کو حسد تجھ سا نہ خوش رو بھلا رہے
چاہے تو جس کو دل سے ، وہ تجھ پر فدا رہے
کر اور کو قریب مگر مجھ کو دور کر
معشوق کوئی مجھ سے حسیں کو ضرور کر

جانباز (بے قرار ہو کر) :

کس طرح چھوڑ کر تجھے اے حور مست ناز
دیوانہ ہو ، پری کروں منظور مست ناز
کیوں ہونے[25] مجھ سے چاہتی ہے دور مست ناز
جاں بر نہ ہوگا یہ ترا رنجور مست ناز
واللہ ہجر میں ترے مر جاؤں گا صنم
تو جاتی ہے ، میں جاں سے گزر جاؤں گا صنم

مست ناز : کھا کھا کے غم ، نہ دل کو جلا میری جان تو
کیوں عشق میں ہوا ہے مرے ناتوان تو
کر دور دل سے رنج ، کہا میرا مان تو
چھٹتا ہے زندگی تو مرا چھوڑ دھیان تو
للہ مجھ کو کر مرے اقرار سے رہا
پابند ہوں تری ، مجھے کر پیار سے رہا

جانباز : (خفا ہو کر خنجر کمر سے نکال کر مست ناز کو دیتے ہوئے)

خنجر لے ، پہلے مجھ کو اے دلدار قتل کر
لاشے کو پھر نہلا کے غسل کے ، کرتا لحد میں دھر
پھر لے کفن کے ڈال مرے خاک جسم پر
کر دفن ، شعر لکھ یہ مری قبر پر ، مگر
یہ اس کا ہے مزار جو حسرت میں مر گیا
اک بے وفا صنم سے وفاداری کر گیا

مست ناز : قائل وفا کی تیری ہوئی سو بار دل ربا
تو میرا جان نثار ہے دلدار دل ربا
آزاد کر دے ، ہوں میں گرفتار دل ربا
کر عرض یہ قبول مرے یار دل ربا
لکھے جو میں نے تجھ کو ، وہ سب پرزنامے دے
واپس وہ ، یعنی عشق کے اقرار نامے دے

جانباز : رہتا ہے جیسے داغ ہمیشہ قمر کے ساتھ
جیسے افق نمود سدا ہے سحر کے ساتھ
جس طرح جان رہتی ہے جسمِ بشر کے ساتھ
بستہ ہیں آنکھیں جیسے کہ تارِ نظر کے ساتھ
ہیں یوں ہی نامے وہ ترے میرے جگر کے ساتھ

مست ناز : [گھبرا کے مسہری سے اٹھ کر بیٹھتی ہے]

غزل[۲]

نہ ہم سے اجی بے وفائی کرو
وہ کاغذ دو ، دل کی صفائی کرو

۲۔ دھن کانگڑا ، تال دادرا۔
۳ میں کیا ستاتا ہوں ، کیا ستاتا ہے کون۔

نہ بھولوں گی تا عمر احسان یہ
جو تم میری مشکل کشائی کرو
مجھے دام میں تم نہ رکھو اسیر
برائے خدا اب رہائی کرو

[جانباز میز سے اخبار کا پرچہ اٹھا ، مست ناز کو دے کر]

جانباز[۲۸] : خجل ، راز کے ہو نہ اظہار میں
لکھا ہے یہ کیا ، دیکھو اخبار میں
پسند آ گیا تم کو ابن امیر
رہو جا کے پہلوے اغیار میں

مست ناز (اخبار پڑھ کر شرمندہ ہو ، کہنا[۲۹]) :

کہیں آپ سے جھوٹ کیا اے عزیز!
صحیح ہے یہ سب کچھ لکھا اے عزیز!

جانباز (خفا ہو کر[۳۰]) :

صحیح لکھا ہے پر جفا مست ناز !
تو بکتی ہے کیا بے وفا مست ناز !
تھا یہ قول تیرا تو اے نابکار!
کہ تجھ پر رہوں گی ہمیشہ نثار
نہیں کچھ زبانی یہ تقریر ہے
خطوں میں صحیح تیری تحریر ہے
جفا تو نے کی مجھ سے ناچار پر
سدا لعن ہو تجھ سی مکّار پر
مجھے چھوڑا ، دل اہل زر کو دیا

مرا نام عالم میں بد کر دیا
تجھے چین سے رکھتا جو اپنے گھر
کما سکتا تھا کیا نہ میں اتنا زر

مست ناز۔ نہ اتنا جنوں سا اب طور کر
مرے حال پر رحم سے غور کر
شب و روز محنت کرے تو اگر
نہ ابن امیر ایسا ہو کرّ و فر
نوکری میں جا اس کے گھر تاج دار
غلام اور لونڈی جہاں ہیں ہزار

خدمتگار (باہر ہو کر):

میں سمجھا تری گفتگو مست ناز
ستانے کو آئی ہے تو مست ناز
تونگر کی بانو تو لاریب ہے
مرے گھر میں رہنا تجھے عیب ہے
زبر ہے تو رخصت ہو اب زیر سے
کہ گاڑی کھڑی ہے تری دیر سے

مست ناز: غزل[۳۱]

مہماں کو اٹھاتے ہیں بھلا یوں کوئی گھر سے؟
سائل کو سخی کوئی اٹھاتا نہیں در سے
میں تیرے بھی پاس آتی رہوں گی مرے پیارے
جو ایسی جدا ہوتی نہیں ہوں ترے بر سے

۳۱۔ ... ضلع، تال دادرا۔
— ... باپ کا بیٹا نہیں اچھا۔

واپس مرے خط دو تو ابھی جاؤں مکاں کو
خالی نہیں جا سکتی ہوں تحریروں کے ڈر سے

جانباز : میں چلے دیتا ہوں تری عیاری آگے کب
مجھ پر فریب تیرا تو ظاہر ہوا ہے سب
ابن امیر آیا ترے دام میں غضب !
واقف نہیں ہے مکر سے تیرے وہ اس سبب
وہ خط تمامی اس کو دکھاؤں گا جا کے سب

مست ناز (جانباز کے گلے میں ہاتھ ڈال کے[۳۲]) :

ہیں ہیں ، خدا کے واسطے ، یہ بک رہا ہے کیا ؟
جانباز ، بے مروتی اتنی ! ہوا ہے کیا ؟
حاصل کسی نے ایسی بدی سے کیا ہے کیا ؟
میری برائی کرنے میں تیرا بھلا ہے کیا ؟
میں نامراد ہوں ، یہ ترا مدعا ہے کیا ؟

جانباز : اس کا بھلا کریں جو ہمارا برا کرے "
دنیا میں ایسے کام ہماری بلا کرے
تم بے مروتوں سے مروت تو کیا کرے
ہر اک جناب حق میں یہی التجا کرے
بدکاروں کی امید نہ پوری خدا کرے

[جانباز مست ناز کے ہاتھ اپنے گلے سے علیحدہ کرتا اور جھٹک کر اندر مکان میں چلا جاتا ہے[۳۳]]

مست ناز (عالم حیرت میں[۳۴]) :

بے شک فلاسفہ نے یہ دی اپنی رائے خام
یعنی بدی بشر سے بشر کو ہوئی حرام

آخر نکل سکے نہ بھلائی سے میرے کام
پھر کیوں برائی سے نہ ہو مطلب کا اہتمام ؟
مطلب کے واسطے ہی تو پیدا ہوئے تمام

[جمعدار واپس آ اور سب یار کو رخصت
کرنے کی کوشش کرنا[35]]

جانباز : **ٹھمری**[36]

ایسی کیوں گھڑی فکر میں ہو اے بانو !
تمہیں ہو گئی دیر جانو۔۔۔گھڑی
مکان یہ تمہارے لائق نہیں ہے
کہوں کیا ، برا تم نہ مانو۔۔۔ نہیں

مست ناز (دو زانو بیٹھ کر جانباز کو منانے کے لئے[37]) :

ٹھمری

ارے میں نے رو رو کے بھی منایا
نہیں کچھ تمہیں رحم آیا۔۔۔رو رو
رہو باز تم قصد سے آج اپنے
کرو کل جو کچھ دل کو بھایا۔۔۔نہیں کچھ
سن لو عرض اب اتنی ہماری
بھلا سخت دل کیوں بنایا۔۔۔نہیں کچھ

جانباز : جاؤ کل ہی دیکھے گا وہ خط ، امیر ابن امیر
آج کرتا ہے تحمل آپ کی خاطر فقیر

۳۶۔ دھن بہاگ ، تال قوالی ۔
طرز : میں تو پیا جی کو ڈھونڈنے جاؤں ۔

مست ناز (جاتے ہوئے جانباز سے) :

بھولیے وعدہ نہ اپنا ، خبر اب جانی ہوں میں

(اپنے آپ سے[38])

آج ہی اسفل سے اس کو قتل کرواتی ہوں میں

[جانا مست ناز کا]

جانباز : (بے قرار ہو کر[39]) **ٹھمری**[40]

یارو کیسی ہے سکل وفا ، دو بتا
میں بھی دیکھوں ذرا ، ملتا نہیں مجھ کو پتا— یارو
جب کہ ملی وہ ، دل انساں ہی میں نہ مجھ کو تو
کیا ملے گی عرش پر بھلا
یا خدا ، ہوں وفا کا میں گدا
صبر دل کو میرے کر عطا—یارو

[جانباز معموم کھڑا رہتا ہے ۔ دلنواز آتی ہے[41]]

دلنواز : **ٹھمری**[42]

اب کہنا باور آیا ہمارا
کچھ بھی وہ تیری دل آرا ،
واہ پارہ ، تجھے جانتی پیارا
یا کہ وہ تھا مکر سارا—اب کہنا
عورت کی ہے ذات بھولی بظاہر
پھندے میں ان کے نہ پھنس خدا را—اب کہنا

۴۰۔ دھن دیس ، تال دادرا ۔
طرز : ہم پہ کیسی ہوئی جور و جفا ۔
۴۲۔ دھن پرج ، تال پنجابی ٹھیکہ ۔
طرز : من سبھا تو نے لے آئی (؟)

جانثار : غزل[۴۳]

اپنے بھی سچ ہے وہ مجھ سے بے وفائی کر گئی
پھر بدولت وہ صنم بے اعتنائی کر گئی
آہ تیرا اس میں مستِ ناز کیا ہوتا بھلا
عشقِ بے بس سے جو ایسی برائی کر گئی
وصل یا رب! جسم سے اب کس لیے ہے جان کا
جو کہ میری جانِ جاں ہے وہ جدائی کر گئی

دلنواز : آئینہ لے کے دیکھو، ہوا چہرہ کیسا زرد
روتا تھا صبح شام تو کر کر کے آہِ سرد
دنیا کے لاغروں میں تو لاغر ہوا ہے فرد
یہ رنج تیرا دیکھ کے، ہے میرے دل میں درد
ہر دم یہ دھیان آتا ہے مجھ ناتوان کو
پاؤں کی میں کہاں سے چھپا کے نشان کو

جانثار (اسفل کو آتے دیکھ کے دلنواز سے) :

دلنواز! آتا ہے یاں تصویر کھنچوانے کوئی
تو ذرا جا گھر میں، ہے یہ کون کیا جانے کوئی

[دلنواز اندر جاتی ہے۔ اسفل سپاہی کے لباس میں اکڑتے ہوئے آتا ہے[۴۴]]

اسفل : گانا[۴۵]

چلو چلو جلد چلو، اب نہ دم لو بھائی، آئی کمائی ــــ چلو چلو
کچھ ہے کام نیک نام، جلد کرو، کیسے بھرو، مال و زر اشرفی لو
زود ہو نواب تک رسائی ــــ چلو چلو

۴۳- دھن بھیرویں، تال پنجابی ٹھیکہ۔
طرز: کیا خزاں آئی چمن میں شجر گل جاتا رہا۔
۴۵- دھن ضلع بلاول، تال دادرا۔
طرز انگریزی: چلو چلو شادی رچی۔

[اسفل جانباز کو خط دے کے جاتا ہے
دلنواز خط کھول کر پڑھتا ہے اور خوشی سے[۳۶]]

جانباز : جلد آ اے دلنواز ! ہم پر ہوا فضل خدا
نامہ اک نواب نے بھیجا ہے اس کو پڑھ ذرا

[دلنواز آتی ہے[۳۷]]

نو بجے شب کو بلایا ہے مجھے اس نے ضرور
کھینچوں تصویر اس کی ، محنت میں کروں میں کیوں قصور
عمر ناحق ضائع کی اس بے وفا کے عشق میں
آئی ہم پر مفلسی اس پر جفا کے عشق میں

دلنواز (کچھ سوچ کر[۳۸]) :

کہیں شب کو نہ جانا ، کہنا میرا مان اے پیارے
سکونِ بد سے آیا ہے مجھے یہ دھیان اے پیارے

جانباز : لباسِ فاخرہ میرا ابھی صندوق سے تو لا
نہ رکھ وسواس کچھ دل میں ، نگہ باں ہے خدا میرا
کہوں کیا ، عورتوں کی ذات ہو ، کم فہم ہے تم میں
شگون بد اور مہورت اچھی ، یہ سب وہم ہے تم میں

[دلنواز جاتی ہے ، جانباز مست یار کے خط جیب سے
نکال کر انھیں بوسہ دیتا ہے[۳۹]]

یہ خط اس بے وفا کے ہیں انھیں رکھوں جگر کے ساتھ
سبب سے ان خطوں کے اس کی رسوائی ہے میرے ہاتھ

[آنا ایک غریب مصوّر کا سامان مصوّری لیے ہوئے[۵۰]]

مصوّر : گانا[۵۱]

نہ ڈالے کسی پر خدا مفلسی
کہ ہے آدمی کی قضا مفلسی
کہ بچے مرے مرتے ہیں بھوک سے
نہیں دیتی ہے ہے غذا مفلسی
مجھے کام دو کچھ خدا کے لیے
ہو جس سے کہ میری فنا مفلسی

جانباز : غزل[۵۲]

اگرچہ کہ اپنا بہت غم ہے مجھ کو
مگر درد تیرا بھی ہم دم ہے مجھ کو
اے بھائی ! تو میرا ہے یار قدیمی
مروت نہیں کچھ تری کم ہے مجھ کو
میں کام اپنا دیتا ہوں تجھ کو ، نہ کر غم
کہ اب شکر و شہد بھی سم ہے مجھ کو

[جانا دونوں کا]

۵۱- دھن بہاگ ، تال چاچر -
طرز : مجھے کون گھر سے لایا یہاں -
۵۲- دھن جھنجھوٹی ، تال چاچر -
طرز : ذرا وصل پر ہو اشارا تمہارا -

باب پہلا

پردہ چوتھا

شجاع الدولہ کا محل[1]

(شجاع الدولہ اور آصف داخل ہوتے ہیں)[2]

شجاع : غزل[3]

اک پری رو نے ہمیں مارا نظارا مار کر
آہ بیٹھی ہے دلِ بے کس ہمارا مار کر
گلشنِ عالم میں نام اس گل کا مستِ ناز ہے
اپنے بلبل کو وہی چھوڑا قضا را مار کر

آصف : حیرت ہے ، جان کر مجھے صاحب کے راز کو
زیبا نہیں نہ آپ سے مسکیں نواز کو
للہ چھوڑو عشقِ دل و جان گداز کو
زنہار بھائی چاہو نہ تم مست ناز کو
پہچانتا ہوں خوب میں اس جعل ساز کو

شجاع : گر چاہے میری دوستی اے نیک کار تو
کر میری دل ربا کی مذمت نہ یار تو
کس طرح ہو کے آیا مرا غم گسار تو
کرتا ہے میرے زخم جگر پر ہی وار تو
پردے میں دشمنی کے نہ کر ہم سے پیار تو

۳- دھن کوسیا ، تال پستو ۔
طرز : تجھ کو غیروں سے نہ ملنا اے ستم گر چاہیے ۔

آصف : هر دم تو اپنے یار کو اغیار مت سمجھ
اعیار جو کہ ہیں[4] انھیں تو یار مت سمجھ
صحت جو تیری ہے اسے آزار مت سمجھ
قاتل ہے جو طبیب اسے زہار مت سمجھ
ہم سے تو ہوگی دوست پہ اپنے جفا نہیں
دیکھے کہ مست نار سے پر تو وفا نہیں

شجاع : **غزل**[5]

بہتر ہے جفا یار کی غیروں کے کرم سے
عاشق کہیں ہم سے بھلا ڈرتے ہیں ستم سے؟
راحت کے اگر ہوتے جو عشاق طلب گار
غم کھانے کو آتے نہیں ہستی میں عدم سے
پھر جائے زمانہ یا پھرے مجھ سے خدائی
کافر ہوں جو پھر جاؤں کبھی اپنے صنم سے

[دلنواز آہ و زاری کرتے ہوئے آتی ہے]

دلنواز : **ترانہ**[6]

تو نظر مجھ پہ کر، تجھ پہ گر ہو اثر
یار تیرا کدھر، کھو گیا لے خبر!۔۔۔تو نظر
پرسوں شب کو وہ گھر چھوڑ کر بے خطر
اک جگہ کام پر تھا گیا بھر زر۔۔۔تو نظر

۵۔ دھن کالنگڑا، تال دادرا۔
طرز: مستی لب رنگیں پہ جانا نہیں اچھا۔
۶۔ دھن بھیرویں، تال چاچر۔
طرز: تنا دیم تنا دیم تنا درنا۔

قتل کا اُس کے ڈر مجھ کو ہے نام‌ور
یار تیرا کدھر کھو گیا لے خبر! ـــ تُو نظر

آصف : دشمنی کو وہ زمانے کی سمجھتا تھا حرام
دوستی سے ہی لتا رہتا تھا یاروں کا غلام
دھیان میں اپنے ہی ہیسے کے وہ رہتا تھا مدام
کچھ ھوس اُس کو نہ تھی نہ حرص سے تھا اُس کو کام
ایسے کا خون کوئی چاہے گا، یہ ممکن بھی نہیں
آدمی کیا اُس کو ایذا دے، کوئی جن بھی نہیں

دلنواز : دیو، جن، بھوت یہ سب پہلے تھے شیطانوں میں
وہ مگر آ گئے ہیں ان دنوں انسانوں میں
انس کو انس نے چھوڑا، ملے حیوانوں میں
فائدہ چاہتے ہیں اوروں کے نقصانوں میں
اُس نے مارا ہے اُسے جس نے اُسے۱۰ پیار کیا
اُس کا قاتل ہے وہی جس نے جسے یار کیا

شجاع : دوست آصف کا تھا وہ، ہم سے بھی تھی یاری کچھ

آصف : ہاتھ سے میرے نہیں اس کی ہوئی خواری کچھ

دلنواز : دوست ان سا کوئی یا تم سا کوئی ہوتا یار
تو وہ جانباز کو ہونے نہیں دیتا یوں خوار
عمر بھر جس کی محبت میں وہ رویا افسوس
شاید اُس نے ہی اُسے جان سے کھویا افسوس

آصف : وہ تو آشفتہ تھا مست ناز کا

دلنواز : فعل بد ہے یہ اُسی غمّاز کا

شجاع : اس فرشتہ خو کو حاصل خوں سے ؟
بات یہ کہنا کسی مجنوں سے

دلنواز : حاصلِ خوں نہ کہ تھا وہ تو فقیر
مل گیا پھر امیر ابن امیر

آصف : میں نے بھی دیکھا ہے یہ اخبار میں
وہ امیر اس کے پڑا ہے پیار میں

شجاع (مست دار کی صورت داری میں) :

غزل[۱۱]

یہ چرخِ نیلگوں گرد و غبار سے نہ چھپا
بلند اک بھی پست اک ہزار سے نہ چھپا
جو باغ خوبی میں بلبل ہوا ہے نغمہ سرا
وہ لاکھ زاغ و زغن کی پکار سے نہ چھپا
بدی سے نیک کی نیکی کو گو چھپاتے ہیں
کہ کار خیر تو پروردگار سے نہ چھپا

[شجاع ، آصف و دلنواز سے بیزار ہو کر چلا جاتا ہے[۱۲]]

غزل[۱۳]

دلنواز : جہاں میں نہیں یار کوئی کسی کا
نہ ہو پھر مددگار کوئی کسی کا

۱۱- دھن صلع سارنگ ، تال دادرا -
طرز : 'دکھاؤ دل نہ مرا تم اجی خدا کے لیے -
۱۳- دھن بھیرویں ، تال چاچر -
طرز : تمھیں یوں ھی کر بے قراری رہے گی -

نہ بیگانوں کو تم کہو اپنا اپنا
نہیں ہوگا زنہار کوئی کسی کا
کبھو پڑتا دامن پہ کیوں خوں کا دھبّا
نہ ہوتا ستم گار کوئی کسی کا

آصف : بات تو سچ ہے کہ عاشق تین دن سے گم ہوا
پر یقیں کس طرح ہم کو ہو کہ وہ بے کس موا
اور اگر مر بھی گیا تو کون سی ہے گی دلیل
جس سے خونی اس کی مست ناز ہو بے قال و قیل

دلنواز : پاس میرے کوئی ظاہر تو نہیں ایسی دلیل
ہے مگر باطن میں جیسی چاہیے ویسی دلیل
گم ہوا جس شب چچا زادہ مرا ، اے نیک نام
آئی تھی اس روز مست ناز قحبہ لے کے دام
مانگتی تھی نامے وہ ، اس نے کیے تھے جو رقم
پر نہ جانباز ان کے دینے پر ہوا ثابت قدم
اور یوں بولا کہ وہ دیکھے گا سب اس امیر
اپنی رسوائی سے بالکل ڈر گئی قحبہ شریر
بعد یوں جانباز سے بولی کہ اے اہل وفا
آج تو یہ میرے خط جا کر نہ تُو اس کو دکھا
چاہے تو کل شوق سے جانباز کرنا اپنا کام

آصف : بس کیا جانباز کو لاریب اس نے ہی تمام
پر ہے ناواقف امیر اُس کو جتانا چاہیے
بھیج کر خط شہر کے باہر بلانا چاہیے

[جانا دونوں کا]

باب پہلا

پردہ پانچواں

باغ

[آغا امیر کا عشق مست باغ میں کھڑے ہوئے ـ ساتھ مدبر اور خدمتگار ہیں۱]

اسیر ابن امیر : غزل[۲]

جہاں میں اس لطف زندگی تو ہر اک کو عالم سباب کا ہے
جوانی میں ہوتی ہے وہ مستی کہ جیسے نشہ شراب کا ہے
ہمیشہ رہتی اگر جوانی تو چاہیے عمر جاودانی
مگر ضعیفی ہے آخر آنی ، قریب وقت انقلاب کا ہے
ہوا ہے دل اس صنم پہ مائل جو حور وش ہے پری شمائل
مرقعِ دو جہاں میں قائل نہیں وہ اپنے جواب کا ہے

مدبر : غزل[۳]

رنگیں ہو کوئی گل تو کیا ، کچھ اس میں بو بھی چاہیے
لاکھ حسیں ہو کوئی پر ، خوے نکو بھی چاہیے

۲- دھن ضلع کھاج ، تال قوالی -
طرز : کھلیں گے شکووں کے حب کہ دفتر ادھر ہمارے ، ادھر تمھارے) -

۳- دھن ضلع ، تال دادرا -
طرز : پھر دوبارہ عشق کا دل پر اثر پیدا ہوا -

عالی نسب ہے آپ کا ، ہے کرّ و فر بھی شاہ سا
عشق ہے جس کا آپ کو پر آبرو بھی چاہیے
اک زن حقیر مست ناز ، آپ امیر سرفراز
پہلے تو اس کی خصلتوں کی جستجو بھی چاہیے

امیر : ہے وہ پاکیزہ سراپا صنعتِ رب صمد
کیوں نہ شیطانوں کے دل میں اس سے ہو بغض و حسد؟
پست بالا کو ہمیشہ چاہتے ہیں کرنا[۳] رد
لیکن اعلیٰ کو سدا رب العلیٰ کی ہے مدد
جس کا جی چاہے ، ہو اس کے حاسدوں میں مستند

مدبّر : صلح کا[۵] رکھتے ہیں جو ، ان کو نہیں ہوتا حسد
کرتے ہیں وہ غافلوں کی وہ نصیحت سے مدد
آدمی کو چاہیے کچھ تو تمیز نیک و بد
گر نہ مست ناز سے شادی کروگے اپنی رد
سمجھو گے آیندہ میری باتیں پھولوں کا سبد

امیر : غزل[٦]

جو آیندہ کی گر بشر کو خبر ہو
خدا بن کے بیٹھے ، وہ پھر کیوں بشر ہو؟
کہ پیشین گوئی لگے کرنے اب وہ
پسِ پشت اپنی نہ جن کی نظر ہو
نہ اس رونق بزم خوباں کی غیبت
کرو تم ، یہاں جو ابھی جلوہ گر ہو

٦- دھن بلاول ، تال چاچر -
طرز : نظر بد جو میرے پہ تیری رہے گی -

[اسفل (کا) ا لڑے ہوئے آنا]

اسفل : ع عرض بندہ کرتا ہے تسلیم اے بندہ نواز!

امیر : ع کہو اے اسفل! خیریت سے ہے ہماری مست ناز؟

اسفل : ع خیریت سے تو ہیں، پر کچھ رنج بھر کا غم بھی ہے

امیر : ع اس کو خوش رکھنے میں کیا عجب ہماری دم بھی ہے:

اسفل : ع ہوگی خوش، فوراً عطا ہیرے کا گر اک ہار ہو

امیر : ع اے مدبّر! ہار ہیرے کا ابھی تیار ہو

اسفل (اپنے آپ سے) :

واہ رے واہ مست ناز! اچھا ملا تجھ کو شکار

مدبّر : ع ریزۂ الماس جڑواتا ہوں صاحب اک ہزار

امیر : ع بیس ہیرے بھی بڑے جڑوانا تو اس میں ضرور

اسفل : ع وہ نہیں پہنے گی بانو گر ذرا ہوگا قصور

امیر (مدبر سے) :

ہاتھ کٹوا دوں گا اس میں خرچ تو نے کم کیا

مدبّر : اچھا صاحب! (اپنے آپ سے) بیسوا نے پڑھ کے افسوں دم کیا

[مدبر آداب بجا لا کر ہار بنوانے جاتا ہے۔ اسفل جیب سے مست ناز کا خط نکال کر امیر کو دیتا ہے]

اسفل : خط یہ لیجیے دے گیا اک شخص مجھ کو راہ میں
جاتا ہوں صاحب کی اب معشوق کی درگاہ میں

امیر : کہنا یہ ان سے کہ میں کل ہار لے کر آؤں گا

اسفل : بندگی لو! (اپنے آپ سے) آدھا حصہ میں بھی اس میں پاؤں گا

[اہل کار امدگی بجا لا کے جاتا ہے]

امیر : (خط کھول کر پڑھتا ہے[۹])

امیر ابن امیر! اے یار جانی!
جو سننا چاہو تم نادر کہانی
تو شب کو نو بجے گھر سے نکل کر
سہر کے باہر آؤ آپ چل کر
تمہارے خانداں کو ہے فضلت
تو پھر اوروں کی کیا ہے تم کو دہشت

امیر : (سوچ کر اہل کاروں[۹] سے)

رہو اس وقت پر تم سب خبردار
میں[۱۰] باہر شہر کے جاؤں گا اک بار[۱۱]

گانا[۱۲]

اہل کار : سنیے[۱۳] اہل اجلال ! واں جانے کیا ہے چال[۱۴]
سایہ[۱۵] کوئی جال ، شک ہم کو ہے کمال

امیر : یہ[۱۶] میری زندگانی جو ہوئی اب ہے فانی
تو ہو عدوے جانی کو میرے یہ خیال

اہل کار : صاحب تمہاری ثانی ہے کس کی حکم‌رانی
کیوں ہو نہ بدگمانی لوگوں کو ہے ملال
جو ہو رضاے عالی تو ساتھ ہم ہوں والی
جائیں نہ آپ خالی ، کچھ سوچیے مآل

۱۲- دھن بلاول ، تال کہروا -
طرز انگریزی : ویٹ فار دی ویگن -

اندر : جو ہے بھروسا رب پر تو غالب ہوں میں سب پر
نام اس کا ہے لب پر بس رکھتا ہوں ہر حال
مداریوں[17] کے میں دم پر چلتا نہیں ہوں دم بھر
دیکھوں دکھا جا کر، کرلوں گا قیل و قال[18]

اہل کار : کر مرضی ہی ہے جاؤ اور جا کے نصرت آؤ
دل کی مراد پاؤ، حامی ہے ذوالجلال[19]

[جانا اندر کے پیچھے سب کا[20]]

باب پہلا

پردہ چھٹنا

اندھیرا جنگل جس میں ایک تہ خانہ ہے[1]

[آصف دلنواز کے ساتھ آتا ہے[2]]

آصف : غزل[3]

چھوڑیں نہ بےوفاؤں سے اہلِ وفا عوض
گر ہم نہ لے سکیں گے تو لے گا خدا عوض
کیوں صبح و شام رہتی ہو تم آہ بےقرار
لینا ہے مست دُر سے جاں‌باز کا عوض
خط آج ہم نے لکھا ہے ابن امیر کو
آجائے وہ یہاں تو ملے برملا عوض
تہ خانے میں میں جاتا ہوں، تم برقع اوڑھ کر
اس جا کھڑی رہو، ابھی مل جائے گا عوض

[آصف تہ خانے میں جاتا ہے[4]]

دلنواز : غزل[5]

انھیں کو اے لوگو! نیک جانو شریک ہوں جو پرائے غم میں
پر اس زمانے میں مر رہا ہے ہر اک بشر اپنے اپنے دم میں

۳- دھن صلع، تال دادرا۔
طرز: جاتا ہوں قید خانے میں دلدار کو سلام۔
۵- دھن پرج کالنگڑا، تال قوالی۔
طرز: کٹی گناہوں میں عمر ساری الٰہی توبہ الٰہی توبہ۔

دلنواز : ع گناہوں میں ہے وہ کبیرہ گناہ

امیر : ع سراسر تو کاذب ہے اے بدلگام!

دلنواز : ع ذرا تھام کر غصہ کیجے[۸] کلام

امیر : ع بروں میں[۹] بری تو زنا کار ہے

دلنواز : ع وہ زانی سے بڑھ کر بد اطوار ہے

امیر : ع کیا ہے اری محبہ! کیا اُس نے خون؟

دلنواز : ع بلاشک، کیا اس نے کارِ زبون

امیر (غضب ناک ہو کر[۱۰]) :

نہ کہہ جھوٹ۔ کر بند اپنی زباں!

[سوار نکلتا ہے، دلنواز نہ خانے میں چلی جاتی ہے]

نہ غائب ہوئی! کیا بلا تھی یہاں
تصور کے ہیں پتلے سب دیو و جن
جو ہیں شکل انساں اُنھیں انس گن
کرامات و جادو بشر کے ہیں فن
ہیں سب شعبدے جو نظر کے ہیں فن

امیر : گانا[۱۱]

آدم زاد آدم زاد بد بلا ہے آدم زاد
اس کے فن شیطاں کو ہوں گے کب یاد
موجد ہے یہ سب کا، جانتا اپنی نہیں ایجاد
عیب چین غیب میں، سب میں ہے اُستاد — آدم زاد
موذی ہو کر یہ سب کا، عارف بنتا ہے رب کا

۱۱- دھن بھوپالی، تال قوالی۔
طرز انگریزی: راج گت دھما۔

مبتلا ہے تنہا مطلب کا ، دیکھو بے بنیاد ۔۔۔آدم زاد
مخلوقات حیوانی میں غالب ہے انسانی
گو نہیں زورِ جسمانی ، زور تو ہے یاد ۔۔۔آدم زاد
چاہتے ہیں انساں مکار ، یعنی خدا کو بھی اک بار
زور چلے تو بدکار ، ٹھگ کر ہوں دل‌شاد ۔۔۔آدم زاد

[امیر حیران ہوتا ہوا چلا جاتا ہے]

باب پہلا

پردہ ساتواں

دیوان خانہ

([1]مست ناز کا گاتے ہوئے نظر آنا)

مست ناز : **غزل**[2]

افسوس کس سے شکوہ کروں ، ہے جو رنج و غم
دیتی ہے مجھ کو میرے ہی دل کی بدی الم
ہیہات پھر بھی ہاتھ نہ آئے وہ میرے حظ
عاشق کا جن کے واسطے کروایا سر قلم
معلوم ہوتا ہے مجھے ، اسفل فریب کار
مکر و دغا سے دنیا ہے شاید نہ مجھ کو دم

[[3]مست ناز ۔ جھکائے وکر میں کیری ہے کہ شجاع ... ہے
اور مست ناز گھبراتی ہے]

شجاع : **غزل**[4]

ادھر دیکھے تو آنکھ اٹھا کر کوئی
کھڑا دست بستہ ہے آ کر دوئی

۲۔ دھن بہاگ ، تال دادرا ۔
طرز : کچھ غم نہ کر ، خدا کا ہے جو پر کرم سب ۔
۴۔ دھن برھنس ، تال چاچر ۔
طرز : پلا ساقیا ساغرِ بے نظیر ۔

ebooks.i360.pk

رہا حسن سے دہر میں اے صنم!
نہ عاشق کو اپنے ستا کر کوئی
رہے آہ محروم کیوں وصل سے
تمھیں اپنا دلبر بنا کر کوئی

مست ناز: محبت کی باتیں سنا کر کوئی
نہ خود روئے ہم کو رلا کر کوئی
ہوس اپنے دل میں ہے اے حال؟ عشق
ہمیں کیا کرے گا ستا کر کوئی
جو راہِ عنایت سے آئے یہاں
ڈوری کھلائے بنا کر کوئی

[مست ناز (کا) پان بنانا]

محبت: غزل[^2]

جوں بھوکوں وصل کے ارمان میں
ہے کنایہ آپ کے یہ پان میں
دو تم اپنا مصحفِ رخ چومنے
تا بری ہو مرے ایمان میں
جو ہوئے ہیں درمیاں اپنے قرار
بھولے ہو یا ہیں تمھارے دھیان میں؟

مست ناز: آپ خود آتے نہیں پہچان میں
کیا تھا وعدہ جس کو رکھتی دھیان میں؟
بت پرستی چھوڑو تم پھر خدا
آئے گا بے شک خلل ایمان میں

۱۔ دھن بروا، تال پشتو۔
۲۔ ر: چسم گریاں سنہ بریاں سینکڑوں۔

آئیے پھر ، اب تو مجھ کو کام ہے
لفظ رخصت کا لکھا ہے پان[8] میں

[مست ناز (کا) گلوری دے کر جانا ، شجاع روک کے]

شجاع : گانا[9]

آگے قدم نہ بہرِ خدا اے صنم بڑھاؤ
بے اعتنائی کرکے ہم ایسی نہ ہمارا الم بڑھاؤ ۔ آگے
ہم سے نہ مست ناز کرو بے وفائی تم
اغیار سے اے رشک چمن ، غنچہ دہن ، چاہ کم بڑھاو ۔ آگے

مست ناز : کس جانور کا نام وفا ہے ، میں جانوں کیا
مطلب تم اپنا بولو ، زبان کھولو ، نہیں تو قدم بڑھاؤ آگے

شجاع : ع مطلب یہی ہے ، ڈوبے رہو میری چاہ میں
مست ناز : ع میں خوار ہو گئی ہوں تمھاری نگاہ میں
شجاع : ع ہیں خوار سب نگاہ میں ، ذاتِ خدا سوا
مست ناز : ع اور ہم میں کچھ نہیں ہے صفاتِ خدا سوا
شجاع : ع بُت بھی خدائی کرتے ہیں ، شانِ کریم ہے
مست ناز : ع دیکھو نہ غور بُت بھی نشانِ کریم ہے

[شجاع (کا) دو زانو بیٹھ کے منانا]

شجاع : ع تو اے کریم! اب نہ گدا کا سوال رکھ
مست ناز : ع دل میں نہ وصل کا مرے ہرگز خیال رکھ

۹۔ دھن سدھرا ، تال دادرا ۔
طرز : پڑسونو کوئی بھی کسمیارے بول ( )
(حافظ عبداللہ نے اپنے مرتبہ کردہ نسخے میں ...
اسے ''گجراتی گربی'' لکھا ہے)

شجاع : ع ہوگا وصال کس کا مرے دل اثر سے ؟

مست‌ناز : ع منسوب ہو چکی ہوں میں ان امیر سے

شجاع . جانباز سے تو پہلے تھی منسوب ریک حور
نسبت کیوں اس سے ٹوٹی ، کہنا اس نے کیا قصور ؟

مست ناز : میں نے سنا کسی سے ہے اس کا تو خون ہوا
منسوب میرے ساتھ بھلا تب وہ کیا مرا ؟

شجاع : ع تو نے ہی خود کہا تھا ، یہ کیا تھا بیاں غلط ؟

مست ناز : ع کہتی ہیں میں اپنے ذہن میں زبان غلط

شجاع : ہوگا غلط ، پر اب مجھے دیتی ہو کیا جواب ؟
چھوڑو میری ذو ، کرو اب مجھ کو کامیاب

مست ناز : (ادب سے)
سچ کہنا تم بھی ہو گئے ہم سر امیر کے ؟
(ہنس کر) در پر گدائی کیجیے اس کے فقیر کے

شجاع . (خفا ہو کر) گانا[۱۱]

جانباز تم نہ جانو ، بس منہ سنبھالو بانو
خونی تم ہو بانو . میں لوں گا انتقام
خود میں سنا ہوں کانوں ، سب خط تمہارے بانو
یہ بات دل میں جانو . ہے بد کا بد انجام
تم کو خونی عام جانیں تب ہے نام
مجھ کو رخصت دیجیے گا ، میرا مجرا لیجیے گا
تم کو خونی عام جانیں تب ہے نام
اب سے آپ کیجیے گا خوب سنبھل کر کام

دھن جھنجھوٹی ، تال قوالی ۔

[۱۱] ۔۔۔ مقدم از ۔۔۔

[شجاع (کا) پیچ و تاب دکھاتے ہوئے جانا[۱۱]]

مست ناز : (کف افسوس مل کر)

آئے نہ ہاتھ نامے وہ ، ناحق کو خوں ہوا
جو کام سرخ رو تھا مرا سر نگوں ہوا
جانباز مر گیا ، نہ ملے خط ، زبوں ہوا
اسفل سے ڈرتا جی ہے ، یہ کیسا فسوں ہوا
مل جائیں خط وہ ، پھر تو سروکار کس کی ہے
اپنے[۱۲] عدو ہزار ہوں ، درکار کس کی ہے

[آنا اسفل کا گاتے گاتے]

اسفل : گانا[۱۳]

شرکت ہوگی یا زر دوگی
ہار ہیرے کا جو لوگی
دام میں جس کو[۱۴] تم نے لایا
میں نے اس کو اُلو پایا
چاہو جتنی لے لو مایا
شرکت ہوگی یا زر دوگی
دم تمھارا اے دل آرا
بھرتا ہے وہ ہو کر سوگی
تم پر ہوگا رب کا سایہ
ایسا غنی جو ہاتھ آیا
مانگو جی کو جو کچھ بھایا
شرکت ہوگی یا زر دوگی

۱۳- دھن کلیان ، تال قوالی ۔
طرز انگریزی : کھاری پوری گھی سا پوری ۔

مست ناز : اسفل رہِ جفا میں تو همت نه هارنا
جو قرض سر چڑھایا ہے وہ مت آتارنا
بس جانتا ہے تو ارے باتیں بگھارنا
آتا نہیں ہے کام کا اپنے سنوارنا
جانثار کو تو مارا ، یه هم نے یقیں کیا
پر نامے اس کے پاس سے لے کر کسے دیا[۱۵] ؟

اسفل : هم نے تو اُس کو قتل کیا ، چاهو لو قسم
خط اُس کے پاس نکلے نہیں کیا دکھائیں هم ؟
میں خوب سمجھا جس کے لیے دینی هو یه دم
هیرے کے هار میں مجھے بس دوگی حصه کم
دینے خبر وہ[۱۶] خون کی ، حاکم کو جاتا هوں
میں لے کے پھانسی اور تمھیں سولی چڑھاتا هوں

[اسفل جانا[۱۷] چاهتا ہے ۔ مست ناز کا حائل هو کر منانا]

مست ناز : احمق ٹھہر! یه کام نه اتنا شتاب کر
جاں دے کے اپنی تو نہیں مجھ کو خراب کر
هیرے کا هار آنے دے ، مت اضطراب کر
پر خط کی جستجو سے نه تو اجتناب کر
جب تک نه هاتھ آئے وہ ، ہے فکر جان کی

[امیر کو آتے دیکھ کر]

لو آتی ہے سواری مرے مہرباں کی

[امیر کا آنا اور مست ناز کو پیار سے گلے[۱۸] لگانا]

مست ناز : کس گل کی آئی بُو جو معطر دماغ ہے
دل بلبل حزیں کا هوا باغ باغ ہے

امیر : **غزل**[۱۹]

بے پردہ ہے تو ، اب کہاں ایمان کسی کا
ہندو ہے کسی کا ، نہ مسلمان کسی کا
آئے ہیں بہت ناصحا ! گو تجھ سے بھرا ہے
مانے گا نہ کہنا دلِ نادان کسی کا
وہ ہار تو تیار ہے ، لے آ اسے اسفل
تا زیبِ گلو ہو وہ اسی آن کسی کا

اسفل : (امیر کو خوش دیکھ کر[۲۰])

گر ان کو اک زمانے کے زیور سے لاد دو
تانبا بھی ہم کو مت دو ، انھیں زر سے لاد دو
گر ان کو اطلس اور مشجّر سے لاد دو
ہم کو بھی ایک گاڑھے کی چادر سے لاد دو
نوکر انھی کے ہم بھی تو اے نیک فال ہیں
ہم بھی شریک حصے میں بے قیل و قال ہیں

امیر : لے تو بھی اک دوشالہ مدبر سے مانگ ، جا !

مست ناز : بارِ دگر نہ دینا کبھی ایسی دانگ جا!

[اسفل کا جانا ، امیر (کا) مست ناز کو ہے لگا کر کہنا]

امیر : آفت ادائیں ہیں تری ، اور غمزے قہر ہیں
بس جلتے تجھ سے اس لیے خوبانِ دہر ہیں
اے مست ناز! کیا کہوں ، تجھ پر ہو خاص و عام
اک بے گنہ کے خون کا رکھتے ہیں[۲۱] اتہام

۱۹- دھن ضلع ، تال دادرا ۔
طرز : اے رشک مہر دل کا جلانا نہیں اچھا ۔

مست ناز : **غزل**[۲۲]

فرشتوں سا بھی عالم میں جو کوئی ہو گیا ہوگا
نہیں وہ بھی زبانِ خلق سے ہرگز بچا ہوگا

دوہا

مریم کو کہیں قدرتی ہے ملو خدا کا نام
مانند روح اللہ کے سمجھیں[۲۳] خاص و عام
خیال ہم کو نہ آیا خواب میں بھی یہ کبھی ہرگز
کہ ہم سے غیرتِ خوبانِ عالم بے وفا ہوگا

دوہا

دو تن اک جان ہو گئے ، میں اور میرا یار
خوش نہیں آتا تجھے اے چرخ کج رفتار
نہیں ہرگز ملال آنے کا اب آئینۂ دل میں
کہو ، کیا تیری گردش سے مرا دل پر خدا ہوگا

امیر : **غزل**[۲۳]

کان جو رکھتے ہیں ، وہ سب کا کہا سنتے ہیں
یا کہے کوئی برا ، یا کہ بھلا ، سنتے ہیں
عالم الغیب وہ ہے ذاتِ خدا ، لیکن ہم
خون تم نے کسی بے کس کا کیا ، سنتے ہیں
کہنے والوں کی زباں کرتا نہیں بند کوئی
بے وفا کا بھی سخن اہل وفا سنتے ہیں

۲۲- دھن بروا ، تال پشتو ۔
طرز : کہاں تک اس کو سمجھاؤں ۔
۲۳- دھن بھیرویں ، تال دادرا ۔
طرز : ہوا کے کرار سے صیاد پھر آیا آلتا ۔

مست ناز :

غزل[۲۵]

دم میں دم بازوں کے اپنا عیسیِ دم آ گیا
عاشقانِ با وفا کا وقتِ ماتم آ گیا
بھر دیے ھیں کان میرے یار کے اغیار نے
دام میں شیطاں کے کیا جلدی سے آدم آ گیا
رام[۲۶] غیروں کے رھو تم جاؤ اے آھوے چشم
تم سے کر کے اب دل وحشت زدہ رم[۲۷] آ گیا

امیر :

غزل[۲۸]

غضب کے ھیں غمزے ، ستم کی ادائیں
بنے ھیں یہ ھم سے ، ھمیں دو دعائیں
زمانہ ھی جھوٹا سہی ، آپ سچے
کہو تو قسم آپ ھم اپنی کھائیں
دو کاکل کے بوسے ملو تم گلے سے
یہ دل دے کے لینے ھیں سر پر بلائیں

مست ناز :

ترانا[۲۹]

کبھی ضرور ھمیں تم اے پیارے !
اے پیارے اے پیارے !
ایسے گھڑ کے فقرے نیارے
مار ڈالو گے بے مارے

۲۵- دھن ایمن ھیان ، تال پستو ۔
طرز : کون میرا لے گیا دل ، آہ دل ! افسوس دل !
۲۸- دھن تلنگ ، تال حاجر ۔
طرز : کسی مست کے آنے کی آرزو ھے ۔
۲۹- دھن پرج کالنگڑا ، تال پنجابی ٹھیکہ ۔
طرز : در در تنوم تنوم تنا درنا ۔

ایسے تو ہیں مذاق سارے
پیارے نا کارے نا کارے — کبھی

انترا

کنولا کلیجا ہاے ہمارا
جانے نہ کیوں اے جانی آلٹا
ایسے بہتان او ناداں
ہیں ہم ، بے چارے ، بے چارے — کبھی

امیر : ہو بھولی نہایت ہی مری جان ابھی تم
مکروں سے زمانے کے ہو انجاں ابھی تم
بہتان کوئی رکھے ، غرض اس سے تمھیں کیا
کم سن ہو بہت ، اس سے بھی ناداں ابھی تم

مست ناز : اے جانی! یہ کیا بات ہے واللہ تمھاری
لونڈی نہیں اس دور سے آگاہ تمھاری
کیوں ہوتی ہے ، خود جانتے ہو آپ عداوت
واقف ہوئی میں ، جب سے ہوئی چاہ تمھاری

امیر : تم جس طرح سادہ[30] ہو یوں ہی دل بھی ہے سادہ
اور جان لو تم ، آپ کا مائل بھی ہے سادہ
بے سر ہیں اگر ہم ، تو ہیں بس آپ بھی بے تیغ
مفتوں بھی سادہ ہے تو قاتل بھی ہے سادہ

مست ناز : اب جلدی سے پورا مرا ارمان کرو تم
تیار ابھی شادی کا سامان کرو تم
دل تنگ ہے فرقت سے اے گل غنچے کی مانند
واصل ہو ، شگفتہ اسے اے جان کرو تم

امیر : سامان سب مہیا ہوا ، اب نہیں ہے دیر
کل شب پڑیں گے سیج پہ پھولوں کے تازہ ڈھیر
نوشاہ کا لباس پہنا ہوں جا کے میں
سب زیور عروسی سے ہو جاؤ تم بھی سیر

[امیر (کا) مست ناز سے بغل گیر ہو ، جانا ۔ اسفل (کا) ہار لے آنا[31] مدبر (کا) دبے پاؤں آ کر چھپ جانا]

اسفل : **گانا[32]**

ہار نو لے آئے ہم بانو ، یہ لے لو
نہ حصے میں ہو بیش و کم بانو یہ لے لو۔۔۔ہار
شادی سے ہو تم شاد ہم ہوں تا بامراد
دباؤ لاکھوں کی رقم بانو یہ لے لو۔۔۔ہار
تم دو جو مجھ کو ہار ، ہو بڑا میرا پار
مفلسی کا جاوے غم ، بانو یہ لے لو۔۔۔ہار
آتا ہے دل میں میرے ، یہ ہار جو مجھ کو ملے
پھر بندہ ہوگا شاہِ جم ، بانو یہ لے لو۔۔۔ہار

مست ناز : ع (ہار لے کر)
واہ وا نہ ہاتھ آیا ہار کیا !

اسفل : ع ایسا ویسا تم نے پایا ہار کیا ؟

مست ناز : ع آئینہ تو لا ، پہن کر دیکھوں اب

اسفل : ع پہلے تو آفت تھی ، ہوگی اب غضب

[اسفل (کا) آئینہ دینا ۔ مست ناز ، اپنی صورت دیکھ کر غرور سے]

۳۲۔ دھن جھجوٹی ، تال دادرا ۔
طرز : اکاؤ بازی چوسر کی ۔

مست ناز : ع ایسی صورت پر نہ کیوں کوئی مرے
اسفل : ع یوسف آگے آپ کے پانی بھرے
مست ناز : ع سجی ہوں اب جا کے سب سنگھار سے
اسفل : ع ہلے یاں حصہ چکا دو ہار سے
مست ناز : خط نہ تو جب تک ہمارے لائے گا
ایک بھی پائی نہ ہم سے پائے گا
اسفل : خون کا جانباز کے تھا بس قرار
خط کا لانا تھا نہ ٹھیرا زینہار
مست ناز : ع ہم نہ دیں گے حصہ تجھ کو ہار میں
اسفل : ع لو چلا حاکم کے میں دربار میں
مست ناز : کچھ بھلا کیا ہاتھ تیرے آئے گا
ہوں گی میں رسوا، ترا سر جائے گا
سن اے اسفل! چاہے گر اپنا بھلا
تو وہ خط پیدا کہیں سے کر کے لا
ہاتھ اپنے وہ نہ آئیں گے اگر
جان کو پہنچے گا دونوں کی ضرر
دیتی ہوں تجھ کو روپے میں دو ہزار
پر خطوں کی فکر کر لیل و نہار
[مست ناز (کا) اسفل کو ساتھ لے جانا، مدبر کا ظاہر ہونا]

مدبر : هولی[۳۳]

یا خدا! تو، مکر سے عورتوں کے بچا تو — یا خدا
بھولی ہیں ظاہر میں، پیدا کرتا[۳۴] ہے ان کو بلا تو
پہلو میں ان کے، دل کی جگہ پر پتھر کیا تو
ہمیں دور ہی رکھ سدا تو، مکر سے عورتوں کے بچا تو

۳۳- دھن هولی کافی، تال چاچر۔
طرز: ہند میں کیسو پھاگ رچو ری۔

باب پہلا

پردہ آٹھواں

خانہ باغ

[مسند بچھی ہوئی ہے ، سب اہل کار سادیِ امیر کی مبارک باد گاتے ہیں]

سب اہل کار : گانا[1]

سریر آرائے ملک گردوں ہو تا شہ خاور
وزیر اعظم قمر ہو جب تک کہ مہر کا سب بھر
ہو تا عطارد ہی میر منشی و زہرہ رامش گر
ستاروں کا تاج افسری تاکہ رہے زحل کے سر
ہو مہر کی نظر ہو ، مہر کی نظر
امیر و بی مست ناز پر ، خدائے بالا تر !
بخار ارضی سے ابر ہو اور ابر سے پانی
رواں ہو تا بحر پانی سے اور اس کو طغیانی
کرے وہ طغیانی سطح خاکی کو فرش ریحانی
ہو پیدا ریحان سے حیوان ، حیوان سے روحِ انسانی
ہو مہر کی نظر ، ہو مہر کی نظر
امیر و بی مست ناز پر ، خدائے بالا تر !

[امیر (کا) لباس نوشاہی پہن کر آنا ، سب (کا) تسلیمات بجا لانا ۔
امیر (کا) مسند پر بیٹھنا]

امیر : نہیں قاضی جی آئے اب تک یہاں !
مدبّر بھی اس دم گیا ہے کہاں !

۱۔ دھن کلیان ، تال قوالی ۔
طرز انگریزی : آئی ہیو مین آل اوور ایوری ویئر ۔
(I have men all over everywhere)

[مدبر (کا) گھبرائے ہوئے آ کے کہنا]

مدبّر : وہ تشریف قاضی جی لائے حضور
شجاع الزماں ساتھ آئے حضور

[ہمراہ قاضی (کے) شجاع و آصف و دلنواز (کا) اجلاس خانہ میں ہوئے آنا۔
امیر (کا) ان کے تعظیم اٹھ کے ان کو اپنے برابر بٹھانا]

امیر : شجاع الزماں کی عنایت بڑی
جو تشریف لائے یہاں اس گھڑی

[اہل کار (اور شجاع و دلنواز) مست ناز کی آمد گاتے ہیں[۲]]

اہل کار : غزل[۳]

کیا سج دھج سے آئی نویلی دیکھو وہ البیلی بنی

شجاع و دلنواز : (ایک جانب ہو کر)

آنکھیں دونوں خوں سے رنگیلی ، پلکیں ہیں نیزے کی انی

[مست ناز (کا) دلھن بن کے مع خواص و اسمٰعیل کے (آنا)۔
امیر (کا) مست ناز کو پہلو میں[۳] بٹھانا]

امیر : اے شہِ خوباں ترے دنداں ہیں بے شک ہیرے کی کنی
مست ناز : صدقے نہ ہوں کیوں تم پر صاحب تم سا نہیں ہے کوئی غنی

اسفل : ع کیا دیر ہے قاضی جی ! ساعت بھی تو نیک آئی
قاضی جی : ع ہو جاؤ کوئی شاہد دو ، تم میں سے اے بھائی !
اسفل : ع میں ایک تو شاہد ہوں ، دیگر ہو مدبّر تم
قاضی جی : ع دانست میں اب میرے بہتر ہو مدبّر تم
مدبّر : ع آقا کے لیے دل سے منظور ہے مجھ کو تو
اسفل : ع بس پاس تمھارا ہی اے حور ہے مجھ کو تو

۳۔ دھن بلاول ، تال قوالی ۔
طرز : آؤ پیتم آؤ پیتم ۔

قاضی جی : (امیر کے ھاتھ میں مست ناز کا ھاتھ دے[۵] کر)

یہ عقد بندھا صاحب تم دونوں گواھوں سے

اک اک کو پسند اک اک ھے اپنی نگاھوں سے

(مست ناز سے)

اے بانو ! کہو ہم سے کیا مہر تمھارا ھے ؟

مست ناز : ع دس لاکھ درم بس ھیں

امیر : مجھ کو یہ گوارا ھے

قاضی جی[۶] : میمون یہ ساعت میں بس عقد بندھا یا رب !

دونوں ھوں سدا قایم ، ھے میری دعا یا رب

سب : گانا[۷]

جن کی ھوئی شادی ، وہ شاد رھیں

شاد رھیں ، شاد رھیں

دولھن دولھا آباد رھیں

آباد رھیں آباد رھیں ـــــ جن کی ھوئی شادی

اب خلق کی دعا ھے حق سے

نوشہ قایم ، دولھن دایم

قیدِ قلق سے . سترِ خلق سے

ھر دو دونوں آزاد رھیں ـــــ جن کی ھوئی شادی

گلشن شادی میں بس نہال

اے پری ! ھو ھری اور بھری تو ذری

اے میرے گل تم ھو بے مثال

دلبری عشوہ گری یاد رھیں ـــــ جن کی ھوئی شادی

۷- دھن بلاول ، تال دادرا ۔

طرز انگریزی : شادی کے صحن میں گل ۔

باب دوسرا

پردہ پہلا

جنگل

[حالتِ مدہوش آوارہ (کا) آنا لباس بدلے ہوئے[1]]

آوارہ : غزل[2]

شہر کو کرتا پسند اب ہے ، نہ ویرانے کو دل
کہیے پھر جاؤں کہاں میں اپنا بہلانے کو دل ؟
دل دیا تھا تو ذرا دینا تھا ساماں نشاط
یا الٰہی ! کیوں ہمیں بخشا یہ ترسانے کو دل ؟
کیا نشانِ سنگ‌دل سے تو ہوا ہے فیض‌یاب
کیوں دیا[3] کعبے سے چل کر تو نے بت خانے کو دل ؟
پیسے ہیں سے جو صنم کے ساتھ ، ہیں وہ بھی بشر
ترسے ہاں اک بادۂ عشرت کے پیمانے کو دل
جب تلک کرنے نہ پھرے عشرت ، چاہی تھی عمرِ دراز
اب خفا ہو ، مستعد ہے اپنا مر جانے کو دل

[اصف و دلنواز ، مدبر و شجاع (کا) آنا ۔ آوارہ (کا) لباس بدن کے[4] اس کو دیکھ (کر) ایک جانب پوشیدہ ہونا]

مدبر : آپ کا کہنا بجا صاحب اسی نے خوں کیا
چھپ کے اس کے گھر میں ، میں نے ماجرا سب سن لیا

۲۔ دھن بھیرویں ، تال پشتو ۔
طرز : کیا خزاں آئی چمن میں شجر گل جاتا رہا ۔

ہے مگر اُس کو خطوں کی اپنے ہر دم جستجو
تا دمِ آخر رہے گی اُس کو پیہم جستجو

آصف : لاؤ تہ‌خانے میں تم اُس کو کسی تدبیر سے
حور کی قائل ہوگی واں خود اپنی ہی تقریر سے

مدبر : ع کیا مزا ہو ، گر سنے تقریر وہ ابنِ امیر

شجاع : ع لاتا ہوں ان کو وہاں ، تم کیوں ہو حیرت میں اسیر ؟

مدبر : ع لانا مستِ ناز کو ، یہ میرے ذمے کام ہے

شجاع : ع میں امیر والا کو لے آؤں جب تو نام ہے

آوارہ : (اپنے آپ سے[۵])

سب کے سب یہ مرد عورت ، ہیں مری پہچان کے
ہے یہی بہتر کہ اب انجان ہوا جان کے

دلنواز : غزل[۶]

جو مرا آج یہاں ، کل ہے قیامت اس کی
رنج اُس کا نہ رہا اور نہ راحت اس کی
کُو بہ کُو اس کی صبا خاک اُڑاتی ہوگی
جتنی چاہو کرو تم بھائی حمایت اس کی
ذرا بتلا دو کوئی مجھ کو مزارِ جانباز
دے دوں گی جان مری ، دیکھ کے تربت اُس کی
خون تھا غسل کو اور خاک کی چادر ہے کفن
دفن کی ہوگی فرشتوں نے ہی میّت اس کی

۶- دھن بھوپالی ، تال دادرا -
طرز : تم سلامت رہو محفل کے سنانے والے -

آصف : ظلم جس نے کیا وہ خوار ہوا ہے کہ نہیں
ظالموں کے لیے انصافِ خدا ہے کہ نہیں ؟
ہے رنگا دامن قاتل کو وہ خونِ جانباز
کچھ تحمل بھی ترے دل میں درا ہے کہ نہیں ؟
''صبر تلخ است و لیکن برِ شیریں دارد''
قول سعدی کا بھلا تو نے سنا ہے کہ نہیں ؟

آصف : بتا یک نہ ہے کون ، سنتا ہے چھپ کر جو حال ؟
اسی کا نہ جاسوس ہو بدخصال
میں خنجر سے اس کو کروں گا تمام
خراب اپنا ورنہ سبھی ہوگا کام

[آصف (کا) آوارہ کوگرا (کر) چھاتی پر بیٹھ (کر)
خنجر اٹھانا ، دلنواز (کا) اس کو بچانا]

دلنواز : نہ مارو نہ بے جرم ہوگا یقیں
خدا جانے جاسوس ہے یا نہیں
رکھو قید تہخانے میں اس کو اب
رِہا کرنا ، ہو جائے سب کام جب

آصف : نہ ماروں گا تجھ کو میں اس آن میں
مگر رکھوں اک ہفتہ زندان میں

آوارہ : غزل[8]

نہ[9] قید کا خطر ، نہ مرنے کا ہے ڈر
مرنے کے آگے ہم خود ہی گئے ہیں مر

۸- دھن برھنس ، تال دادرا ۔
طرز : یارب نہ دوسرا بس تیرے ماسوا ۔

کیوں کرتے ہو دریغ ، پلاؤ آبِ تیغ
شاید تمھارے کام آ جائے میرا سر
خون ہے مرا حلال ، میں وقف کا ہوں مال
جو چاہے جس کا جی ، سادات ہو مار کر
ہے پیشہ میرا صبر ، جو چاہو کر لو جبر
چشموں کی راہ سے تو بہہ گیا جگر

آصف : ابھی چل تو ہم راہ دل سوز کے
تو ہوگا رِہا بعد کچھ روز کے

[آصف (کا) آوارہ کو پکڑے ہوئے لے جانا ، سب کا جانا سمجھے]

پردہ دوسرا

محل امیر

[مست ناز (کا) اسفل کے ساتھ آنا[1]]

مست ناز : غزل[2]

فکر تجھ کو نہیں ھے کام کی ، سچ
ذات ھے بے وفا غلام کی ، سچ
مانتا دل مرا ذرا بھی نہیں
بات تجھ سے نمک حرام کی سچ
نہ لگا اب تلک خطوں کا پتا
کرتا ھے نوکری تو نام کی سچ
کبھی تسکیں تو میرے دل کو دے
دوں گی تنخواہ تجھ کو کام کی سچ

اسفل : گانا[3]

امیر تو دلوا دیا ، جانباز کا خون بھی کیا
وہ سب بلا سر پر لیا ، دہشت سے مر مر کر جیا
زر نم نے لاکھوں کا لیا اور وصل کا ساغر پیا
جب بھی میں ٹھیرا ہوں برا ؛ لو بندگی اب میں چلا

۲- دھن تلنگ ، تال دادرا -
طرز : میرے دلبر سے تو ملا یارب '
۳- دھن ضلع بلاول ، تال دادرا -
طرز انگریزی : او جہاں کے داد رس '

ebooks.i360.pk

مست ناز : جاتا ہے تو چلا جا ، دبتا ہے دم کسے ؟
تنخواہ مفت کی بھلا دیتے ہیں ہم کسے ؟
کچھ تو ملی ہے مفت کی اتنی رقم کسے ؟
بے حکم تو نے دیکھا اٹھاتے قدم کسے ؟
تنخواہ کثیر کھا کے نہ خدمت گزار ہو
ایسے نمک حرام پہ خالق کی مار ہو

اسفل : (خفا ہو کر)

غصے نہ ہو ، ہنسو ، نہ پڑو اضطراب میں
کوشش بہ دل کروں گا میں ناموں کے باب میں
بر دو ، روپئے مجھ کو ہزار اس حساب میں
شامل نمک حراموں کے کیوں ہوں ، خطاب میں
اسپ صبا ہو ، ڈھونڈ پھروں سب جہان میں
لاؤں گا ان خطوں کو جو ہوں آسمان میں

مست ناز : میں ڈالی دھول نام پہ تیرے ہزار کی
رکھ دل میں اپنے یاد تو ہر دم قرار کی

[امیر کو آتے دیکھ کر]

آمد ہوئی امیرِ ذوی الاقتدار کی
خاموش ! بات اپنے کرو کاروبار کی
فرمائش اب کروں گی میں لعلوں کے ہار کی

[امیر و شجاع کا آنا ، اسفل (کا) آداب بجا لانا ۔ مست ناز (کا) گلے ملنا امیر کے[۵]]

اسیر : ٹھمری[6]

تجھے دلدار دلربا ہے قسم اک دم بن دیکھے تیرے ، مجھے نہیں چین درا
—— دلدار دلربا
دل میں تو میرے بس گئی جب سے ، کاٹتا ہوں دن بڑے غضب سے
چاہتا ہوں میں ہر دم رب سے ، صدقے دل و جان سے ہوں تجھ پر
—— دلدار دلربا

مست ناز : ٹھمری[7]

مجھے اب ہر دم اے میرے دلربا ، رکھتا ہے نڈھال خیالِ وصال ،
نہال کیجیے حضرت —— مجھے اب
فدا ہوئی جب سے تم پر ، عدو ہوگئے میرے اکثر ، رکھنا ہم سے
ہمیشہ الفت —— مجھے اب

شجاع : غزل[8]

تم سا ہو بے خوار مست اور ہووے انسان یار مست
پھرنا پھرے کو بہ کو ، پھر کیوں نہ ہو کے پیار مست
وا ہے آن کی چشم ہر دم ، ہر گھڑی تم بے نقاب
حسن مست تھا جہاں میں ، کیوں نہ ہو بیدار مست
روز و شب ہیں دلبری میں آپ کی آن امیر
کیوں کہ مستِ ناز سا دیکھا نہیں دلدار مست

۶- دھن بھیرویں ، تال پنجابی ٹھیکہ ۔
نظیر : موری من مانی مدھما ۔
۷- دھن کلیان ، تال پنجابی ٹھیکہ ۔
نظیر : مٹواری کمنی رے ۔
۸- دھن بھیرویں ، تال پشتو ۔
نظیر : آٹھ رنھان سمرے سری گنیش دیو ۔ (غزل کی بحر طرز کے مطابق نہیں ہے ۔ مرتب)

امیر : میں ڈھونڈتا مثال ہوں تیرے جمال کی
تو وحدہ' ہے ذات فقط ذوالجلال کی
پھر کون ہے جہان میں تیرے منال کی
انساں کو ہے ملک سے بزرگی کمال کی
لاریب حور بھی نہیں تیرے خصال کی

مست ناز : لعلوں کا ایک ھار دو ، ہے عرض حال کی
زیور سے آپ کے ہوئی زینت جمال کی
بو ، خو میں میرے ھیگی تمھارے خصال کی
بےشک ھیں صد ھا عورتیں میری مثال کی
ان کی طرح میں بندی ہوں اک ، ذوالجلال کی

[اسفل (کا) مست ناز و امیر کو خوش دیکھ کر خوشامد سے طالب انعام (کا) ہونا]

اسفل : ان کی یہ جاہ اور یہ آقا کا ہے جلال
پھر کیوں نہ دیکھ دیکھ کے میں شاد ہوں کمال

[امیر سے مخاطب ہو کر]

پورا نمک یہ پانا نہیں گو نمک حلال
لیکن یہ آپ کا ہے دعا گو اے نیک فال !
زر نقتی اے حضور! عنایت ہو مجھ کو شال

امیر : جا کے ابھی تو پیش مدبر سوال کر
انعام ہم سے آج وصول ایک شال کر
تیار ھار لعلوں کا بےقیل وقال کر
پہنا کے دل‌ربا کو مری ، شاد حال کر

کہہ دینا ان کے ساتھ، ہوں مشغول کار میں
اور تم نہ رہنا شب کو مرے انتظار میں

[امیر و شجاع کا جانا، مست ناز (کا) کف افسوس مل کے کہنا اسفل سے۔ مدبر کا آنا، ایک گوشے میں چھپ کر سننا]

مست ناز : تجھ کو کیا غم ہے، تو تو ہنستا ہے
گنج بس دل میں تیرے بستا ہے
من مرا کالا بن کے ڈستا ہے
کب کمر پھر خط تو کستا ہے
گر نہ وہ خط چڑھے گا اپنے ہاتھ
مرنا ہم کو پڑے گا اپنے ہاتھ

[مدبر یکایک ظاہر ہونا (ہے)، مست ناز و اسفل (کا) گھبرا کے ہوش کھونا]

مدبر : ع ان خطوں کی ہے مجھ کو خوب خبر

مست ناز : ع کون سے خط؟ یہ بات ہے دیگر!

مدبر : ع تم نے جانباز کو جو لکھے تھے

مست ناز : ع کون جانباز؟ ہوش کچھ رکھیے!

مدبر : ع ایک شب میں ہوا ہے خون جس کا

اسفل : کیوں ہو ڈرتی، تمھیں ہے ڈر کس کا
کہیے صاحب وہ خط ہیں کس کے پاس؟

مدبر : ع زندگی کی نہ رکھنا تو تو آس

مست ناز : ٹوٹا ہے پھر آسمان مجھ پر
ہو مدبر تو مہرباں مجھ پر
مجھ کو وہ خط اگر تو لا دے عزیز
عمر بھر ہو رہوں گی تیری کنیز

پاس ہوں جس کے ، ورنہ اُس کا نام
دے بتا مجھ کو ، چاہے سو لے دام

مدبر : جانتا میں نہیں ہوں نام اُس کا
مجھ کو معلوم ہے مقام اُس کا
اُس کے گھر تم چلو جو میرے ساتھ
وہ خط آئیں گے بے شک اپنے ہاتھ

مست ناز : ٹھمری[۱۰]

چلو میں چلتی ہوں بر تقدیر
سر نہیں پھیروں گی میں دل گیر۔ ۔چلو میر
لونڈی تمھاری ، تم پہ ہے واری
حال نہ جانے یہ ابن امیر ، اے میرے مشیر۔۔۔چلو میر

[مدبر کے ساتھ جانا مست ناز کا]

۱۰۔ دھن بلاول ، تال پنجابی ٹھیکہ۔
طرز : تو نے کیسی کینی رے تدبیر۔

باب دوسرا

پردہ تیسرا

تہ خانہ

[جانباز کے پلنگ کے قریب آوارہ و آصف (اور دلنواز) کھڑے ہیں ۔
دلنواز (کی) بہ آہ و زاری کہنا پڑتا ہے]

دلنواز : **گانا**[1]

تھی تیری موت سے کتخدائی ، میرے جانی
ہم سے کیوں کی تھی پھر آسنائی ، میرے جانی

انترا

خاکساری تھی وہ[2] دل ربائی
خاک کی شکل آخر بنائی
میرے جانی ! میرے جانی ! میرے جانی !
گل تھا میرے چچا کے چمن کا ، میرے جانی !
ہائے محتاج ہے تو کفن کا ، میرے جانی !

انترا

ہے گی برگشتہ مجھ سے خدائی
کر گیا جب سے تو بےوفائی
میرے جانی ! میرے جانی ! میرے جانی !

۱- دھن پہلو ، تال چاچر ۔
طرز سوز : خاک میں تیرا نازک بدن اے مجنوں ۔

[آوارہ یعنی جانباز (کا) دلنواز اور آصف کو بخوبی
پہچان کے انجان ہو جانا]

آصف : ہے یہ جانباز کا ، میں جانتا ہوں ، تجھ کو غم
ایک پل ، چوبیس گھنٹے میں ، کرو کچھ گریہ کم
کھو کے جاں ، اس پتلے میں کیا ڈال دو گی اپنا دم ؟
بے گنہ کے قتل کا رہ جاتا ہے دل پر الم
ذائقہ چکھے گا ہر اک ، ہر بہانے موت کا
جز خدا کے وقت اپنی کون جانے موت کا

[آوارہ یعنی جانباز (کا) قریب سے گفتگو کرنا دونوں سے]

اوارہ : **غزل**[۳]

کسے ہے تپ نے لیا اور کسے وبا نے لیا
یہ سب بہانے ہیں ، جس کو لیا قضا نے لیا
مرا نہ کوئی کسی سے ، نہ پیدا کوئی ہوا
جسے خدا نے دیا تھا اسے خدا نے لیا
ہیں نیک ملک کے مالک ، بدوں کی آخر کار
خزاں کا رنگ سدا قبضے میں قضا نے لیا

آصف : (در پر نظر کرکے)

آیا سجاع یہاں معِ ابن امیر ہے
اپنا نشانے پر لگا کیا خوب تیر ہے
جانباز کا جو خونی ستم گر شریر ہے
فضلِ خدا سے آج وہ ہوتا اسیر ہے

۳۔ دھن صلع ، تال دادرا ۔
طرز : کسی نے دل جو لیے تو الجھا الجھا کے لیے ۔

آوارہ: پیچھے پُتلے کے چھپ کے کھڑے رہو
جو تم کو میں سکھایا ہوں ، تم وقت پر کہو

[آوارہ (کا) پُتلے کے پیچھے چھپ جانا ۔ حرف پوش شجاع کے ساتھ امیر کا بھیس بدلے ہوئے آنا ۔ آصف (کا) آداب بجا لانا]

آصف : ع لیجیے امیر! بندگی بندے کی عرض ہے

امیر : تسلیم لو جناب! یہ مجھ پر بھی فرض ہے
نہ خانہ تو یہ آپ نے اچھا بنایا ہے
فرمائیے . یہ آپ کے کیا کام آیا ہے ؟

شجاع : سمجھیں گے تھوڑی دیر میں اس کا بھی راز آپ
خاطر جمع ہو ، بیٹھیے بندہ نواز آپ

[ناصر دیکھ کر]

بوسیدہ جو کہ حال تھا اب ہو گیا عیاں
آتا ہے روبرو جو کہ پردے میں تھا نہاں

[امیر و شجاع کا چھپ جانا ، مست ناز کا (چہرے پر نقاب ڈالے) آنا اسفل کے ساتھ]

مست ناز : ع جانتا مجھ کو نہ ہو وہ ، آئی ہوں میں جس کے پاس
غیبی آواز : ع جانتا ہے ان جان ہو ، پہنا ہے تم نے وہ لباس
اسفل : [آصف و دلنواز کو پہچان کر مست ناز کے کان میں آہستہ سے]

دلنواز و آصف اس جا ہیں یہ کچھ تو راز ہے
موت ہم تم دونوں کی اب آئی مستِ ناز ہے

[مست ناز (کا) گھبرا کے پیچھے ہٹنا ، کہنا مدبّر سے]

مست ناز : ع جانے دو اب مجھ کو صاحب . دل مرا گھبراتا ہے

مدبر : ع ٹھیرو ، بندہ شکل خط والے کی اب دکھلاتا ہے

[مدبر مست ناز کی گردن پکڑ کر پُتلے کو دکھاتا (ہے)
اسفل گھبراتا ہے]

مست ناز : ع کون یہ ؟ جانباز مردہ ! یا الٰہی خیر کر !

اسفل : ع باپ رے ! نہ بھوت ہے ، چل بھاگ اسفل میر کر

[اسفل (کا) گھبرا کر بھاگ جانا]

امیر (علیحدہ) : ع اے شجاع الدولہ ! کہیے کون ہے یہ نازنیں ؟

شجاع ,, : ع نام تو ہے مست ناز ، آگے خبر مجھ کو نہیں

امیر ,, : ع کون مست ناز ؟ بانو میری ؟ ایسی بدخصال !

شجاع ,, : ع آپ غصے میں نہ آئیں جان کے سب اس کا حال

امیر ,, : ع اس فرشتہ خُو سے تو ہرگز نہ ہوگا ایسا عیب

شجاع ,, : ع جانتا کوئی نہیں ہے ، جز خدا کے ، حالِ غیب

[مست ناز (کا) عاجز ہو (کر) دو زانو رو رو پُتلے کے پیچھے (کر ،
خط اپنے مانگنا]

مست ناز : ع خط تمامی پھیر دے للہ مرے ، اے روح پاک !

آوازِ غیبی : ع کس سے کروائی مرا خوں ، کہہ دے اب بے خوف و باک

مست ناز : ع ہو کے تو مقتول ، ہے قاتل سے اپنے بے خبر !

آوازِ غیبی : ع کہہ نہیں سکتا زباں سے اے ستم گر ، فتنہ گر !

آواز غیبی : **گانا[۹]**

ہم جو قاتل کا ہی جانتے نام
پھر یہ کیوں ہوتا اپنا انجام
تھے جس کی خاطر ہم بدنام
پھر رز کیا اُس نے تمام
اُس کا میرا یہ جھگڑا
آخر ہے پیشِ مولا

مست ناز : **ٹھمری[۱۰]**

پھر خدا تو عفو خطا کر ، مجھ پہ عطا کر ـــــ پھر خدا تو
قتل ہوا میرے کہنے سے تیرا ، ہمارے چھما رکھ جرم تو میرا
دے دے مجھے میرے نامے تو لا کر ، پھر خدا تو عفو خطا کر

امیر (علیحدہ) : ع اے شجاع الدولہ ہوگی کون یہ زن بدصفات ؟

شجاع ,, : ع آپ تو ٹھیرو یہاں ، میں پوچھوں جا کے اس سے بات

[شجاع (کا) لباس بدل کر ظاہر ہونا]

مست ناز : ع اے مدبر ! تو یہاں آنے دیا کیوں غیر کو ؟

شجاع : ع جیسے تم آئی یہاں ہو ، میں بھی آیا سیر[۱۱] کو

امیر : ع ([۱۲]آڑ میں اپنے آپ سے)
کیا مدبر بھی ہمارا آیا اس عورت کے ساتھ !

مست ناز : ع مرنا جینا اب تو میرا ہے شجاع تیرے ہی ہاتھ[۱۳]

۹- دھن کافی ، تال ندارد (تال بیتال) ۔
طرز : تمواشتی چھپے (؟) عبداللہ : تمو آتشی جھپے
(حافظ عبداللہ نے اس گانے کا انگریزی وزن لکھا ہے ۔ مرتب)
۱۰- دھن کھماچ ، تال پنجابی ٹھیکہ ۔
طرز : اپرادھ مورا موہے چھما کر ۔

شجاع ع : اب نہیں لائق ہمارے ، بات کرنے دور سے

مست ناز ع : اب نہیں انکار زیبا ہے شجاع ! مجبور سے

مست ناز : وہ بھی تھا اک وقت ، بن میرے نہ تھا تم کو قرار
وہ بھی تھا اک وقت ، تم دل سے مجھے کرتے تھے پیار
وہ بھی تھا اک وقت ، میری دید کا تھا انتظار
وہ بھی تھا اک وقت ، میرا عشق تھا لیل و نہار
لب سے لب اپنے ملے رہتے تھے ، وہ بھی وقت تھا
میں نہیں اور تم تو ہاں کہتے تھے ، وہ بھی وقت تھا

[امیر (کا) پیچ و تاب کھا کر لباس[۱۴] اٹھانا (چغہ اتارنا)
اور آفس سے باہر نکل کر]

امیر : (مست ناز کا نقاب اُلٹ کر) ع

ع دیکھیں ہم بھی تو ذرا منہ تجھ سی گل اندام کا

مست ناز : ع کون ؟ امیر ؟ افسوس اب جینا نہیں کچھ کام کا !

امیر : ع (حیرت سے) تو تو مست ناز ! آلودہ گناہوں میں نہ تھی !

مست ناز : تھی سہی لیکن میاں تیری نگاہوں میں نہ تھی
قتل اپنے ہاتھ سے کر دو مجھے ابنِ امیر

امیر : اپنے ہاتھوں بھیج دے[۱۵] دوزخ میں کیوں ابنِ امیر
مجھ کو کچھ مطلب نہیں زنہار تیرے کام سے
شکر میں کرتا ہوں چھوٹا فاحشہ کے دام سے
خونی مستِ ناز دیتا ہوں طلاق اب میں تجھے
پیا کالا منہ خدا را پھر نہ دکھلانا مجھے
جاتا ہوں اس جا سے اب مجھ سے نہ ٹھہرا جاتا ہے

دلنواز : ع لے چلو مجھ کو بھی ہمرہ ، دل مرا گھبراتا ہے

[دلنواز کا بے ہوش ہونا]

اسیر : ع ساتھ اپنے اے مدبر! باغ میں بانو کو لا

اصف : ع رنج میں جانباز کے تھی ناتواں ، غش آ گیا

[مدبر کا جانا مدبر (کا) دلنواز کو اُٹھا لے جانا]

مست‌ناز : ع (شجاع سے)جان لے میری شجاع! پر دل میں رکھ کینہ نہیں

شجاع . ع رکھتا ہے منظور کینہ اب مرا سینہ نہیں

مست‌ناز : ھائے اپنے عاشقِ صادق کا میں نے خوں کیا

تیری خاطر یہ گنہ اے بوالھوس ! سر پر لیا

یہ دلِ نادان نے زر کا مجھے چسکا دیا

چین پا کر تو مرے پہلو میں مدت تک جما

چھوڑوں گی میں کمنہ سب ، چھوڑوں گی تجھ کو پر نہیں

کیا یہ تیرے چیرے کے واسطے خنجر نہیں ؟

[مست ناز (کا) کمر سے خنجر نکال کے سینے میں لگانا[۱۶] ۔ آوارہ یعنی جانباز کا بچانا مگر قضائے الٰہی سے زخم کاری ہو جانا]

مست ناز : ع آیا ہے کیوں روکنے کو مجھ کو اے نادان تو؟

آوارہ : ع زندہ ہوں میں تو ، عبث کھوتی ہے اپنی جان تو

مست ناز : ع ہے مرے کس کام کا اے شخص ! بےایمان تو

آوارہ : ع شکل بدلی ہے ، یہ عاشق ہوں ترا پہچان تو

[مست ناز کا حیرت سے دیکھنا جانباز کو ، آصف (اور) شجاع (کا) پہچان کے حیران ہونا]

مست ناز : زندہ ہے جانباز ! تو اسفل نے کس کا خوں کیا ؟
مجھ پر اُس مکار نے افسوس کیا افسوں کیا !

[آصف (کا) قریب جانا ، جانباز کو بغور دیکھنا ،
مست ناز (کا) پیچ و تاب کھانا ، جانباز (کا) رونا]

آصف : ع کیا مرا جانباز ہے ؟ اے دوست تیری ایسی شکل !

شجاع : ع اپنی بدلی اے مصوّر ! ہائے تو نے کیسی شکل

جانباز : میں کہوں گا پھر حقیقت اپنی ، پر اے نیک نام !
کیجیے دل بر کا میری جینے کا کچھ اہتمام

مست ناز : (جاں بہ‌لب ۱۸) گانا

میرا ، جیسا آنا تھا ، آیا وہ انجام
پیش خدا یوں جانا تھا . کالا منہ دکھلانا تھا
پایا جیسا پانا تھا خالق سے انعام
ہو چکا ہے پورا میرا کام —— میرا جیسا
یہ ہونا افسانہ تھا مشہور خاص و عام
بہنوں کو سمجھانا تھا ، خوف خدا سے ڈرانا تھا
بے‌وفا کہلانا تھا اور تھا ہونا بدنام
ہو چکا ہے پورا میرا کام —— میرا جیسا
ڈرو اے بہنو ! لالچ سے ، ہیں اس میں آلام
مرو قناعت پر دل سے تا پاؤ آرام
شوہر بھی تم نیک کرو ، گرچہ وہ ہو بے دام
ہو چکا ہے پورا میرا کام —— میرا جیسا

[مست ناز کا مر جانا ، جانباز (کا) اس کا سر اپنے زانو پہ رکھ
کے آہ و زاری کرنا]

۱۸- دھن کلیان ، تال بتال -
طرز انگریزی : روزلی دی پریری -

جانباز : اب مرے خالق ! کہو کس کام کی ہے زندگی
آہ ! بے دلدار تو کس نام کی ہے زندگی
جب تلک زندہ رہوں ، آلام کی ہے زندگی
دارِ فانی میں نہیں آرام کی ہے زندگی
یوں لکھا تھا وصل تو اس کا قضا کے واسطے
جینا تھا مرمر کے میں جس دلربا کے واسطے

آصف : جان دے اب تو ایسی ناسزا کے واسطے !
تھی بری اس کی سزا ، اس کی خطا کے واسطے
جان تک دیتی ہے" تجھ سے باوفا کے واسطے
لے بچا جانباز تو اس کو خدا کے واسطے
تھی پیاسی خوں کی تیرے عمر بھر یہ مستِ ناز
ہجر میں واللہ تیرے مر رہی ہے دلنواز

جانباز : (دلنواز کا نام سن کر۱۹)
مر رہی ہے دلنواز! اب ہے مجھے جینا قبول
تجھ پہ قرباں ہوتا مستِ ناز تیرا دل ملول
باوفا سے آہ کرنا بے وفائی بے اصول
عشق کے گلشن میں میرے ، دلنواز ہے تازہ پھول
کس روش میں ایسے گل کو پھینکوں غم کے خار پر
پرزے پرزے ہوگا وہ گل عندلیبِ زار پر

شجاع : دفن کی تدبیر کر پہلے تو اے نادان! تو
بعد اسفل کی گرفتاری کا رکھنا دھیان تو
جلد اے جانباز! یہ وحشت زدہ صورت بدل
ہوں معاون تیرا میں ، شکرِ خدا کر، ساتھ چل

باب دوسرا

پردہ چوتھا

مکانِ فرتوتہ

[فرتوتہ (کا) لباسِ فاخرہ پہنے ہوئے ناز و ادا سے آنا]

فرتوتہ : **ٹھمری**[1]

نہیں کوئی ہم سا، وہ ہیں آج ہم
ہے زر اتنا کہ کرتے ہیں راج ہم—نہیں کوئی
بھائی ہمارا امیر کا نوکر
کیوں نہ پہنوں لباس و زیور
نیا، روز پھر، اپنا نہ کیوں کر
رہے سجے اب ساج ہم—نہیں کوئی
بدلا خون کا کہتے ہیں سولی
مثل یہ کہنے میں دنیا بھولی
میں ہو کے خونی پھلی وہ پھولی
ہوئے نہ کیوں تاراج ہم—نہیں کوئی

(اسفل داخل ہوتا ہے[2])

۱- اس ٹھمری کے ساتھ دھن، تال اور طرز درج نہیں ہے۔ حافظ عبداللہ نے ان ہی الفاظ کی ٹھمری پر لکھا ہے: دھن سارنگ، تال پنجابی ٹھیکہ۔ طرز: بجن لاگی بانسری شیام کی (مرتب)۔

اسفل : ٹھمری[۳]

آیا وقت اپنے سدھارنے کا
کرو سامان، جی بہنا گزارے کا

انترا

جس مصور کو کیا ہے اُس شب ہم نے قتل
کہتا ہے وہ بھوت بن کر اپنی حقیقت اصل
اہتمام ہو قبر سنوارنے کا
آیا وقت اپنے سدھارنے کا

فرتونہ[۳] : گر تو اُس کا خوں کیا ہے تو لٹک جا دار پر
کھانے پینے کے مرے دن ہیں، میں کیسے جاؤں مر؟

اسفل : تجھ کو میں لا دیتا تھا تو کھاتی تھی تو نابکار
وقت مشکل دیکھ میرا، آ گیا تجھ کو بخار

فرتونہ : کون ہے تو؟ میں نہیں پہچانتی مطلق تجھے
کیا اے خونی! مارنے آیا ہے میرے گھر مجھے؟

اسفل : (بہن کی بے وفائی پر[۵]) گانا[۶]

روؤں نہ کیوں برادرو! واہ وا جہاں کے حال پر
رشتہ و ناتا آج کل رہ گیا ہے مال پر
اس کو ملال کچھ نہیں، آہ مرے ملال پر
بہن سگی ہے یہ مری! لعنت ہے اس کی چال پر

۳۔ دھن تلنگ، تال پنجابی ٹھیکہ۔
طرز: قید خانے کے داروغے تو لے جا رے۔
۶۔ دھن جھنجوٹی، تال دادرا۔
طرز انگریزی: کیا حال جنگ کا ہو بیان۔

جب لاتا تھا پیسے ، تو لتی تھی یہ کیسے
بھائی سگا اس کا میں ، کرتی تھی پیار مال پر
آفت جو یہ آئی تو کہتی ہے بہنا مت کہو
ایسی بے وفا کے اب تھوکو تم افعال پر

فرتوتہ[۷] :

تُو گلے پڑتا ہے کس کے ؟ چل نکل او بے ایمان !
کون تُو ہے ، کون میں ہوں ، تیری میری کیا پچھان ؟
کیا ہمارا لوٹنے کو آیا ہے تُو یہ مکان ؟
کیا تُو مجھ سی نازنیں کو جانتا ہے ناتوان ؟
گردن تیری توڑوں ، زندہ میں نہ چھوڑوں
تو نہ جائے گا تو بس مرے گا اسی آن
جو دیکھا یہ زیور تو بھائی آیا بن کر
بھاگ جا تو جلد یہاں سے لے کر اپنی جان

[آصف (کا) سپاھوں کو لے کر آنا ، گھبرانا اسفل اور فرتوتہ کا]

آصف : گانا[۸]

اب تم اس کو باندھو زود
بس ہے خونی یہ مردود
ہو نہ دیکھو یہ مفقود
پایا قسمت سے مقصود

اسفل : تھی یہ[۹] بھی تو میرے ساتھ

۷- فرتوتہ کے یہ اشعار بھی مذکورہ بالا طرز کے مطابق گانے ہی کے لیے ہیں - (مرتب)

۸- دھن جھنجوٹی ، تال قوالی - طرز انگریزی : نیکی نیکی او پیاری -

آصف : اس کو بھی باندھو ہاتھوں ہاتھ

فرتوتہ : میری بھی سن لے تو یہ بات

آصف : بات ہے (یہ) بے وجود

اب تم اس کو باندھو زود

[سپاہی (کا) اسفل اور فرتوتہ کو باندھ کے لے جانا ۔ بعد (میں) آصف کا جانا]

پردہ پانچواں

خانہ باغ

[امیر اور مدبر (کا) دلنواز کو تسلی دینا]

امیر : غزل[1]

غمِ مرگ کیوں کر ہو[2] زندہ بشر کو
مسافر سفر سے نہ کیا جائے گھر کو
ہے کس گنتی میں پھر عروج آدمی کا
زوال آتا ہے جب کہ شمس و قمر کو
سمندر کے مانند سمجھو ہے دنیا
کبھی تو اُدھر پھرتی ، گاہے ادھر کو
نہ ہو نوحہ گر خانۂ دنیوی میں
نہ آیا ، گیا جو عدم کے سفر کو
کرو مجھ سے شادی اگر مرضی ہو تو
لو قبضے میں اپنے مرے مال و زر کو

دلنواز[3] : لاونی[4]

جدھر ہے دل بر میرا ، اُدھر ہے سفر میرا ــــ جدھر ہے
اُس پر ہی دل واروں میں ، جی اپنا نثاروں میں ، محشر میں پکاروں میں

۱- دھن دیسکار ، تال چاچر -
طرز : رٹ نام ، جپ نام ، وردِ نرنجن (طرز غزل کی بحر کے مطابق نہیں ہے - (مرتب)
۴- دھن سارنگ ، دل قوالی -
طرز : ابھی نہیں گھر ، مرا دل دار -

حشر کے عادل ! کہہ دے قاتل ہوا کدھر میرا --- جدھر ہے
نہاں ہے جانباز آج ، مہر و وفا کے مرنج ، لٹ گیا میرا تو راج
تیرے بن دلدار ہستی میں زنہار ، نہ ہو گزر میرا --- جدھر ہے
لعل و الماس و گوہر ، دنیا کا سب مال و زر ، ہے میرے حق میں خاکستر
میری سلامت رہ جائے عصمت ، قبر ہو گھر میرا --- جدھر ہے

[جانباز (کا) لباس فاخرہ پہن ، ہمراہ شجاع (کے) آنا[۵]]

جانباز : ع غم مرا ہے دلنواز اب کیوں تجھے ؟
دلنواز : ع (حیرت سے) کیا تو لینے آیا جنت سے مجھے ؟
جانباز : ع زندہ ہوں میں تو تجھے ہے غم عبث
دلنواز : ع کیوں مجھے تُو دے رہا ہے دم عبث

[دلنواز کو جانباز (کا) گلے سے لگانا ، آصف (کا) اسفل و فرتوتہ
کو گرفتار کیے (ہوئے) لے آنا]

آصف : ع ہیں یہ صاحب خونی دونوں زشت خُو
امیر : ع کہہ دے اسفل ماجرا تو مُو بہ مُو
امیر : ع زندہ ہے جانباز ، ہوا پھر کس کا خوں ؟
اسفل : ع (حیرت سے) آیا ہے یہ بھوت بن کر کیا کہوں !

[جانباز سے[۶]]

مجھ کو اے روحِ مطہر ! کر معاف
مجھ سے تیرا خوں ہوا ہے صاف صاف
کھینچنے تصویر تُو ، تو آیا تھا
میں نے قہوہ خانے میں بلوایا تھا
بھول کر افسوس تُو تو آ گیا
واں تجھے شیرِ اجل تھا کھا گیا

جالباز[۷] : اب میں سمجھا ، آہ جو قصہ ہوا
میرے دھوکے سے ہے اک بےکس موا
تھا مصوّر ایک مفلس میرا یار
کرتا تھا اُس کی مدد میں بار بار
کام پر جس رات میں جانے کو تھا
روبرو میرے وہ بےکس آ گیا
یوں کہا اب بھوک سے مرتے ہیں ہم
مجھ کو آیا رحم اُس پر ایک دم
کام اُس کو سونپ کر تصویر کا
دل اُٹھا دنیا سے اِس دلگیر کا
جا کے جنگل میں رہا شام و سحر
جھاڑ کے پتّوں سے کرتا تھا گزر

دلنواز[۸] : زندہ رہنے کی تری پائی دلیل
شکر کرتی ہوں ترا ربِ جلیل !

[امیر (کا) اسفل و فرتوتہ کو حکم سولی (کا) دینا]

امیر[۹] : (غضب ناک ہوکر)

گنہ گار بے شک ہیں بدکار دونوں
حقیقت میں ہیں قابلِ دار دونوں
ہوں بے جان جس دم سیہ کار دونوں
بلاشک ہوں لاشے بھی فی‌النار دونوں
خدا را نہ کالا منہ ان کا دِکھاؤ
شتابی سے سولی پہ اِن کو چڑھاؤ

[سپاہی (کا) دونوں کو لے جانا[۱۰]]

میر : کہاں مستِ ناز اب چھپی جا کے بھائی
مقرر وہ سمجھی قضا اپنی آئی

شجاع : کیا'' بسکہ تو نہ سبھی شر سے اُس نے
کیا خون آپ اپنا خنجر سے اُس نے

امیر : (افسوس کر کے)

خالق کیا تھا حسن میں رشکِ قمر اُسے
میں بھی عزیز رکھتا تھا شام و سحر اُسے
عیش و نشاط کے لیے بخشا تھا زر اُسے
اک بے وفائی نے کیا غارت مگر اُسے
بویا تھا تخم جیسا ، ملا یہ ثمر اُسے

شجاع : اہلِ وفا سے دہر میں بہتر نہیں کوئی
دنیا کے بیچ دیں کا اُسے ڈر نہیں کوئی
انسان میں وفا سا تو جوہر نہیں کوئی
پھیرے وفا سے اپنا کبھی سر نہیں کوئی
جس میں وفا ہے اس سے مقرر نہیں کوئی

امیر : اک دلنواز بس ہے وفا کی دلیل کو
ثابت رہی ہے مُردہ بھی من کر خلیل کو
کیوں دل ربا بناوے نہ ایسی جلیل کو
بالکل نہ مانا اُس نے ھی کارِ ذلیل کو
تھی اصل میں اصیل تو پائی اصیل کو

شجاع[۱۲] : ع جانباز بھائی ! دیویں گے اب ہم مدد تجھے

امیر : ع دیتے ھیں بانو ہم بھی بہن کی سند تجھے

آصف : ع لکھ دیتا ہوں بہ دل میں غلامی کی حد تجھے
جانباز : ع آصف میں دل سے چاہتا ہوں بے عدد تجھے
شجاع : ع آغاز کا بہ خیر یہ انجام ہو چکا
آصف : ع تھے جمع جس لیے وہ سبھی کام ہو چکا
امیر : ع حقدار جو تھا ، حق اُسے دے دیں ، یہ تھی صلاح
مدبّر : ع خونی سے بدلہ خون کا لے لیں ، یہ تھی صلاح
دلنواز : ع تم نے جگایا ہے مرا سویا ہوا نصیب
جانباز : ع ممنون اب ہر اک کا ہوا دل سے میں غریب
امیر : ع [دلنواز کا ہاتھ جانباز کے ہاتھ میں دے کے]
دونوں ملا لو ہاتھ ، مبارک یہ روز ہے
نابود فضلِ حق سے ہوا رنج و سوز ہے

سب : گانا[۱۳]

طُرفہ یہ چرخِ چنبری ، دکھلاتا ہے فسوں گری
ہے اس کی جو ستم گری ، ہے وہی عدل سے بری
حکمِ خدا سے آسماں ، سر پر ہے اپنے سائباں
قصور کسی کے رائگاں ، جانے نہ دے گا بے گماں — طُرفہ
کیا کہتری کیا مہتری گنتا ہے وہ ذری ذری
سُکھ میں تھی کل[۱۴] وہ مست ناز ، آج موئی وہ جانگداز
تھی صبح دکھ میں دلنواز ، سب کو ہے سکھ سے سرفراز
کرنے سے نیکی نہ ڈری[۱۵] ہے گی بدی سے وہ بری

تمت[۱۶]

۱۳- دھن جھنجھوٹی ، تال دادرا -
طرز انگریزی : سپرنگ سپرنگ جنٹل سپرنگ -

حواشی خونِ عاشق جانباز

باب پہلا

پردہ پہلا

۱- کر رہے ہیں -

۲- نظر آتی ہے -

۳- اصل میں 'گانا' سے نیچے 'سب کا' درج تھا - مرتب نے اسے بغلی سرخی میں جگہ دی -

۵- دکنی محاورہ - مطلب ، وہ عمر گزارتا ہے -

۶- علتی کے : 'علتیوں کی' چاہیے تھا -

۷- کوپ : کپ -

۸- معنی معلوم نہ ہو سکے - شاید اس سے strong ، یعنی تیز مراد ہو -

۹- غلامی دوسرے خدمت گاروں کو یہ ہدایات دے رہی ہے -

۱۰- اصل میں یہ الفاظ گوش صاف کی تقریر سے پہلے بغیر قوسین کے درج تھے -

۱۱- چیناؤں : چینیوں -

۱۲- اصل میں اس سے پہلے ایک سطر میں 'ابیات' لکھا تھا جو غیر ضروری سمجھ کر حذف کر دیا گیا -

۱۳- جمع بنانے کا دکنی طریقہ ، ورنہ 'کان' چاہیے تھا -

۱۴- بریکٹ کے الفاظ گوش صاف کے شعر سے پہلے ایک سطر میں لکھے تھے -

۱۵- گاہک کے 'کنگال' اور 'بیل' ہونے کا یہ جملہ غالباً آگے بڑھ کر تماشائیوں سے یوں کہا جانا ہوگا گویا یہ بات گاہک کے کان میں نہیں پڑی -

۱۶- ان مصرعوں سے پہلے ایک سطر میں صرف ' ابیات ' لکھا تھا۔ یہ لفظ غیر ضروری سمجھ کر حذف کر دیا گیا ۔

۱۷- اصل میں 'دے' کا نقطہ نہ تھا ، تصحیح قیاسی کی گئی ۔

۱۸- افیون اور پان کے پتوں کی گولی جو حقے کی چلم میں رکھ کر پی جاتی ہے ۔

۱۹- ہنستے ہنستے سے آگے ' کہنا ' اور اس سے آگے ' بیت' کا لفظ تھا ۔ دونوں غیر ضروری سمجھ کر حذف کر دیے گئے ۔

۲۰- چوتھا غالباً غافل ہو کر زمین پر گر پڑا ہوگا ۔

۲۱- اصل : چلم دے کے کہنا ۔

۲۲- ' یہ لیجیے چائے' ایک گاھک سے اور ' چلم ہے یہ آپ کی' کے الفاظ دوسرے گاھک سے کہے گئے ھیں ۔

۲۳- غالباً گجراتی میں 'چپی' کو 'چنپی' کہا جاتا ہوگا ۔

۲۴- اسفل سے پہلے 'زنانی' کا لفظ تھا جو غیر ضروری سمجھ کر حذف کر دیا گیا ۔

۲۶- اصل : 'کیا' ۔ ممکن ہے دکنی محاورہ ہو ۔

۲۷- مراد ہے پہلے گاھک کا پیسا دینا اور اسفل کا لینا ۔

۲۸- اس سے پہلے ایک سطر میں ' ابیات ' لکھا تھا جسے غیرضروری سمجھ کر حذف کر دیا گیا ۔

۲۹- اس کے آگے بریکٹ میں یہ الفاظ تھے : 'کہنا فرتونہ سے اسفل کا ، چوتھے شخص کو مار ڈالنے کے لیے ۔' ڈرامے میں ایسے اشارات کی قبل از وقت ضرورت نہیں ہوتی ۔ چناں چہ یہ الفاظ حذف کر دیے گئے ۔

۳۰- حافظ عبداللہ فتح پوری نے اس کھیل کو اپنے نام سے شائع کیا تو اس میں کہیں کہیں ترمیمیں کیں ۔ ان کے ہاں یہ مصرع یوں ہے :
'پہلے تو بھائی تن سے لو سر اس کا تم اتار ۔'
ان کے ہاں مصرع کی یہ صورت دیکھ کر خیال آیا کہ ممکن ہے رونق کا مصرع یوں ہو : ' تو بھائی پہلے تن سے لو سر اس کا تم اتار' ۔

۳۱- چوتھے شخص کی جیب سے ۔

۳۲- دکنی محاورہ ، مطلب یہ کہ میں نے جیب سے نکال لیے ۔

۳۳- ایک طرف اوپر نیچے فرتوتہ کے اور دوسری طرف اسفل کے مصرعے لکھے تھے ، درمیان میں 'ابیات' کا لفظ تھا جو غیرضروری سمجھ کر حذف کیا گیا ۔

۳۴- گھرابا گھبرایا ۔

۳۷- اس لاونی میں ایک ایک ٹکڑا چار چار مصرعوں کا ہے ۔ جہاں چوتھا مصرع درج ہونے سے رہ گیا تھا ۔ یہ مصرع حافظ عبداللہ فتح پوری کے ترمیم شدہ کھیل سے لیا گیا ہے ۔ ممکن ہے رونق کے ہاں یوں ہی ہو ، یا ممکن ہے اس میں کچھ ترمیم حافظ عبداللہ کی بھی ہو ۔

۳۸- یہ ڈراما ملکہ وکٹوریا کے عہد حکومت میں لکھا گیا تھا ۔

۳۹- ایک طرف اسفل کا مصرع تھا اور دوسری طرف فرتوتہ تھا ۔ دونوں کے درمیان 'ابیات' کا لفظ تھا جو غیر ضروری سمجھ کر حذف کر دیا گیا ۔

۴۰- اصل میں اسفل کے اشعار سے پہلے ایک سطر میں لکھا تھا : ' اسفل یاد کرکے کہتا ہے ' اور اشعار سے پہلے ' ابیات ' لکھا تھا ۔ ان سب الفاظ کو غیر ضروری سمجھ کر حذف کر دیا گیا ۔

۴۱- دکنی محاورہ ۔

۴۲- مراد یہ کہ رات تھوڑی رہ گئی ۔

باب پہلا

پردہ دوسرا

۳- اصل : کرنی چہتی ۔

۴- اصل : ہووے ۔

۵- مست ناز کے آگے 'ابیات' کا لفظ تھا جو غیر ضروری سمجھ کر حذف کر دیا گیا ۔ اسی طرح جہاں اور ابیات یا بیت کے الفاظ آئے ، حذف کر دیے گئے ۔

۶- اسفل کے آگے ' جواب ' کا لفظ تھا جو غیر ضروری سمجھ کر حذف کر دیا گیا ۔

۸- ضرورت شعری کے باعث 'دی جاتی' کی بجائے 'دیے جاتی' استعمال میں لایا گیا ہے ۔ ممکن ہے دکن میں یوں ہی بولتے ہوں ۔

۱۰- اسفل کے آگے 'جواب' کا لفظ تھا جو غیر ضروری سمجھ کر حذف کیا گیا ۔

۱۱- 'خط پھیرنے' : خط واپس لینے ۔

۱۲- حافظ عبداللہ نے رونق کے اس کھیل کو جب به ادنٰی ترمیم اپنایا تو اس میں 'خونی' کے بعد 'ھو' کا لفظ بھی بڑھا دیا ۔

۱۴- تھوڑے ہوئے نا : مقصد غالباً یه ہے که کم سے کم پیسے سے زردار ہو جاؤ گے ۔

باب پہلا

پردہ تیسرا

۲- حافظ عبداللہ نے اس شعر کا پہلا مصرع یوں بنا دیا : ع

نه جز آئینے کے ثانی کوئی نیرا نظر آیا

۳- صیاد : اصل میں د تقطیع سے گرتی ہے ۔ حافظ عبداللہ کے ہاں یه مصرع اس طرح ہے :

رہا ہو کر قفس سے جاؤں اے صیاد اب کس جا

۴- چونک کر : مراد ہے اخبار کی خبر سے چونک کر ۔

۵- جان مارا : دکنی محاورہ ، یعنی جان لے لی ۔

۷- حافظ عبداللہ نے اس مصرع پر یوں اصلاح دی ہے :

وھی غارت گر دنیا نظر آئی زمانے میں

۸- حافظ عبداللہ کے ہاں یه مصرع یوں ہے :

ہے حاصل ایسی ہرجائی سے کیا پھر دل لگانے میں

۹- اصل : کام ۔ 'دوام' تصحیح قیاسی از مرتب و حافظ عبداللہ ۔

۱۰- اصل : ہووے ۔ 'ہوئی' مرتب اور حافظ عبداللہ کی تصحیح قیاسی ۔

۱۱- اصل : 'بتائے اس میں یک فقرہ' تصحیح قیاسی از مرتب و حافظ عبداللہ ۔

۱۲- حافظ عبداللہ : دولت و عزت میں کوئی بھی نہیں جس کا نظیر
۱۳- ' دل نواز سے ' کے بعد ' کہتا ہے ' غیر ضروری سمجھ کر حذف کر دیا گیا ۔ بعض اور مقامات پر بھی ' کہنا ' کا لفظ تھا جسے غیرضروری سمجھ کر حذف کر دیا گیا ۔
۱۴- اصل : جانباز دل نواز کو تصویر دکھلا کے کہنا ۔
۱۶- اصل : رباعی ۔ لیکن اشعار رباعی کے وزن میں نہیں ہیں ۔
۱۷ ، ۱۸ ، ۱۹ ' کا ' اضافۂ مرتب ۔
۲۲- ' جز ' کے بعد ' سوا ' کا کوئی موقع نہ تھا ۔
۲۳- اصل : ' تھا قبلہ کا کعبہ سے کیوں منہ تو پھرایا ۔ ' تصحیح قیاسی کی گئی ۔
۲۴- ' مست ناز ' کے بعد ' اس کا ' کا لفظ اضافۂ مرتب ۔
۲۵- ' ہونے ' دکنی محاورہ بجائے ' ہونا ' ۔
۲۶- اصل : اس کی ہے مزار ۔
۲۸- اصل : رباعی ۔ لیکن اشعار رباعی کے وزن میں نہیں ہیں ۔
۲۹- اصل : یہ فقرہ مست ناز کے نام سے پہلے تھا ، مناسب مقام پر درج کر دیا گیا ۔
۳۰- اصل میں یہ فقرہ جانباز کے نام سے پہلے تھا ، مناسب مقام پر درج کر دیا گیا ۔
۳۲- یہ جملہ مست ناز کے نام سے پہلے تھا ، صحیح مقام پر لکھتے ہوئے ' جانباز کے ' کے الفاظ اضافۂ مرتب ہیں ۔
۳۳- اصل : ' جانباز مست ناز کے ہاتھ کو گلے سے نکال ، جھڑک کر اندر مکان میں جانا ' ۔ تصحیح قیاسی کی گئی ۔
۳۴- یہ جملہ مست ناز کے نام سے پہلے تھا ، مناسب مقام پر درج کر دیا گیا ۔
۳۵- اصل : ' آنا جانباز کا مست ناز کو دفعہ کرنے ۔ منانا ظاہر کرنا ۔ ' موجودہ صورت از مرتب ۔
۳۷ اصل : " دو زانو بیٹھ کر منانا ۔ " یہ جملہ مست ناز کے نام سے پہلے تھا ، مرتب نے صحیح مقام پر لکھتے ہوئے وضاحتی الفاظ کا اضافہ کیا ۔

۳۸- جملہ اضافۂ مرتب -

۳۹- یہ جملہ جانباز کے نام سے پہلے تھا ، مرتب نے صحیح مقام پر درج کیا -

۴۱- اصل : جانباز افسوس کرتے کھڑے رہنا - آنا دل نواز کا کہنا جانباز سے -

۴۴- اصل : دل نواز اندر جانا ، اسفل سپاہی کے لباس میں اکڑتے ہوئے آنا ، کہنا جانباز سے -

۴۶- اصل میں جانباز کے نام سے پہلے یوں تھا : 'اسفل جانباز کو خط دے کے جانا - جانباز دل نواز کو بلا کے کہنا خوشی سے -'

۴۷- اصل : دل نواز آ کے سننا خط -

۴۸- اصل میں دل نواز کے نام سے پہلے تھا : 'دل نواز خوب سوچ کر بھائی جانباز سے کہنا -'

۴۹- اصل میں جانباز کے نام سے پہلے یوں تھا : 'دل نواز کا جانا ، جانباز جیب سے مست ناز کے خط نکال بوسہ (لے) کے کہنا -'

۵۰- اصل : ایک غریب مصور ، سامان مصوری لیے ہوئے گانا حسب حال گاتے ہوئے -

---

باب پہلا

پردہ چوتھا

۱- اصل : محل شجاع -

۲- اضافۂ مرتب -

۳- اصل : اغیار جو کہ ہے

۷- اصل : کچھ ہوس اس کو نہ تھی اور نہ تھا حرص سے کام

۸- اصل : 'کوئی چاہے یہ ممکن' تصحیح قیاسی -

۹- اصل : 'ایسے' تصحیح قیاسی -

۱۰- اصل : جس نے کہ جیسے

۱۲- اصل : شجاع آصف و دل نواز سے بیزار ہو کر جانا ، دل نواز حال دلیا پر افسوس کرنا -

۱۳- اصل : 'ھوا' - تصحیح قیاسی -

باب پہلا

پردہ پانچواں

۱- اصل : آنا امیر اور مدبر سیر کرتے کرے عشق مست ناز میں گاتے ہوئے -

۳- اصل : 'کرنے' - دکنی محاورہ -

۵- یہاں 'مسلک' محذوف معلوم ہوتا ہے -

۷- اصل : مدبر ھار بنانے جانا تسلیم کرکے - اسفل جیب سے مست ناز کا خط نکال ، دینا امیر کو -

۸- اصل میں یہ جملہ امیر کے نام سے پہلے درج تھا ، صحیح مقام پر لکھا گیا -

۹- اصل : خوب سوچ کر کہنا اهل کاروں سے -

۱۰- اصل : باهر شہر کے جاؤں گا

۱۱- اصل : 'اہل کار همراه چلنے عرض کرنا -' جملہ غیر ضروری سمجھ کر حذف کر دیا گیا -

۱۳- اصل : سنیے اهل اجلال وهاں جانے کا . . .

۱۴- اصل : 'حال' تصحیح قیاسی -

۱۵- اصل : 'شاید کوئی' تصحیح قیاسی -

۱۶- اصل : میری زندگانی

۱۷- اصل : ان مکاروں کے دم پر میں چلتا نہیں ہوں دم بھر

۱۸- اصل : اور کروں گا

۱۹- اصل : گر مرضی هی ہے جاؤ بر نصرت نا کے آؤ اور مراد دل کی پاؤ

۲۰- اصل : امیر کا بعد سب کا -

باب پہلا

پردہ چھٹا

۱- اصل : تہ خانہ ، اندھیرا جنگل -
۲- اصل : آصف همراہ دل‌نواز گاتے ہوئے آنا -
۴- اصل : آصف تہ‌خانے میں ، دلنواز آصف کی تعریف میں گانا -
۶- اصل : امیر کا اپنے ہاتھ میں فانوس لیے ہوئے کہنا دلنواز سے -
۷- اصل : کیسا اس نے
۸- اصل : کیجیے گا
۹- اصل : بروں بری نو
۱۰- اصل میں امیر کے نام سے پہلے یہ جملہ تھا :
'امیر غضب ناک ہو تلوار کا وار کرنا - دلنواز تہ‌خانے میں سما جانا -
امیر گھبرانا' - اس جملے کے ٹکڑے مناسب مواقع پر درج کیے گئے -

باب پہلا

پردہ ساتواں

۱- اصل : مست ناز متفکر نظر آنا گاتے ہوئے -
۳- اصل : مست ناز سر جھکائے فکر میں رهنا ، شجاع کا آنا ،
مست ناز گھبرانا -
۵- اصل : دیکھیں
۶- اصل : ایمان عشق
۸- حیدر آباد دکن کے آداب میں کسی ملاقاتی سے چھٹکارا حاصل
کرنا ہو تو اس کا خوبصورتی سے اشارہ کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اس کی
خدمت میں پان پیش کیا جاتا ہے -
۱۱- اصل : پیچ و تاب کھاتا جانا -
۱۲- اصل : اپنے میں

۱۴- اصل : جس کے
۱۵- 'دیا' : دکنی محاورہ ہے ورنہ 'دیے' چاہیے تھا ۔
۱۶- اصل : 'وہ خون' یعنی اس خون ، دکنی محاورہ ۔
۱۷- اصل : اسفل جانے چاھتا ۔
۱۸- اصل : مست ناز پیار سے گلے لگا کر کہنا ۔
۲۰- اصل میں اسفل کے نام سے پہلے یہ جملہ تھا :
''اسفل امیر کو خوش دیدھ کے انعام مانگا''۔ مناسب تبدیلی کی گئی ۔
۲۱- اصل : آہ نام
۲۳- اصل : سمجھتے اس کو
۲۶- اصل : دام
۲۷- اصل ۔ رام
۳۰- اصل : سادی
۳۱- اس کے بعد لکھا تھا 'مست ناز کا خوش ہو پہننا' یہ الفاظ بے موقع سمجھ کر حذف کر دیے گئے ۔

باب پہلا

پردہ آٹھواں

۲- اصل : اہل کار کی آمد ِ مست ِ ناز گانا ۔
۴- اصل : امیر مست ناز کو بازو بٹھانا ۔
۵- اصل : قاضی جی دونوں کے ھاتھ ، یعنی امیر کے ھاتھ میں مست ناز کا ھاتھ دے کے ۔
۶- اصل : دعا دینا قاضی جی ۔

باب دوسرا

پردہ پہلا

۱- اصل : اس کے بعد لکھا تھا ، 'گانا فراق مست ناز میں' جو غیر ضروری سمجھ کر حذف کر دیا گیا ۔

۳۔ اصل : 'کیوں گیا کعبے سے چل کر' تصحیح قیاسی کی گئی ۔
۴۔ آوارہ کا لباس بدلے ہوئے آنا ابتدا ہی میں ظاہر کیا جا چکا ہے ۔ یہاں 'لباس بدل کے' کا اشارہ غالباً اس وجہ سے ہے کہ تبدیلیِ لباس کے لیے صرف اتنی بات سٹیج پر کافی سمجھی جاتی تھی کہ کردار اپنے عام لباس پر ایک جغہ پہن لیں ۔ یہاں آوارہ نے غزل گاتے ہوئے اپنا جغہ اتار دیا ہوگا ، پھر دوسرے کرداروں کو آتے دیکھ کر پہن لیا ہوگا ۔
۵۔ اصل : آوارہ کے نام سے پہلے ایک سطر میں لکھا تھا ، 'آوارہ خود بخود کہنا' مناسب الفاظ میں تبدیلی کرکے صحیح مقام پر لکھا گیا ۔
۷۔ 'وہ' دکنی محاورہ ۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ قاتل نے جانباز کے خون سے اتنا دامن رنگ لیا ہے اس لیے اے دلنواز ! تجھے تحمل سے کام لینا چاہیے کیونکہ وہ یقیناً پکڑا جائے گا ۔
۹۔ اصل : 'نہیں قید کا ڈر' ۔ حافظ عبداللہ کے تالیف کردہ متن کے مطابق تصحیح کی گئی ہے ۔

باب دوسرا

پردہ دوسرا

۱۔ اصل : مست ناز اسفل سے کہتے ہوئے آنا ۔
۴۔ اصل : فرار
۵۔ اصل : اس کے آگے تھا 'گانا امیر کا' جو غیر ضروری سمجھ کر حذف کر دیا گیا ۔
۹۔ اصل : تا عمر ہو رہوں گی تیری کنیز

باب دوسرا

پردہ تیسرا

۲۔ اصل : 'وہ' ندارد ۔
۴۔ اصل : 'پُتلے کے پیچھے آوارہ'

۵- اصل : شجاع برقع پوش ہو ، امیر کے ساتھ آنا ۔

۶- اصل : رو برو دیکھ کر ۔

۷- اصل : اس کے آگے لکھا تھا ، ''امیر مست ناز کو پکڑ کے احوال دریافت کرنا' جو بے موقع سمجھ کر حذف کر دیا گیا ۔

۸- کروائی : دکنی محاورہ بمعنی کروایا ۔

۱۱- اصل : جیسے تم آئے یہاں ، میں بھی تو آیا سیر کو

۱۲- وضاحت کے لیے اضافہ کیا گیا ۔

۱۳- اصل : مرنا جینا ہی ہو میرا ہی شجاع کے تیرے ہاتھ

۱۴- اصل : 'امیر پیچ و تاب کھا کر لباس بدل کے ظاہر ہو ، مست ناز کا نقاب الٹ کے کہنا ۔' مناسب تبدیلی کی گئی ۔

۱۵- اصل : بھیجیے

۱۶- لگانا بمعنی گھونپنا ۔

۱۷- مست ناز کے نام سے پہلے 'جاں بہ لب ہونا مست ناز کا' لکھا تھا ۔ اسے مناسب جگہ پر 'مست ناز جاں بہ لب' کے الفاظ میں لکھا گیا ۔

۱۹- اصل : جانباز کے نام سے پہلے یہ فقرہ درج تھا ،

'جانباز نام دلنواز سن کے خوش ہونا اور وفائی اس کی بیان کرنا ۔' مناسب الفاظ میں صحیح موقع پر لکھا گیا ۔

-

باب دوسرا

پردہ چوتھا

۲- اصل : یہ الفاظ نہیں تھے ، مرتب نے مناسب سمجھ کر اضافہ کیا ۔

۴- اصل : فرتوتہ کے نام سے پہلے یہ فقرہ بھی تھا ،

'فرتوتہ اپنے بھائی اسفل سے بے ایمانی ہو کر کہنا' جسے غیر ضروری سمجھ کر حذف کر دیا گیا ۔

۵- اصل : اسفل کے نام سے پہلے یہ جملہ تھا ،
' اسفل بہن کی بے وفائی پر افسوس کرکے حیران ہو ، گانا' جسے مناسب الفاظ میں صحیح موقع پر لکھا گیا ۔

۹- 'یہ' سے مراد فرتوتہ ہے جس کی طرف اشارہ کرکے اسفل یہ بول کہتا ہوگا ۔

باب دوسرا

پردہ پانچواں

۲- اصل : ہے ۔

۳- دلنواز کے نام سے پہلے یہ غیر ضروری فقرہ درج تھا : 'دلنواز امیر سے انکار کرکے جانباز سے اقرار کرنا ۔'

۵- اصل : اس کے آگے ' اور دلنواز کو تسکین دینا' بھی تھا جسے غیر ضروری سمجھ کر حذف کر دیا گیا ۔

۶- اسفل کے نام سے پہلے تھا : 'اسفل جانباز سے مخاطب ہو کہنا ۔' مرتب نے مناسب ترمیم کی ۔

۷- جانباز سے پہلے یہ فقرہ تھا : 'جانباز خفا ہو کر اسفل سے' جو حذف کر دیا گیا ۔

۸- دلنواز سے پہلے یہ جملہ تھا : ' جانباز کی حقیقت سن کے سب خوش ہونا ، کہنا دلنواز کا' جسے حذف کر دیا گیا ۔

۹- اصل : ' امیر غضب ناک ہو ، اسفل و فرتوتہ کو حکم سولی دینا' ۔ اس کے بعد تھا 'امیر' اور اس کے سامنے لفظ 'مسدس' لکھا تھا جسے حذف کر دیا گیا ۔

۱۰- اس کے بعد 'امیر مست ناز کو یاد کرنا' بھی تھا جسے حذف کر دیا گیا ۔

۱۱- کیا : غالباً دکنی محاورہ ، ورنہ 'کی' ہونا چاہیے تھا ۔

۱۲- شجاع کے نام سے پہلے یہ جملہ تھا : 'شجاع و آصف کا جانباز کو تسلی دینا ' جسے غیر ضروری سمجھ کر حذف کر دیا گیا ۔

۱۴- اصل : 'کل ' ندارد ، متن بمطابق تصحیح حافظ عبداللہ ۔

۱۵- اصل : کرنے نیکی نہ ڈری ۔

۱۶- اصل میں 'تمت ' کے بعد لفظ 'تمام ' بھی تھا جسے غیر ضروری سمجھ کر حذف کر دیا گیا ۔

غرور رعد شاہ

عرف

چندا حور خورشید نور

تبصرہ

رونق نے دو ایکٹ کا کھیل 'غرور رعد شاہ' گروہ وکٹوریا کے لیے انیسویں صدی کے اواخر میں لکھا تھا۔ پروفیسر سید حسن (پٹنہ) کے کتب خانے میں 'غرور رعد شاہ' کا جو نسخہ موجود ہے، اس پر تاریخِ طباعت ۳۰ ستمبر ۱۸۸۵ع درج ہے۔ انڈیا آفس لائبریری میں اور میرے پاس اس ڈرامے کے جو اڈیشن ہیں، وہ دونوں پانچ سال بعد کے، یعنی ۱۸۹۰ع کے ہیں۔ اس ڈرامے کے متعلق معلوم کرنے کی بات ایک ہی تھی کہ یہ ڈراما اسٹیج پر آتے ہی ۱۸۸۵ع میں چھپ گیا یا چھپنے سے پیش تر اسٹیج پر آ چکا تھا؟ افسوس کہ اس کے متعلق مجھے باوجود کوشش کے کوئی معلومات حاصل نہ ہو سکیں۔

'غرور رعد شاہ' کو اردو کے مقبول و معروف ڈراموں کے اس انتخاب میں کیوں شامل کیا گیا، اس کے متعلق کچھ عرض کرنا مجھے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ یہ ڈراما نہ صرف رونق کے دوسرے ڈراموں سے مختلف ہے بلکہ اپنی ایک خصوصیت کے اعتبار سے سارے اردو ڈراموں میں منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ پہلے اس ڈرامے کو انتخاب میں شامل کیا، اس کے بعد سوچا گیا کہ اپنے زمانے میں یہ ڈراما مقبول و معروف بھی تھا یا نہیں۔ اس سلسلے میں کوئی قطعی اور یقینی شہادت تو نہیں مل سکی لیکن دو باتیں قابل توجہ ضرور معلوم ہوئیں۔

ایک تو یہ کہ یوپی (ہند) میں حافظ محمد عبداللہ فتح پوری ، آنیسویں صدی کے آخری دس پندرہ سالوں میں ، بمبئی کی تھیٹریکل کمپنیوں کے اکثر کھیلوں کی نقل حاصل کر لیتے تھے اور کاپی رائٹ کی قیود سے بچنے کے لیے آن کی غزلوں کے مقطعوں میں اپنا تخلص ڈال کر اور خفیف سی دوسری اصلاحیں اور ترمیمیں کرکے بطور اپنی تصنیف کے اپنی انڈین اسپیریل تھیٹریکل کمپنی میں پیش کرتے رہتے تھے ۔ ظاہر ہے کہ اس غرض کے لیے وہ ایسے ہی کھیل حاصل کرتے ہوں گے جنھیں بمبئی کے اسٹیج پر آنے کے بعد غیرمعمولی کامیابی حاصل ہوتی ہوگی ۔ چوں کہ 'غرور رعد شاہ' انڈین اسپیریل کمپنی کے تماشوں کی فہرست میں شامل ہے ، اس سے یہ نتیجہ بلا تکلف نکالا جا سکتا ہے کہ رونق کا یہ کھیل بمبئی کے مقبول و معروف کھیلوں میں ہوگا ۔

دوسری بات یہ کہ اس ڈرامے کا دھلی میں ۱۸۹۰ع کا چھپا ہوا جو نسخہ میری لائبریری میں موجود ہے اور جسے مرتّب کرکے یہ کھیل چھاپا جا رہا ہے ، اُس کے سرورق پر دوسری رسمی عبارت کے علاوہ لکھا ہے : ”جس کو منشی محمود میاں صاحب متخلص بہ رونق نے واسطے گروہ وکٹوریا ناٹک کے تصنیف کیا تھا ۔ اب منشی ونایک پرشاد صاحب طالب نے ازسرنو درست کیا ۔“ بمبئی کی پارسی تھیٹریکل کمپنیوں میں جو کھیل ایک بار اسٹیج پر ناکام ہو جاتا تھا ، اسے دوبارہ لکھوانے کی کوشش کبھی نہ کی جاتی تھی ، لیکن کامیاب کھیلوں میں وقتاً فوقتاً ایسی ترمیمیں برابر کرائی جاتیں جن سے ان کے زیادہ مقبول ہونے کا امکان پیدا ہونے کی توقع کی جاتی تھی ۔ چوں کہ اِس کھیل پر یہ عمل طالب سے کرایا گیا ، اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کھیل اپنے زمانے کے مقبول و معروف کھیلوں میں شمار کیا جاتا ہوگا ۔ باقی رہی یہ بات کہ یہ نسخہ جو طبع کیا جا رہا

ہے ، اس پر چوں کہ طالب نظر ثانی کر چکے ہیں ، اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ یہ کھیل رونق کا نہیں رہا ، اس کے متعلق میری ذاتی رائے یہ ہے کہ اس پر نظرثانی برائے نام ہوئی ہے۔ یہ اس بات سے ظاہر ہے کہ غزلوں کے مقطعوں میں رونق کا تخلص اور متن میں رونق کے استعمال کیے ہوئے دکنی محاورے جا بجا ملتے ہیں۔ بعض دوسرے کھیل ، جن پر نظر ثانی ہوئی ، اُن میں یہ بات نظر نہیں آتی۔ چناں چہ اس کھیل کو رونق کے مجموعے میں شامل کر لینے میں مجھے تامل نہیں ہوا۔

ایک علاماتی کھیل (Symbolic play) ہوتے ہوئے 'غرور رعد شاہ' کی دو خصوصیات قابل توجہ ہیں : ایک تو یہ کہ اس میں آسمان سے اُترنے اور زمین میں سما جانے کی قسم کے ایسے شعبدے جا بجا ملتے ہیں جنھیں رونق کے زمانے کے تماشائی بہت شوق اور دل چسپی سے دیکھتے اور ان پر حیران ہونا پسند کرتے تھے۔ دوسرے جو تمثیل اس میں پیش کی گئی ہے ، وہ غیراہم نہ ہوتے ہوئے بھی ایسی گہری اور پیچیدہ نہیں کہ عام تماشائی کی لطف اندوزی میں خلل انداز ہو سکتی ہو۔ اُردو کے دو تین کھیلوں میں نیکی اور بدی کے مجرد کردار ضرور اسٹیج پر آئے : مثلاً آغا حشر کے 'خوب صورت بلا' میں۔ مگر یہ کھیل اول تو 'غرور رعد شاہ' کے بعد اسٹیج پر آیا ، دوسرے یہ مجرد کردار پہلے منظر میں بحث کرنے کے بعد ختم ہو جاتے ہیں۔ جہاں تک مجھے علم ہے 'غرور رعد شاہ' اُردو کا واحد کھیل ہے جو شروع سے آخر تک علاماتی ہے اور جس کے کردار افراد نہیں بلکہ نیچر کی مختلف قوتیں ہیں۔ اس کھیل میں یہ بوجھنے یا سوچنے کی ضرورت نہیں پڑتی کہ کس کردار سے مراد کون سی قوت ہے ، اس لیے کہ کرداروں کے نام قوتوں ہی کے نام ہیں۔ کھیل میں

یہ بات انوکھی یا غیرمعمولی بھی معلوم نہیں ہوتی کہ اُردو اسٹیج کے ابتدائی کھیلوں کا ''مقام'' عموماً وسط ایشیا کا کوئی ایسا شہر ہوتا تھا جسے دوری اور عدم واقفیت ایک فرضی قسم کی ادنٰی سی رومانی فضا بخش دیتی تھی اور مقام ھی کی مناسبت سے کرداروں کے خیالی یا داستانی انداز کے نام رکھ دیے جاتے تھے۔

جس زمانے میں یہ کھیل لکھا گیا، اس کا خیال کرتے ہوئے 'غرور رعد شاہ' میں انوکھا پن ضرور ھے مگر معنوی گہرائی یا مظاھر قدرت کے متعلق کوئی اھم ترجمانی اس میں نہیں پائی جاتی۔ پلاٹ سیدھا سادا ھے، کچھ کردار نیکی کے نمائندے ھیں، کچھ بدی کے نمائندے۔ دونوں کے نام و مقام سے بخوبی ظاھر ھو جاتا ھے کہ کون سا کردار کس کا نمائندہ ھے۔ کھیل کا پلاٹ نیکی اور بدی کے ان نمایندوں کے تصادم سے مرتب ھوتا ھے۔ کھیل کا ھیرو خورشید نور (نیکی کا نمایندہ) خورشید آباد کا والی ھے جو زمین کی بستی ھے اور جسے زمینی طاقتوں یعنی درویشوں کی، جو نیکی اور روحانیت کے امین ھیں، امداد حاصل ھے۔ دوسری جانب رعد شاہ (بدی کا نمائندہ) زر نگری کا حکمران ھے جو دیووں یعنی مابعد الطبیعیات کی سرزمین ھے۔ رعد شاہ کو آتش فرشت نے حیاتِ دوام اس شرط کے ساتھ عطا کی ھے کہ دنیا میں جب تک نیکی اور عصمت موجود ھے، اُس کی موت کا خطرہ باقی رھے گا۔ چناں چہ وہ چاھتا ھے کہ دنیا سے نیکی اور عصمت کو ختم کرکے بقاے دوام حاصل کر لے۔ چندا حور نیکی کے نمائندے خورشید نور کا ضمیر ھے۔ چناں چہ تباہ کرنے کے لیے رعد شاہ کی خاص توجہ اسی پر ھے۔ اس آویزش میں رعد شاہ کو آسمان کی دھشت انگیز اور تباہ کن قوتیں امداد دیتی ھیں۔ رعد شاہ اپنی تمام طاغوتی طاقتوں کے باوصف نیکی کو شکست نہیں دے سکتا اور بالآخر خورشید نور کے ھاتھوں مارا

جاتا ہے اور بدی کا ضمنی کردار 'انجار' بھی 'بخت ور' یعنی نیکی کے ضمنی کردار کے ہاتھوں ختم ہو جاتا ہے۔ ڈرامے میں ضمنی کردار اس لیے کم اہم نہیں کہ نیکی اور بدی کے کردار ان ہی کے ذریعے استقامت اور شناخت حاصل کرتے ہیں۔ خورشید نور کی چندا حور سے بدگمانی اور رعد شاہ کے بیٹے انجار کا اپنی چچا زاد بہن چمکا پر ظلم، دونوں کی شخصیت کو مستحکم کرتے ہیں۔

کھیل میں یہ کوشش ناکام قرار نہیں دی جا سکتی کہ استعاروں کا یہ کھیل دیکھنے میں عام تماشائی کو کسی قسم کی کوئی الجھن محسوس نہ ہونے پائے اور وہ اسے ایسی ہی دلچسپی سے دیکھے جیسے آن دوسرے عام کھیلوں کو دیکھتا تھا جن میں انسانی اعراض و جذبات کی آویزش سے زیادہ اور کوئی بات مد نظر نہ ہوتی تھی۔

سید امتیاز علی تاج
یکم اکتوبر ۱۹۶۷ع

غرور رعد شاہ

عرف

چندا حور خورشید نور

ناٹک دو باب کا

جس کو

مسمی محمود میاں صاحب متخلص بہ رونق نے واسطے گروہ وکٹوریا
ناٹک کے تصنیف کیا تھا ، اب منشی ونایک پرشاد صاحب طالب
نے از سر نو درست کیا

حسب الحکم پروپرائٹر وکٹوریا ناٹک کمپنی کے ، نرائن داس و
جنگلی مل کتب فروشان دھلی دریبۂ کلاں نے طبع کرایا

۱۸۹۰ ع

مطبع ہندو پریس دھلی میں منشی پیارے لال کے اہتمام سے چھپا

قیمت فی جلد ۴ آنے

تختۂ ناٹک

رعد شاہ : والیِ زر نگری ، بادشاہِ راکستان

اغاز : پسرِ رعد شاہ

برف وش : برادر رعد شاہ

دھرتی راج : موکلِ زمین

آتش فرشت : موکلِ آسمان

خورشید نور : شہنشاہِ خورشید آباد

شب ور : برادرِ خورشید نور

گرو : عابدِ جنگلِ خورشید آباد

چندا حور : معشوق خورشید نور، شہزادیِ ماہ پور

چمکا : دخترِ برف وش

کالی گھٹا : ہمشیرۂ رعد شاہ

دایہ : خواصِ چندا حور

خواصیں ، چیلے ، سپاہی ، نوکر ، وغیرہ

مقام : زر نگری ، خورشید آباد ، ماہ پور

پہلا باب

پردہ پہلا

دیوان خانہ

[انجار کا دو زانو ہو کر دھرتی راج کی جناب میں عرض گذاری
کرنا ۔ رعد کا آسماں کی طرف ہاتھ اٹھائے ہوئے دکھائی
دینا ۔ برق وش کا ہاتھ میں سبیح پھراتے نظر آنا]

انجار : ٹھمری[1]

دھرتی سائیں تمرے قدم پر سیس جھکائے بیٹھا ہوں
راج نگریا تج کے داتا بھبھوت رمائے بیٹھا ہوں—دھرتی
دھن کے دھنی! میں بجاری تمہارا، چیرا ہوں بلہاری تمرا
درس برھا چاری تمرا، دیکھیں آئے بیٹھا ہوں—دھرتی
[دھرتی راج کے مہربان ہونے سے انجار کا غرق زمین ہونا]

رعد : غزل[2]

دایم پڑا ہوا ترے در پر نہیں ہوں میں
خاک ایسی زندگی پہ کہ پتھر نہیں ہوں میں ۔دایم
کیوں گردشِ مدام سے گھبرا نہ جاوے دل
انسان ہوں پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں—دایم

۱- بہاگ ۔ طرز : ہماری مندریا کیسے سونی
۲- کلیان ۔ طرز : رسے میں فکر کے جو ہو

یارب زمانہ مجھ کو مٹاتا ہے کس لیے
لوحِ جہاں پہ حرفِ مکرر نہیں ہوں میں۔۔داہم
حد چاہیے سزا میں عقوبت کے واسطے
آخر گناہ گار ہوں، کافر نہیں ہوں میں۔ داہم
کرتے ہو مجھ کو منع قدم بوس کس لیے
کیا آسمان کے بھی برابر نہیں ہوں میں[۳] ۔ داہم

[آتش پرست کے مہرباں ہونے سے رند کا یکایک غائب ہو جانا]

برق وش : غزل[۴]

نہ فلک بہ گئے، نہ تو خاک ہوئے، یہ بھی نہ ہوئے وہ بھی نہ ہوئے
نہ نجس ہی بنے، نہ تو پاک ہوئے، یہ بھی نہ ہوئے وہ بھی نہ ہوئے
نہ کسی کے گلے کے ہار ہوئے، نہ کسی کی خلش کے خار ہوئے
نہ تو گل نہ خس و خاشاک ہوئے، یہ بھی نہ ہوئے وہ بھی نہ ہوئے
نہ تو عشق میں جی دینے کو ڈرے، نہ تو وصل کا اس کے سوال کرے (کذا)
بنے خایف، نہ بیباک ہوئے، نہ بھی نہ ہوئے وہ بھی نہ ہوئے
نہ تو گل کی روش ہم کھل کے ہنسے، نہ تو نالہ کرکے قفس میں پھنسے
بنے شاد، نہ ہم غم ناک ہوئے، یہ بھی نہ ہوئے وہ بھی نہ ہوئے
نہ تو رونقِ عالم ہائے ہوئے، نہ خرابیِ دنیا وائے ہوئے
نہ تو جہل، نہ ہم ادراک ہوئے، یہ بھی نہ ہوئے وہ بھی نہ ہوئے[۵]

[انجار کا سیاہی لباس پہنے[۶] مع دھرتی راج زمین سے نکلنا ۔ برق وش
کا گھبرا کر دونوں کو تکنا]

۳۔ از غالب ۔ (مرتب)
۴۔ ضلع ۔ طرز: مں نو دیس بدلس
۵۔ ''یہ غزل اسد اللہ خاں غالب کی ہے''۔ (مصنف)
مصنف کا یہ نوٹ غلط ہے ۔ یہ غزل غالب کی نہیں ہے ۔ (مرتب)

انجار : ٹھمری[7]

دھن دھن دھن نو ہے راج درس دینا موہے آج—دھن
جبرے تہارے ، تورے سہارے ؛ راکھو ہماری لاج—دھن
مرن ہمارو راجا جی ٹارو ، ہے یہ بنتی آج—دھن

دھرتی راج : گانا[8]

درگاہ میں میری مقبول ہوا ہے تو انجار
تیری کروں گا مدد میں ، ڈرنا نہیں زنہار
ہرگز اپنی موت سے تو نہ مرے گا مان
غالب تجھ پر ہوئے نہیں دنیا میں کوئی انسان
ہاں مگر جو شخص کہ ہووے صحبتِ زن سے پاک
گیارہ سال وہ طاعت بھی کرے خالق (کی) غم ناک
ایسا شخص تو بےشک تجھ پر پائے فتح ذی شان
ماسوا اس کے اور تو نہ ہوگا تیرے مقابل ، مان

[دھرتی راج کا زمین میں غائب ہو جانا ۔ انجار کا مغرور ہو کر اپنے چچا برف وش کو دم دینا]

انجار : غزل[9]

ہوا ہے تو دیوانہ کیا اے چچا !
ادب تجھ کو سکھلانا کیا اے چچا !

۷۔ برھنس ۔ طرز : بانکی رے سیاں تیری چال
۸۔ پیلو ۔ طرز : راجا ہوں میں قوم کا (اصل میں 'پیلو' کے آگے مثنوی تھا ۔ گانے کا عنوان زیادہ مناسب معلوم ہوا ۔ مرتب
۹۔ جھنجوٹی ۔ طرز : دیاونت داتار

مرا جان درجہ کہ میں کون ہوں
تجھے ہم نے سکھلانا کیا اے چچا!
ہیں[10] ہم بادشاہِ زمین اور زمان
تجھے ہم نے فرمانا کیا اے چچا!

[برق وش کا مجبوراً[11] تعظیم بجا لانا ، انجار کا جانا]

برق وش : غزل[12]

یا رب وہ بھول جائے گا اپنے قرینے کو
قدرت کسی طرح کی نہ دے تو کمینے کو ۔ یا رب
پتھر سا سفلہ[13] خاتمِ قدرت میں جائے پائے
اور گھر انگوٹھی میں نہیں ملتا نگینے کو ۔ یارب
دل اپنا زنگ کینہ سے کوئی کرے خراب
صاف آئینہ سا رکھیں گے ہم اپنے سینے کو ۔ یا رب

[رعد شاہ کا شاہی لباس میں آس فرست (کے) تخت سے لٹکے ہوئے آسمان سے اترنا[14]]

رعد شاہ : کافی[15]

میں تو اے آتش فرشت آپ کا غلام ہوں ؛ گو شاہ ذی کرام ہوں ۔ میں
اے میرے مولا ! اے سب سے اولا ! یہ ہم سے رکھتا کام ہوں
میں آپ کا غلام ہوں ۔ میں
کوئی ذی قالب ، ہو نہ مجھ پر غالب ، میں زندہ ہی مدام ہوں
میں آپ کا غلام ہوں ۔ میں

۱۴۔ ضلع جھنجوٹی ۔ طرز : لب اس گل رعنا کا (غزل کی بحر طرز کے مطابق نہیں ۔ مرتب) ۔
۱۵۔ دادرا ۔ طرز : ہو گوری آ لینی نظارہ بھر

آتش فرشت : غزل[۱۶]

اے رعد ! بہت دن تو رہا میرا پرستار
جو چاہتا ہے تو ، تجھے حاصل ہے خوش اطوار—اے
ذی روح نہیں تجھ پہ کوئی ہونے کا غالب
ہاں ایک ، مگر شرح تو سن اس کی طرح دار—اے
دنیا کی حسینوں سے حسیں جس کی ہو معشوق
دامن رہے پاک (اور) ہو شوہر کا فقط پیار—اے
اس بی بی کا شوہر نہ رہے تیرے پہ غالب
دیگر رہیں عاجز ترے سے، کیوں ہے (تو) غم خوار—اے
زر نگری کی اب چھین سے کر جا کے تو شاہی
نیکی پہ چلے گا تو ہوں میں تیرا مددگار—اے

[آتش فرشت کا تخت در بیٹھ کر اڑ جانا ، رعد شاہ کا غرور سے پھولے نہ سمانا]

رعد شاہ : غزل[۱۷]

اے برق وش ! سنا کہ مری کیسی شان ہے
قبضے میں میرے اب تو زمانے کی جان ہے—اے
پاک عصمت ایک بی بی کا شوہر مرا حریف
رکھوں اسے نہ پاک تو پھر کیا زیان ہے—اے
سب پر قوی کیا مجھے آتش فرشت نے
اب کس کو میرے ہاتھ سے ملتی امان ہے—اے

۱۶- ضلع جھنجوٹی - طرز : جوگن نہ ہوں میں غم میں نئی
۱۷- جھنجوٹی - طرز : دور فنا سے دل کو

کوئین[۱۸] جس کو کہتے ہیں وہ میری مِلک ہے
ارض و فلک مرے ہیں ، مرا سب جہان ہے۔اے

برق وش[۱۹] : اے بھائی باز آؤ کلامِ غرور سے
آلودہ مت زباں کو کرو اس قصور سے۔اے
آتش فرشت نے کی مدد تب جناب کی
برسوں کی جب کہ عاجزی رکھی غرور سے۔اے
پاک عصمتوں کا غیب کا حافظ ہے کردگار[۲۰]
دامن نجس انھوں کا ہو کس بے شعور سے۔اے

رعد شاہ : اے بے شعور! تجھ کو نہیں اب تلک شعور
میرے لیے ثواب ہے جو کچھ کروں قصور

[تالی بجانا اور آنا کالی گھٹا دیونی کا آگ کے شعلے چھوڑتے ہوئے]

کالی گھٹا بہن مجھے اب تیری ہے ضرور
جلدی بتا تو مجھ کو اے ھمشیر رشک حور
دنیا کی عورتیں ہیں ترے سب خیال میں
پاک عصمت ان میں کون ہے کہہ اس کے حال میں

کالی گھٹا : پاک عصمتی کا یوں تو کئی پر گمان ہے
پرسب میں ایک منتخب، اے بھائی جان! ہے
شہزادی ماہ پور کی وہ دل ستان ہے
خورشید آباد میں ابھی اُس کا مکان ہے
نام اُس پری جمال کا تو چندا حور ہے
شوہر وہ نازنین کا خورشید نور ہے

رعد شاہ : ع یہ بھی بتا وہ آوے گی کس طرح میرے ھاتھ

۱۹- طرز مذکور -

کالی گھٹا : ع تو کرکے اس سے جنگ ایسے کر لے تیرے هاتھ

رعد : ع پر اُس سے جنگ کے لیے هو پہلے کچھ بگاڑ

کالی گھٹا : ع کرتی هوں جا کے اُس کے فقیروں سے چھیڑ چھاڑ

رعد : ع کر دیجو اے بہن ! انھیں عاجز تُو مار سے

کالی گھٹا : ع کچھ بھی خطا نہ هوگی تری جاں نثار سے

[جانا دونوں کا]

برق وش : غزل[۲۱]

نہیں زنہار ناقص کو کبھی کامل هنر آیا
لگائی اندھے نے عینک تو کیا اس کو نظر آیا—نہیں
سرِ دریا رها جو، اس کا سر موجوں نے توڑا هے
گیا هے جو تہِ دریا تو وہ لے کر گہر آیا—نہیں
درِ اول سے دنیا کے تو غافل تُو در آیا (هے)
درِ ثانی سے جب نکلا کہا ، سب نے کدھر آیا—نہیں
کبھی کافر، گھے مومن ، کبھی تو نیک، گاهے بد
مسلّم اپنے ایماں پر تو کس دن اے بشر آیا—نہیں
ارے او وارثِ جنت ! ذرا هشیار دنیا سے[۲۲]
هے زیب دنیوی میں دین کا رولق[۲۳] نظر آیا—نہیں

[جانا برق وش کا]

۲۱- ضلع - طرز : بنی آدم نہ هو غافل

باب پہلا

پردہ دوسرا

جنگل

[فقیروں کا عبادت کرتے نظر آنا]

گرو : غزل[1]

آج تک گھر تھا تمھارا اس میں اب اللہ ہے
اے بتو! بت خانۂ دل اپنا بیت اللہ ہے۔آج
جاننا مشکل بہت ہے منزلِ عشق و ہوس
راہ میں ہے گمرھی تو گمرھی میں راہ ہے۔آج
چشمۂ جان سے ہمارے چاہے جو[2] سیراب ہو
تشنگانِ راہ! خون اپنا سبیل اللہ ہے۔آج
یہ متاعِ خستہ جاں ہے، کیا بِکے بازار میں
ایک ٹوٹا نالہ ہے اور ایک پھوٹی آہ ہے[3]۔آج
روضۂ رونق پہ چلیے فاتحہ کے واسطے
سنتے ہیں کہ اپنے ہم مشرب کی وہ درگاہ ہے۔آج

[کالی گھٹا کا شعلہ' آتش چھوڑتے ہوئے آنا]

۱- سوھنی - طرز: کل سے تو بے کل او یار

گانا[۴]

کالی گھٹا : میرے سر پہ جٹا ، ہوں میں کالی گھٹا
ہوں میں کالی گھٹا ، دوں میں سب کو ہٹا۔میرے
بھائی میرا رعد ہے اور دوسرا ہے برق
بھتیجا انجار میرا ، کر دے سب کو غرق۔میرے
خورشید آباد ، آج زیادہ سب سے آباد
زر نگری کے حاکم سے وہ کیوں نہ ہو برباد۔میرے

[آتش کے شعلے دیکھ کر گرو کا مع چیلوں کے گھبرانا[۵]]

گرو : آئی یہ ناپاک کرنے بندگی اپنی خراب
بھاگو یاں سے چاہتے ہو اپنی جاں کا گر صواب

[جوگیوں کا روانہ ہونا ، کالی گھٹا کا خوشیاں مناتے چلے جانا]

۴۔ کالنگڑا ، کہروا ۔ طرز : ساڑھے تین پیسے سیر مچھلی ناھیں بیچوں گا

باب پہلا

پردہ تیسرا

خواب گاہ

[چندا حور اور بخت ور کا ایک کوچ پر بیٹھے ! نمہلائی دینا]

غزل[1]

بخت ور : یہ چاہتا ہے جی کہ سنوں میں بیانِ عشق
بھائی کہو تو مجھ سے کوئی داستانِ عشق۔ یہ
جی میں ہے اس سے کیجے ملاقات ایک بار
معلوم ہو تمھیں تو بتادو نشانِ عشق۔یہ
لاکھوں کی جان لی ہے جفا کار عشق نے
ممکن ہو گر تو کیوں نہ بھلا لوں میں جانِ عشق۔یہ

چندا حور[2] : بھولے سے بھی نہ بھائی کبھی لینا نامِ عشق
پیغام تم اجل کا سمجھنا پیامِ عشق۔بھولے
نارِ جہنم پھونک دے وہ نار عشق ہے
انساں کا کیا ہے دل کہ ہو اس میں قیامِ عشق۔بھولے
کر دیتا پل میں یہ تہ و بالا جہاں کو (ہے)
اچھا رکھا کسی نے مگر[3] انتظامِ عشق۔بھولے

۱۔ سارنگ ۔ طرز : ہے پاس اب بہت ہی
۲۔ طرز مذکور ۔

بخت ور : عارضی خوبی پہ اے بھابی جو میرا آئے دل
حسنِ ذاتی کی بھلا کیا معرفت پھر پائے دل
ہم خراب اس کو کریں بدنام ہووے ہائے دل
دل لگی ہم جب کریں تو کیوں نہ للچا جائے دل
جس سے ملّت رکھنی چاہو اس سے ملّت ہوتی ہے
ربط کوئی شے کا تم رکھو تو علّت ہوتی ہے

چندا حور : ہے تمھارے بھائی کے پُرنوررخ[۴] سے مجھ کو پیار
اے برادر! تم پہ بھی ہمشیر سی ہوں میں نثار
اب تلک آئے نہیں بھائی تمھارے گل عذار
خواب آنکھوں میں نہیں ہے آنے دیتا انتظار
اپنے زانو کے سہارے سونے دو ہمشیر کو
تم غزل اک گاؤ جس میں لاؤ اس تقریر کو

[چندا حور کا زانوے بخت ور پر سر رکھ کر سونا]

بخت ور : غزل[۵]

اسی میں انسانیت ہے بس جو رکھے دلِ بوالہوس پہ قابو
نہیں اے محمل نشین تیرا ، بیان کر تو جرس پہ[۶] قابو—اسی
ارے او صیاد عقل تیرے ہی مرغ دل دام تن میں تو ہے
نہیں دیا باغبانِ عالم نے کیا تجھے اس قفس پہ قابو—اسی
غریب فریادی ایک ہے دل ، نہیں ہے قبضہ کچھ اس پہ مشکل
پر عقل ہے داد خواہ بلا کی جو کرتی ہے داد رس پہ قابو—اسی

۵- کلیان ۔ طرز : جو حال مسکیں

ترے ھی بس میں ہے آک ترا دل نہ قابو اس پر تو کر سکا تو
ہے تس پہ ھردم ھوس ھی تجھ کو کروں گا کس دن میں اس پہ قابو۔۔اسی
سلیماں شوکت بھی ھو تو رونق نہ قابو مور ضعیف پر کر
کہ عنکبوت اجل کرے گا تری بھی جاں ناتواں پہ قابو۔۔اسی

[بخت ور کا سونا ، دایہ کا آن کر تعجب کرنا]

غزل[۷]

دایہ : ھوئے دونوں یہ کیسے بے نام و ننگ
کہیں سوتی بھابی ہے دیور کے سنگ؟۔۔ھوئے
جو شہزادے خورشید نور آئیں تو
اڑا دیں گے دونوں کا سر بے درنگ[۸]۔۔ھوئے

[حورشید نور کا آن کر دونوں (کو) دیکھ کر پیچ و تاب کھانا]

خورشیدنور : اے دایہ ! بنے ھیں یہ کیا بے حیا
نہیں شرم رکھتے ذرا بے حیا۔۔اے
بلا سے ھوئی بےحیا چندا حور
یہ کیوں بخت ور ہے بنا بے حیا۔۔اے
کروں کیوں نہیں قتل دونوں کو میں
اسی لایق ھیں ناسزا بے حیا۔۔اے

[خورشید نور کا تلوار سے دونوں کو قتل کرنا چاھنا ، دایہ کا روکنا]

غزل[۱۰]

دایہ : ولی عہد شہزادے ! دابو[۱۱] غضب کو
(جو) دابو غضب کو سنو اس سبب کو۔۔ولی عہد

۷۔ کلیان ۔ طرز : رھا تجھ کو اے جور
۹۔ طرز مذکور ۔
۱۰۔ کلیان ۔ طرز : دلہن مانگے داروں ساری

اُٹھا کر انھیں ان کا انصاف کرنا
سزا دینا پھر دونوں ھی[۱۲] بے ادب کو ـــ ولی عہد

خورشید نور : اَن کو دلوا رھی ھے تو جو امان
میں چہِ آتشی میں دوں گا جان
کیوں جہنم مجھے نہ ھووے جہان
جب یوں فرماوے سعدی ذی شان
زن بد در سرائے مردِ نیکو ست (کذا)
ھم درین عالم است دوزخ اوست (کذا)

[(دایہ کا روکنا) ، زبردستی جانا خورسید نور کا ، حونکنا جندا حور کا اور غصے ھونا دایہ کو]

چندا حور : (تو) اودھم یہاں کرتی ھے کس کے ساتھ
لگام اب تو رکھ شرم کی اپنے ھاتھ
اُڑایا مرا مال زادی نے خواب

دایہ : ع یہ خواب آیا تھا (یا) خدا کا عتاب
نہیں خیر شہزادے کی جان کی

چندا حور : ع حفاظت انھیں میرے سبحان کی

[بختور کا گھبرا کر اُٹھنا]

بخت ور : ع کیا آفت ھے ایسی مرے بھائی پر

چندا حور : ع بیاں حال کر جلدی سے بد گُہر

دایہ : وہ یوں بدگمانی سے بے تاب تھے
کہ تم بختور سے (جو) ھم خواب تھے

بخت ور : ع مرے بھائی مجھ سے ھوئے بدگماں

چندا حور : ع گئے ھیں کہاں (وہ) مرے جانِ جاں

دایہ : ع چہ آتشی پر گئے دینے جی

بخت ور : ع نہ کیوں میرا تو نے دیا لینے جی

چندا حور : ع جدھر ہیں وہ ، میں بھی اُدھر جاؤں گی
ہو صدقے انھوں پر گزر جاؤں گی

[جانا چندا حور و دایہ کا دیوانہ وار]

بخت ور : غزل[۱۳]

بھائی سے بھائی کی بھی تو بدگمانی دیکھ لی
ظاہر اک یہ بھی قیامت کی نشانی دیکھ لی—بھائی
گل کھلایا ہے تو اس گلشن میں گلچیں کے لیے
باغبانِ دھر! تیری باغبانی دیکھ لی—بھائی
ہیں وہ دیوانے جو بیگانوں کو دے دیتے ہیں دل
ہم نے خویشوں پر بھی کرکے جانفشانی دیکھ لی—بھائی
کیا اب اُس کا دیکھیں منہ ، کیا اُس کو ہم دکھلائیں منہ
کیسی الفت ہم سے تھی بھائی کو جانی دیکھ لی—بھائی
اک نوشتہ ہم وداع کا اُن کو لکھ کر بھیج دیں
اب ملیں گے حشر میں یہ دارِ فانی دیکھ لی—بھائی
اب موحد بن کے جنگل میں کریں واحد کو یاد
کثرتِ دنیا کی ہم نے کامرانی دیکھ لی—بھائی

[جانا بخت ور کا]

۱۳- کلیان ۔ طرز : مرغِ دل مت رو یہاں

باب پہلا

پردہ چوتھا

محل

[داخل ہونا چمکا کا]

چمکا : ٹھمری[1]

موا دیکھو کہاوے میرا بھائی رے
کیسا بھائی ، مجھ سے آشنائی چاھے ھے سودائی—موا
آوے آوے تو میرا باپ کہوں گی میں
ھم سے کرے ھے وہ انجار بےحیائی—موا

[آنا برق وش کا]

غزل[2]

برق وش : تو اے نورِ چشم! ھے کس دھیان مین
کیوں اکیلی آئی اس ایوان میں—تو
چاھیے کیا تجھ کو ، مجھ سے کر بیاں
باپ تیرا ھے ترے فرمان میں—تو

۱- کھماچ - طرز : مورا سیاں کرے مو سے چترائی
۲- کلیان ، بھوپالی - طرز : آپ کا مشتاق ھوں

چمکا [۳] : کیا کہوں تم سے اے ابا جان ! میں
سمجھی ہوں انجار کو شیطان میں۔ کیا
مجھ پہ رکھتا ہے وہ موذی بد نظر
بھائی کہتی ہوں اُسے ہر آن میں۔ کیا

برق وش : رعد اور انجار دونوں باپ بیٹے بے حیا
جادو گر ہو کر لگے دنیا پہ کرنے کو جفا
اک بھتیجا ایک بھائی کس کو کیجیے بد دعا
مردم آزاروں کو لیکن کردے غارت اے خدا !
جو کوئی موذی ہیں وہ نطفے سے ہیں حیوان کے
نیک ہے وہ ہی جو ہے آرام کو انسان کے

[انجار کا مع تصویر چمکا آنا]

انجار : اے چچا ! عاشق ہوا ہوں میں تو اس تصور پر
اس کو کہہ دو مت جفا کر عاشقِ دلگیر پر
آج مجھ سا ہے جہاں میں کوئی عالم گیر ، پر
کیا کروں صدقے ہوا ہوں اس مہِ تنویر پر
اس لیے ہوں پوجتا ہر دم یہ شکلِ نور کو
ورنہ ہوں وہ شوخ خم کردوں گا میں تو اُس کا سر [۴]

چمکا : نور کے آگے ہو ناری ، نار کا کیا مرتبہ
پیش نیکاں ہووے خواری ، خوار کا کیا مرتبہ
سمجھے اے نمرود تو گلزار کا کیا مرتبہ
خار ہے جانِ برادر خار کا کیا مرتبہ [۵]
حق [۶] نے اے مردودا گو صورت مجھے دی نور کی
پر نہیں تیرے لیے ، گو ہوں تجلّی طور کی [۷]

۴- طرز مذکور۔

انجار : نور پہ قبضہ مرا ہے ، نار پر ہے اختیار
نیک میرے بس میں ہے اور خوار پر ہے اختیار
گو میں ہوں نمرود ، پر گلزار پر ہے اختیار
باغباں وہ ہوں کہ باغ و بار پر ہے اختیار
نار میرے قبضے میں ہے ، نور میرے ہاتھ میں
آ چکی ہے تو اے رشکِ حور ، میرے ہاتھ میں

برق وش : دیکھ اے انجار ! اب تھمتا غضب میرا نہیں
میں چچا تیرا ہوں ، تجھ کو کچھ ادب میرا نہیں ؛

انجار : تم چچا ہو اور یہ بھی ہے چچا زادی مری
گر بھلائی چاہو تو اس سے کرو شادی مری

چمکا : شادی کر جا کر بہن سے تیری تُو اے بد لگام !
بے حیائی کے یہاں آ کر نہ ہرگز کر کلام

انجار : تو بھی تو میرے چچا کی بیٹی ہے ، میری بہن
کیوں نہیں بیاہتی ہے پھر مجھ سے بھلا اے گلبدن !

برق وش : چاہتا ہے گر بھلائی اپنی تو انجار جا !
ورنہ ہو جائے گا تو اس تیغ سے مردار ، جا !

[انجار کا غصے ہو کر جانا]

انجار : مت مدد میں میری رکھو دھرتی راجا ! فرق اب
یہ مری معشوق ہو جاوے زمیں میں غرق اب

[چمکا کا زمین میں غرق ہو جانا]

● اور مجھ سے کیجیے ضد اے چچا جی برق ! اب
جاؤ بیٹی ڈھونڈنے کو غرب^ سے تاشرق اب

آپ کیجیے گا شکایت چرخِ[9] کج رفتار سے
خاک میں جاتے ہیں ہم تو ملنے اپنے یار سے

[احار کا زمیں میں سمانا ، رعد کا آنا]

برق وش : بھائی تیرا بیٹا دل پر داغ میرے دے گیا
میری دختر ظلم سے زیر زمیں وہ لے گیا

رعد : تیری دختر میرے بیٹے کے نہ ہو آرام میں
برق وش ! کہہ تو ہی ، وہ آوے گی پھر کس کام میں

برق وش : وہ بہن تھی اس کی ، بھائی بیاہے ہے ہمشیر سے!
بھائی تو یہ گفتگو کرتا ہے کس تقریر سے ؟

رعد : برق وش بیہودہ تو بکنے سے کچھ ڈرتا نہیں
کیا چچا کی بیٹی سے شادی کوئی کرتا نہیں ؟

برق وش : کرتے ہیں ، لیکن نہیں یہ بات ہے ہم کو قبول
جلد منگوا دے مری بیٹی ، نہ باتیں کر فضول

رعد : تجھ میں طاقت ہو تو لے آ ، میں نہیں اس کام میں
کیوں خلل ڈالوں مرے بیٹے کے میں آرام میں

برق وش : ع بھائی کی اُلفت نہیں ، کیا محض بیٹے کا ہے پیار؟

رعد : ع بھائی سو[10] تجھ سے کروں اس ایک بیٹے پر نثار

برق وش : چاہے جتنا بے کسوں پر ظالمو کر لو ستم
تم قوی ہو اور ضعیف و ناتواں بےچارے ہم
گو توانائی میں مورِ ناتواں سے بھی ہیں کم
لیکن اے مارِ سیہ مولا کا جو ہووے کرم
مجھ سی اک چیونٹی کرے گی زیر تجھ کو زور سے
ہے مثل مشہور عاجز مار بھی ہے مور سے

رعد : جا عبث مت گفتگو تو ایسی واھیات کر
جب کرم مولا کا تیرے ھو ، تب ھم سے بات کر

برق وش : یا[۱۱] تو دنیا ھی سے مَیں اے رعد! ھو جاؤں گا رد
ورنہ تیرے واسطے لاؤں گا مولا کی مدد

[جانا برق وش کا]

رعد : غزل[۱۲]

یہ بحرِ دارِ فنا موج کیسی مارے ھے[۱۳]
کہ ڈوبتا بھی یہاں آشنا کنارے ھے—وہ
حلول جسم[۱۴] جہاں میں ھے روح فرعون کا
ھر اک ھی سمجھے خدائی مرے سہارے ھے—یہ
جہاں کا سیدھا بھی آتا نظر ھے کام الٹا[۱۵]
وھی بگڑتا ھے جو آپ کو سنوارے ھے—یہ
وہ بازی جان کی ھم کھیلتے ھیں عقل سے یوں[۱۶]
کہ جیتنے جو ھمیں آئے وہ ھی ھارے ھے—یہ
اب حالِ دنیا یہ[۱۷] رونق ھوا بقول نظیر
اچھل کے مینڈکی ھاتھی کو لات مارے ھے—یہ

[آنا کالی گھٹا کا]

کالی گھٹا : ٹھمری[۱۸]

میں لے آئی بھائی کر کے اپنا کام ، کام—میں لے آئی
جوگیوں کے ڈیرے تھے جو بسیرے

۱۲- ضلع - طرز : سنبھالو تیغ ادا
۱۸- جھنجوٹی - طرز : نکو جاؤں اے مکاری

انھیں توڑے جا کے میں نے نیک نام ، نام ، نام—میں لے آئی
اب جو ہو فرمان ، کہو تجھ پہ قربان
کروں اس کو پکا ، رکھوں نہیں خام خام—میں لے آئی

[بغل گیر ہونا رعد کا کالی گھٹا سے]

هولی[۱۹]

رعد : خوش ہوں تجھ سے اے ہمشیر پیاری !
میرے کاموں میں تو دے گی یاری—خوش
چندا حور ہے جو معشوق خورشید
اس کو لے آ تو گھر میرے ، ہو عید
اس جگہ کرکے فن کوئی جاری—میرے
سنتا ہوں کہ وہ ہے پاک عصمت
اس کے شوہر سے ہے مجھ کو دہشت
کروں دامن کی میں اس کے خواری—میرے

کالی گھٹا : دل سے سنوں ، کہا ترا مانوں (میں) جان سے
اس کو اڑا کے لاتی ہوں میں آسمان سے

[جانا دونوں کا]

۱۹- جوگیا اساوری ـ طرز : توہے لازم ہے

باب پہلا

پردہ پانچواں

جنگل

[چاہِ آسنی کے نزدیک خورشید (نور) کا نظر آنا]

خورشیدنور : غزل[1]

وہ آتش تھی جسے دھوکے میں ہم نے نور سمجھے تھے
کیوں شمعِ بزمِ فرعون کو چراغ طور سمجھے تھے — وہ
شرابِ وصل کی امید اب کیا ہم رکھیں آس سے
وہ نکلا آبلہ دل کا جسے انگور سمجھے تھے — وہ
دلِ ناداں! سنا پا جلد، وہ قاتل نظر آیا
تجھے ہم جس مسیحا کے لیے رنجور سمجھے تھے — وہ
مرے بھائی سے منہ کالا کیا او فاحشہ گھر کی!
تجھے تو پاک عصمت ہم نے چندا حور سمجھے تھے — وہ
جسے جانے تھے نافہمی سے اپنی موت اے رونق!
بغل میں اپنی تھی اور ہم نے اس کو دور سمجھے تھے — وہ

حشمت مٹے، جلال مٹے، کروفر مٹے
دولت مٹے یا مال مٹے یا (کہ) زر مٹے
صنعت مٹے، کمال مٹے، یا ہنر مٹے

۱- کافی - طرز : قتل کرنے کو عاشق کے (طرز کی بحر غزل کے مطابق نہیں - مرتب)

مٹ جائیں سب بلا سے ، نہ عزت مگر مٹے
بے آبرو کے جینے سے انسان مر مٹے

[چاہ آتشی میں خورشید نور کا گرنے چاہنا اور چندا حور کا آن کر اسے منانا]

ٹھمری[۲]

چندا حور : ناتھ بتیاں موری سن ، ہوں میں واری ناتھ
پاپن کو کاہے بوت ہے ہن—ناتھ
پران پتی توری پریاستی ہے
اوگن مان نہ مورے بو گن—ناتھ
راکھو سانوریا پریم نظریا
روے رہی ہوں میں سبس کو دھن—ناتھ

خورشید نور : منہ کالا لے کے آئی مرے آگے بے حجاب
غیرت تجھے کیا آتی نہیں خانماں خراب ؟
کیا جانتی نہیں مجھے کس درجے ہے عتاب
اس وقت تیری جان میں لے لوں تو ہے ثواب
پر تجھ سی فاحشہ کو نہ ماروں گا جان سے
میں خود وداع اب ہوتا ہوں فانی جہان سے

چندا حور : راضی تو مجھ سے ہووے تو دوں جان میں ابھی
قدموں پہ تیرے ہوتی ہوں قربان میں ابھی
عصمت میں لیک پاک ہوں ذی شان میں ابھی
ٹک دیکھ تو ادھر ہوں پُر ارمان میں ابھی

۲- بھیرویں - طرز : کروٹیاں لینے دے

اک دم لگا کے سینے سے پھر قصہ پاک کر
اندازِ وصل سے مجھے ظالم ہلاک کر

[خورشید نور کا چندا حور کو دھکا دے کر گرا دینا]

خورشیدنور : تو کام کی نہیں مرے ، ہو دور بے حیا
اب چاہ تیری مجھ سے ہے کافور بے حیا
آئی نیا تو کرنے کو پھر زور بے حیا
واللہ کروں نہ تجھ کو میں منظور بے حیا
واصل اس آگ سے ہوں ، نہ تجھ سے ملوں مگر
لے میں تو چلتا ہوں تو فی النار والسقر

[چندا حور کا خورشید نور کو نہ گرنے دینا]

چندا حور : تم کیوں لگے ہلاک اے ذی شان ! ہونے کو
حاضر ہے لونڈی آپ پہ قربان ہونے کو
آگے تمھارے صاحبِ ایمان ہونے کو
لو گرتی ہوں میں آگ میں بے جان ہونے کو
دنیا میں خیر جیتے جی تو ہم کو بھولنا
لیکن صنم ! نہ حشر میں پُر غم کو بھولنا !

[آگ میں کودنا چندا حور کا ، دیکھنا خورشید نور کا]

خورشیدنور : ع ہے ہے یہ آگ اس کے لیے باغ ہو گئی !

[جاہِ آتشی (کا) نابود ہو جانا ، باغ کا نظر آنا]

چندا حور : ع لو فضل حق سے یار میں بے داغ ہو گئی !

[خورشید کا شرمانا ، کالی گھٹا کا آن کر چندا حور کو اُڑا لے جانا]

کالی گھٹا : ع شوہر اب اس کا رعد شہ ، خورشید نور! ہے

خورشید نور : ہے ہے کہاں الٰہی مری چندا حور ہے

[خورشیدنور کا گھبرا جانا ، جوگیوں کا آنا]

گرو : هولی[۳]

همیں راجا جی چل کے دکھ سے نوارو
بکٹ ہم پہ سکٹ ہے ٹارو جی ٹارو — همیں
واکس کو راجا جو رعد ویت ہے
ادھر بھی بھیو وہ ادھر بھی نثارو — همیں
واکی بہنیا گھوٹا او دسا کو
راج کنور چل کے جلدی سے مارو — بکٹ
بن باسی جوگی نہ کاھو کے بیری
کیوں ہم سے کوئی بیر راکھے بچارو — بکٹ
بندہ سہان کرتے آن پڑے ہیں
سادھو سنیاسی کے اے پالن ہارو — بکٹ

خورشیدنور : غزل[۴]

جو آپ اپنے ہی درد میں مبتلا ہو
مسیحائی اوروں کی تو اس سے کیا ہو — جو
گرفتارِ مشکل زمانے کو پایا
کسی کا یہاں کون مشکل کشا ہو — جو
میں ہوں دردمند آپ ، اے پیر و مرشد !
کیا مجھ سے تمھارے مرض کی دوا ہو — جو
گلِ عیش میرا گیا اس چمن سے
کہو جو کہیں اس کا ملتا پتا ہو — جو

۳۔ کافی ۔ طرز : هوری کی بھیک
۴۔ ضلع برھنس ۔ طرز : سرس میں سرس چیز

رہے اس خرابات میں کیا تو رونق
جہاں جو ہو عاصی وہی بے خطا ہو—جو

سب جوگی : پد[۵]

وا کا ہی ہے یہ کاج مہاراج وا کا ہی ہے یہ کاج—وا کا ہی
راجا کی رانی پتی پرتگیانی لے گیا دشٹ مزاج—مہاراج
رعد سے لڑنے چلیے جھکڑنے چھتر پتی سرتاج—مہاراج

خورشید نور: ع کہو تو لوں کچھ ساتھ میں اپنے فوج

گرو . ع ہیں اس پست کے ایک ہی آپ اوج

[جانا سب کا ۔ باب اول کا اختتام پانا]

---

۵ سنگھاسا ۔ طرز ، ٹھار دم دم کا

باب دوسرا

پردہ پہلا

جنگل

[بخت ور کا فقیری لباس میں یاد الٰہی کرتے نظر آنا]

بخت ور : غزل[1]

جیسے کہتے ہیں بحر معرفت اس کا قطرہ دریا یہاں پہ ہے (کذا)
ہیں کنارہ کش اس کے آشنا انہیں پوچھ ساحل کہاں پہ ہے—جیسے
کیسا چھپ کے بیٹھا تھا عشوہ گر جسے ڈھونڈتے تھے ادھر ادھر
جب کہ اپنا اس تک ہوا گزر دیکھا اپنے ہی تو مکاں پہ ہے—جیسے
کسے لامکانی کی جستجو، کسے بے نشانی کی جستجو
ہمیں ہے وہ جانی کی جستجو جو مقیم خانۂ جاں پہ ہے—جیسے
کوئی کہتا ہے وہ جہاں میں ہے، کوئی کہتا ہے آسماں میں ہے
جو کہ بیٹھا اپنی ہی جاں میں ہے نہ یہاں پہ ہے نہ وہاں پہ ہے—جیسے
یہ بھی حق جو سمجھا حرم میں ہے وہ بھی سچ جو سمجھا صنم میں ہے
رونق اپنا وہ یار ہم میں ہے جہاں دیکھو اس کو وہاں پہ ہے—جیسے

[پری وش کا آنا[2]]

۱۔ دلیپ ۔ طرز : میرے بعد کوئی اک سلی کے

غزل[۳]

برق وش : خلل مجھ سے ہوتا تو ہے یادِ رب میں
مگر کیا کروں میں پڑا ہوں غضب میں—خلل
مری سن کے فریاد اے پیر و مرشد !
ذرا جلد پہنچاؤ درگاہِ رب میں—خلل
بھتیجا مرا لے گیا میری دختر
نہیں رحم ہے کچھ بھی اُس بےادب میں—خلل

بخت ور[۴] : بھتیجا ترا ایسا بےداد گر ہے
تو اُس کا پدر ، تیرا بھائی کدھر ہے ؟—بھتیجا
نہ کیوں تیرے بھائی نے اُس کو سزا دی
کہ لایق سزا کے ہی وہ بد گہر ہے—بھتیجا
کیا ایسا زبردست ہے جو نہ اُس کا[۵]
خدا کے سوا کوئی قابض مگر ہے—بھتیجا

برق وش : قدرتِ خلاقِ عالم آتی ہے کیا کیا نظر
گو کہ ہم دونوں کی مادر ایک تھی اور اک پدر
پر مجھے تم اور میرے بھائی کو دیکھو اگر
تو کہو اک چہرے میں ہے اک فرشتہ جلوہ گر
پیرِ شیطاں باپ ، بیٹا مرشدِ خناس ہے
ایسے مردودوں سے پھر نیکی کی کس کو آس ہے
میرے بھائی پر ہوا آتش فرشتا مہرباں
اور پسر کو اُس کے دھرتی راج دیتا ہے اماں

۳۔ ضلع ۔ طرز : کسی سمت کے آنے کی آرزو ہے
۴۔ طرز مذکور ۔

اس لیے دونوں پہ غالب جز خدا کے ہے کہاں
مجھ سے پر اے شاہ صاحب کیجیے اتنا بیاں
ترکِ دنیا بھر حق کے آپ کرکے بیٹھے ہیں
یا کسی معشوق بے پروا پہ مر کے بیٹھے ہیں ؟

بخت ور : ہے سوا اللہ کوئی معشوقِ بے پروا یہاں ؟
یہ نئی اک بات ہے اس کا مفصل کر بیاں

برف وش : قبلۂ من ! اس لیے میں نے کیا تھا یہ سوال
وہ بھتیجا میرا جو ملعون ہے شیطاں خصال
اس طرح سے اس کو دھرتی راج نے دی ہے دعا
تیرا قاتل کوئی دنیا میں نہیں ہے اک سوا
خوب صورت ہے ، جواں ہے ، تس پہ ہے ناکتخدا
دنیا داری کا نہیں چکھا ذرا اس نے مزا
چھوڑ کر شاہی رہے گا دشت میں بارہ برس
یادِ حق کرتا رہے گا ، قبضے میں کرکے ہوس
وہ تو بے شک تیرا جی لے گا زمیں میں آن کر
ماسوا اس کے نہیں تجھ کو کسی سے بھی خطر

بخت ور : غزل[۶]

باقی رہے گا نامِ خداوندِ پاک بس
جو شے کو ہے حیاتی ، وہ ہوگی ہلاک بس—باقی

۶- سارنگ - طرز : سر اپنے لے کے رهتا

اب تو اُڑا لے بہرِ شکم پروری تو خاک
اک دن شکم بھرے گی ترے سے ھی خاک بس—باقی
بندوں سے تو ڈرا تو اے واہ مرحبا ھے عبد؟
معبود کا ھی رکھا نہیں تو نے باک بس—باقی
شاداں ھے وہ تو شاداں مدد کو اب اس کی آئے
تو دردمند میں بھی ھوں چل دردناک بس—باقی
خورشیدِ دہر وہ ، تو میں خورشیدِ حشر ھوں
کرتا ھوں اپنا اب تو گریباں میں چاک بس—باقی

[جانا دونوں کا]

پردہ دوسرا

جنگل

[خورشید نور کا مع جوگیوں کے آنا]

خورشیدنور : غزل[1]

جو بدی سمجھا تھا میں ، نیکی نظر آئی مجھے
میری نابینائی ظاہر اب ہے بینائی مجھے۔جو
شرق سے میں نے نکالا آفتابِ مغربی
اپنے ہاتھوں ہے گوارا اپنی رسوائی مجھے—جو
چشمِ معیوبی سے جو مجھ کو[2] مِلی چشمِ ہنر
دیتا ہے اپنا ہنر اب عیب دکھلائی مجھے—جو
چشمِ تر سے ابر تر سا کیوں نہ برسے ابر خوں
غیر دستوں میں نری مہندی نظر آئی مجھے—جو
کیا خطاب اچھا ہے رونق بادشاہِ عشق کا
کہتا ہے دیوانہ کوئی ، کوئی سودائی مجھے—جو

گرو : غزل[3]

ہارو جی ، پر بازیِ اُلفت نہ ہارو عاشقو!
ہار پر دلبر کی ، جیت اپنی نثارو عاشفو!—ہارو

۱۔ ضلع برھنس ۔ طرز : غار میں غم کے نو آخر
۳۔ کالنگڑا ۔ طرز : بادشاہ ہوں میں پرستاں کا

تم صدائے[۴] حالِ دل سن لو صدائے قال میں
ہو کے بے خود تو ذرا اُس کو پکارو عاشقو !ــ ہارو
یہ صدائے حق سے شاق اُس نازنیں کا دل ہوا
دار پر چلّاتا ہے کون ، اس کو مارو عاشقو !ــ ہارو
بے کمی کے ہو رکعت (اور) سجدے میں ہووے نہ سر
ہے صلٰوتِ عاشقی یہ ہی ، گزارو عاشقو ![۵]ــ ہارو
بزم آرائے جہاں گر ہو تو تن کر دوں خراب
خانۂ دل بہرِ رونق تم سنوارو عاشقو !ــ ہارو

[جوگیوں کا خورشید نور کو گلے لگانا ، اُس کا تلملانا ، کالی گھٹا کا آنا ، جوگیوں کا گھبرانا]

کالی گھٹا : ع کیا اے بوڑھو ! اب جی سے مرنے کو آئے ؟

[سب جوگیوں کا بے تاب ہونا]

گرو (خورشید نور سے) : ع کیا شہزادے تم اس سے ڈرنے کو آئے ؟

خورشیدنور : ع اے ڈائن شتاب اب یہاں سے نکل

کالی گھٹا : ع کہاں نکلوں ، میری بغل میں تو چل

[کالی گھٹا کا خورشید نور کو بغل میں لینا چاہنا ۔ خورشید نور کا اسے گرا دینا]

خورشیدنور : ع (گردن داب کر)
کہو تو گرو جی لوں میں اس کی جان ؟

چیلا : ع نہ چھوڑو اسے زندہ ، شہ ایک آن

گرو : ع لو بس کاٹ تم اس کے ناک اور کان

کالی گھٹا : ع لگا عیب مت ، چاہے تو لے لے جان

خورشیدلور : کیا اک تجھ سی رنڈی کا میں لوں گا جی
نہیں مرد کرتے کبھی زن کُشی

[خورشید نور کا خنجر سے کالی گھٹا کی نا ک ، کان کاٹ کر چھوڑ دینا]

کالی گھٹا : مجھے تو نے نکٹی کیا بدگہر
مرا بھائی اب تیری لے گا خبر
وہ آتا ہے اب رہنا تو ہوشیار

خورشید نور : ع اسی کا ہی ہے مجھ کو اب انتظار

گرو : ع خدا فتح دے تجھ کو مردود پر

خورشید نور : ع بھروسا ہے سائیں وہ معبود پر

باب دوسرا

پردہ تیسرا

دیوان خانہ

[آنا چندا حور کا بے قراری کرے]

چندا حور : غزل[1]

ھائے چھٹ کے گل و گلزار سے ھم ، اب کیسے ملیں گے خاروں سے
مرے دلبر سے یہ کہہ دے کوئی ، مجھے جلد چھڑا اغیاروں سے۔ھائے
ھو عالم کوئی[2] چارہ گر ، ھمیں کام نہیں اس سے ہے مگر
وھی ایک لے تو لے اپنی خبر ، ھم جس کے ھیں ناچاروں سے۔ھائے
غیر(وں کے) جو قبضے میں دیا ، یہ کیسا ستم گر ظلم کیا
نہیں تو نے ھی قاتل مار لیا ، ھمیں اپنی ھی تلواروں سے۔ھائے
تونے اپنا صنم ھمیں رام کیا ، پھر یوں رسوائے عام کیا
ترا ھم نے پسند[3] اسلام کیا ، زک پانے کو کفاروں سے۔ھائے
سلطان بلند نصیباں ! آ ، اے رونق بزم حبیباں! آ
وے فخر گروہِ طبیباں آ ، غافل نہ ھو ھم بیماروں سے۔ھائے

[آنا رعد کا]

۱- اساوری - طرز : دو اس کا پتا اے لوگو بتا

رعد : غزل[۴]

دیا اللہ نے تجھ کو عجب صورت پری پیکر
نہ دیکھی ایسی عالم میں کوئی مورت پری پیکر۔۔دیا
فدا جو گل پہ ھیں بلبل ترے رخ پر فدا وہ گل
مجھے اس گل کا مثل مُل پلا شربت پری پیکر۔۔دیا
ستانے سے مجھے حاصل ، میں تجھ پر دل سے ھوں مائل
نہیں ھے اوروں کے قابل مری اُلفت پری پیکر۔۔دیا
ترا خورشید گر ھے شہ ! میں شاھنشہ ھوں رشک مہ
ھے میری کیسی عز و جاہ کیا حشمت پری پیکر۔۔دیا

چندا حور : ٹھمری[۵]

تیرے شعلے پہ جاہ و حشم سے
نہیں آنے کی دم میں دم سے
تجھے کہتی ھوں یہ قسم سے رے۔۔تیرے
شاھی زمیں کیا فلک کی بھی پاوے
اسے قدموں پر میرے لٹاوے
نہ پھروں میں اپنے صنم سے رے۔۔تیرے
کر تو یہاں سے منہ تیرا کالا
کچھ بھی زباں سے سخن جو نکالا
دے دوں گی جی کو میں غم سے رے۔۔تیرے

۴۔ بھیرویں ۔ طرز : تری مانند اگر ماہ منور
۵۔ طرز : ھائے او شوھر خونی (راگ اور راگنی کا حوالہ درج ھیں ۔ مرتب) ۔

غزل[6]

رعد : غضب ناک کیوں مجھ پہ ہوتے ہیں آپ
مجھے دین و دنیا سے کھوتے ہیں آپ۔غضب ناک
مرے سا نہ عاشق ملے گا کہیں
عبث خوابِ غفلت میں سوتے ہیں آپ۔غضب ناک

چندا حور[7] : تو ہے دیو ، میں ہوں پری ، بے سمجھ !
تو کھوٹا ہے ، میں ہوں کھری ، بے سمجھ !۔تو
تو ہے آدمی تو میں جنت کی حور
مرے سے ہے کیوں ہمسری بے سمجھ ! ۔تو

رعد[8] : میں ہوں دیو اور ہے تو بے شک پری
پری دیو میں نِت ہے پر ہمسری۔میں
بنا ہے کھرا ، کھوٹے کے واسطے
تو کھوٹا ہوں میں اور تو ہے کھری۔میں
بشر کے لیے ہی ہے حور و قصور
میں انسان ، تو حور نازک پری !۔میں
ہر اک تیری ہی بات سے جانِ جاں
مری تجھ کو لازم ہے اب ہمسری۔میں

چندا حور : یہ عبث ضد ہے تری ، احمق ہے تو نادان ہے
مجھ کو تو انساں کیا ہے حق نے ، تو حیوان ہے
صاحبِ ایمان ہوں میں اور تو بے ایمان ہے
میں فرشتہ‌خو ہوں اور مردود تو شیطان ہے
مجھ سے ملنے کا بھلا پھر کس لیے ارمان ہے

۶۔ برھنس ۔ طرز : پہلا ساقیا
۷ ، ۸ ۔ غالباً طرز مذکور ۔

رعد : جو تو کہتی ہے میں وہ ہی ہوں ، ہے پھر کیوں دل ملول
اور سو دو سو دے مجھ کو گالیاں اس سے فضول
آج کا ہی وقت ہے ، کر لے جفا ، ہرگز نہ بھول
جان و دل سے سب ترا کرتا ہوں کہنا میں قبول
اب تو مطلب کرنے دے میرا بھلا مجھ کو حصول

[لپٹنا چاہنا رعد کا چندا حور سے ، چندا کا جھٹکا دینا]

چندا حور : دور ہو دے دوں گی جی ، مجھ کو اگر آ کر چھوا[9]
جائے چولھے میں خدایا ! عشق شیطانی موا
دیکھ ! میں کرکے دعا کر دوں گی تیرا پست اوج
میری عصمت کی حفاظت کو تو ہے اللہ کی فوج

رعد : آسانی فوج سے مجھ کو نہیں خوف و خطر
ہوتا ہے نادان باتوں سے تو بچوں کو (ہی) ڈر
اب تو کہہ دیتا ہوں اپنا تجھ سے مطلب بےحجاب
میں کروں گا تجھ کو چندا حور عصمت سے خراب

[چندا حور کا گھبرانا ، کالی گھٹا کا آنا]

گانا[10]

کالی گھٹا : او بھائی ، بھائی ! میری کاٹ لی ہے ناک
چہرہ ہوا بد ، پڑ گئی خوبی پہ خاک
آوے مغرور خورشید نور مارو اسے
جلدی کرو قصہ اس کا پاک—او

[کالی گھٹا کا رونا ، رعد کا چھاتی سے لگا کر تسکین دینا]

۱۰- ضلع - انگریزی طرز : او مائی مائی مجھے لوٹ گئے

وعد : ترے دکھ سے ہوں میں بہت دردمند
یہ قحبہ[۱۱] کو تو کر قلعے میں تو بند
کروں جب تلک نہ میں اس کو تمام
ہے نوش و خورش بھی مرے پر حرام

[جانا سب کا]

باب دوسرا

پردہ چوتھا

دروازۂ قلعہ

[خورشید نور کا مع جوگیوں کے آنا]

خورشیدنور : ع اے گرو! یہ قلعہ کیا سنگین ہے

گرو : ع رعد موذی اس میں ہی بےدین ہے

خورشید نور : ع کس طرح اس کو مری ہوگی خبر

[آنا رعد شاہ کا اور گھبرا جانا جوگیوں کا]

رعد : ع آن پہنچا، ہوں یہیں اب مجھ سے ڈر[1]

خورشیدنور : ڈر ہے تو ہے مجھ کو بس اللہ کا ڈر
تجھ سے مچھر[2] سے تو کیا خوف و خطر

رعد : کیا کرے گا موت کی تعجیل کو
کہتا ہے مچھر بھی مجھ سے فیل کو[3]
ٹھہرے گا حملہ مرا تو تھامنے

خورشیدنور : ع گر جواں مردی ہو تو آ سامنے

رعد : ع (تلوار کھینچ کر)
دیکھوں تیری مردمی ، لے روک وار

[تلوار لگانا رعد کا ، بچنا خورشید نور کا]

خورشیدنور : ع (تلوار کھینچ کر)
چیرتا ہوں تجھ کو میں مثلِ خیار

[لڑائی کے بعد رعد کا زخمی ہو کر گرنا]

رعد : ع مر گیا۔انجار میری لے خبر

[انجار کا زمین سے نکلنا]

انجار : ع تیرا بدلا چھوڑے کیا تیرا پسر

خورشید نور : ع کیا شتابی موت نے کی تیری بھی

انجار : ع پاتا ہے اس کی ہی لذت تو ابھی

گرو : ع اس سے مت زنہار لڑ خورشید نور

خورشیدنور : ع ایسے دس آویں بھی تو ماروں ضرور

انجار : ع (تلوارکھینچ کر)
دیکھوں تو، اپنی جواں مردی دکھا

خورشیدنور : ع وار یہ پہلا ہی تو میرا بچا

[لڑائی ہونا دونوں میں، بچھڑنا خورشید نور کا،
آنا برق وش اور بخت‌ور کا]

بخت ور : ع (انجار کو) چھوڑ بھائی کو مرے تو اے کمیں!

انجار : ع تو بھی جانے آیا ہے زیر زمیں

بخت ور : تاب کیا تجھ کو، کرے مجھ کو ہلاک
آ تجھے جو ہونا ہو پیوند خاک

[انجار کو پچھاڑ کر خنجر مارنا بخت ور کا]

انجار : ع (رعد کو) اے پدر! جلدی کرو موذی کو رد

رعد : ع اب قیامت میں کریں گے ہم مدد

[مرنا رعد کا]

بخت ور : ع ملنے تیرے باپ سے جا تُو بھی اب
انجار : ع ہو گیا ٹکڑے کلیجا سب کا سب
میں بھی راہی ہوتا ہوں اب دہر سے
[مرنا انجار کا]
گرو : ع جاؤ دوزخ میں خدا کے قہر سے
خورشیدلور : ع بخت ور! بھائی مرے ، میرے جگر
[بغل گیر ہونا]
بخت ور : ع شک تو اب بھائی نہیں وہ بندہ پر
خورشیدلور : ع ہوں تو نادم اس سے میں اے نیک نام!
بخت ور : ع کیوں ندامت مجھ سے ، ہوں میں تو غلام
بھابی میری ہے کہاں اے بھائی جان!
خورشیدلور : ع قید ہے ، سن ، وہ[۳] قلعے کے درمیان
بخت ور : ع برق وش! یہ کیسے ٹوٹے گا قلعا
برق وش : ع چھوتے ہی صاحب کے بس ہوگا ہوا
[بخت ور کا قلعے کو چھونا اور قلعے (کا) نابود ہونا ،
چندا حور اور کالی گھٹا کا نکل آنا]
خورشیدلور : ع اے مری آرام جاں! او چندا حور!
چندا حور : ع کون ؟ میرے دلربا ، خورشید نور!!
[دونوں کا بغل گیر ہونا]
بخت ور : ع بھابی جاں! تسلیم کو جھکتا ہے سر
چندا حور : ع آہا بھائی جان ، میرے بخت ور
[ایک ہیبت ناک آواز کا آنا[۵] اور دھرتی راج کا مع چمکا زمین سے نکل آنا]

غزل[6]

دھرتی راج : نہ کر برق وش تیری دختر کا غم
حفاظت کو اس کی ہمیشہ تھے ہم—نہ

ہے چمکا پری لایقِ بخت ور
بس اب دونوں کی شادی ہووے بہم—نہ

برق وش : مرے[7] سر پہ ہے حکم سرتاج کا
میں ٹالوں کہا کیسے مہراج کا—مرے

[بخت ور کے ھاتھ میں چمکا کا ھاتھ دے کر]
کنیزک تمھاری لو اے بخت ور
مبارک تمھیں روز یہ آج کا—مرے

[کالی گھٹا کا دھرتی راج کے پیروں میں گرنا]
کالی گھٹا : سنو عرض میری بھی اے دھرتی راج !
قصور ان سے بخشواؤ میرا بھی آج

خورشید نور : ستانے سے لوگوں کے کہا تو قسم
تو زنہار تجھ کو نہ چھیڑیں گے ہم

[ھیبت ناک آواز سے آتش فرشت کا آسمان سے اترنا]
آتش فرشت : سراپا ہے خورشید تیرا یقیں
سزا بد کو دی آفریں آفریں
ریاست یہاں کی تو کر برق وش
مگر بھائی سا ھونا مت ظلم کش
دعا ہم تو کرتے ھیں یہ بار بار
خدایا تو کر نیکوں کا بیڑا پار

۶- بہاگ ۔ طرز : خدا کی ہے بے شک

۷- طرز مذکور ۔

سب : لاونی[۸]

ہے بدی میں کیا حاصل ارے غافل!
ایک روز کرے گی بدی تو تم کو دوزخ سے واصل—ہے
دو کسی کو مت آزار ، اے زنہار
پھر سوذی تو رکھی ہے ایک روز خدا کی مار
رہو ہر ایک کے غم‌خوار ارے ہوشیار
بنی آدم تم رہو آپس میں سب بھائی سے دلدار

جھول

سب مل کے جو ایک ہوجائے ، تم سے رشک فرشتہ کھائے
ہر جگہ پہ رونق پائے سنو میرا[۹] جو ہو عاقل

تمام شد

۸- سارنگ ۔ طرز : کیا ٹھمک چال چلی

حواشی غرورِ رعد شاہ

باب پہلا

پردہ پہلا

۶- اصل : پہن -
۱۰- اصل : ھے
۱۱- اصل : جبراً -
۱۲- اصل : ''بہتر سا مشغلہ'' تصحیح قیاسی کی گئی -
۱۴- اصل : شاھی لباس میں معہ آتش فرشت تخت کے لٹکے ہوئے اسمان سے آنا -
۱۸- اصل : کون یہ نہ
۱۰- اصل : ''پاک عصمتوں کی غیب کا حافظ ھے کردگار -'' تصحیح قیاسی کی گئی - شاید 'غیب کا حافظ' سے مراد غیبی محافظ یعنی غیب سے امداد دینے والا ھے -
۲۲- اصل : جفا سے
۲۳- اصل : رونق دیں کا

پردہ دوسرا

۲- اصل : وہ
۳- اصل : ٹوٹا ایک نالا ھے اور بھی ایک کو پھوٹی آہ ھے
۵- اصل : گھر تھا

پردہ تیسرا

۳- اصل : کشیر
۴- اصل : ہے تمھارے بھائی کا ہر تو رو جبھہ
۶- اصل : جر سب
۸- اصل : سر پر بے دریغ

۱۱- اصل : دابو
۱۲- اصل : دونوں بھی اے

پردہ چوتھا

۴- اصل :
اس لیے سمجھتا ہوں ہردم یہی شکل نور کو
ورنہ وہ شوخ سا ہوں میں کر دوں گا سر

تصحیح قیاسی کی گئی - (مرتب)
۵- اصل : خار ہے تو جانے برادر ہار کیا مرنبہ
۶- اصل : جفا
۷- اصل : نور کی
۸- اصل : غرق
۹- اصل : غرض
۱۰- اصل : ہو
۱۱- اصل : کیا
۱۳- اصل : نار ہے
۱۴- اصل : جس میں
۱۵- اصل : جہاں کا سیدھا بھی کام نظر آتا ہے الٹا
۱۶- اصل : عقل سے
۱۷- اصل : دنیا دار

باب دوسرا

پردہ پہلا

۲- اصل : آنا دیکھنا -
۵- اصل : اس کی
۷- اصل : اعود -

پردہ دوسرا

۲۔ اصل : مجھے
۴۔ اصل : تم سودائی حال
۵۔ اصل : ہے اسلاتل عاشقی ہی گزارو عاشقو

پردہ تیسرا

۲۔ اصل : کوئی عالم ہو
۳۔ اصل : پسند ہم نے ترا
۹۔ اصل : ہوا
۱۱۔ اصل : گیاہ

پردہ چوتھا

۱۔ خورشید نور کے مصرع کا تقاضا تھا کہ شعر مکمل ہونے کے لیے مصرع ثانی ہوتا ۔ اس جگہ رعد کا جو مکالمہ درج تھا ، وہ وہی تھا جو خورشید نور کے اگلے مکالمے کے بعد آتا ہے ۔ اس بات سے قیاس ہوا کہ دوسری جگہ مصرع دوبارہ لکھے جانے کی بجائے اس جگہ کوئی اور مصرع ہوگا جو خورشد نور کے مصرع اولی کے ساتھ مل کر شعر مکمل کرتا ہوگا ، لہٰذا مصرع ثانی مرتب نے اضافہ کیا ہے ۔ خورشید نور کے مصرع کا قافیہ 'خبر' ہے ، اس لیے اسی رعایت سے اس مصرع کا قافیہ 'ڈر' مناسب سمجھا گیا ہے ۔ (مرتب)

۲۔ اصل ۔ مجھی
۳۔ اصل : کہتا ہے مجھی بھی مجھی فیل کو
۴۔ اصل : سنتا ہوں قید ہے
۵۔ اصل : ہونا ۔
۹۔ مراد ہے قول ۔